



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by www.ziaraat.com

www.ShianeAli.com

NOT FOR COMMERCIAL

اِنَّ السَّالِكِ يَبْعَثُ فِي كُلِّ اَلْبَابِ رَسُوْلًا لِّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دُعا اور آخرت میں

یزید پید کے ظلم اور فسق و فجور کے حقیقی واقعات پر متل جامع کتاب

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم الحاج پیر

سید محمد باقر علی شاہ صاحب
دامت برکاتہم
القدسیہ
زریب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت یکیدیا نواز شریف

مصنف

محقق اہلسنت علامہ حافظ

شفقات احمد صاحب
نقشبندی
میری یکیدیا حفظہ

تلمیذی یزیدی فی مرسلہ یزید
الغزوہ
بیہ
کدایزید
کا تحقیقی جائزہ

قادی رضوی منتخب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

اِنَّا نَحْنُ قُلُوبُ النَّاسِ وَنَحْنُ اَعْيُنُهُمْ
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید بلید کے ظلم اور فتنہ فحور کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب

تحقیقی مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بہ

کرم الدین یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

حضور قلم عالم الحاج میر سید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم
رہیب سجادہ آستانہ عابد حضرت کیلیا نواز شریف

مصنعت

محقق اہلسنت علامہ حافظ شفیقات احمد صاحب مجلہ کلمانی حفظہ

قادی رضوی کمرتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

سید سلیم

حیدر آباد لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب کردار یزید کا تحقیقی جائزہ
مصنف علامہ حکیم حافظ شفقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی
کتابت ملک غلام مصطفیٰ علی پور چٹھہ
اشاعت سوم جنوری 2006ء
تحریک چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر چوہدری عبد المجید قادری
قیمت 150 روپے
ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم سستا ہوٹل لاہور
- ☆ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- ☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور
- ☆ روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ الریاض پبلشرز خالد ایجوکیشنل سنٹر اردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575-0333-4383766

انتساب

شمس العارفین سراج السالکین سند اکاملین زبدۃ العارفین سیدی
وسندی ملجائی وماوالی حضور قبلہ عالم

السید پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری

نقشبندی، مجددی، کیلانی قدس سرہ العزیز

کی لا محدود نوازشات میں سے صرف ایک فقرہ جانفزا کے نام جو آج سے تقریباً
چالیس سال قبل آپ نے قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی کو مخاطب کر کے ارشاد
فرمایا تھا

”حافظ صاحب آپ کا مطالعہ بھی ہماری طرف سے ہی ہو گا۔“

اسی فیض جادوئی کے مدد سے بتوسط قبلہ والد صاحب ادامہ اللہ فیوضہ
بندہ بیچ مدد اہل بیت کرام کی خدمت میں اپنا یہ نذرانہ تحقیت پیش کرنے کے
قابل ہوا۔

وگر نہ من آنم کہ من دانم
گر قبول افتد نہ ہے عز و شرف

نوبہم تاجدار کیلانی

شفقات احمد علی عتہ

تقریر سید: آفتاب شریعت ماہتاب طریقت امین
دولت مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی تاجدار کیلانی حضور قبلہ عالم

الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

برادران اسلام کچھ عرصہ سے خارجی ٹولہ نے اہل سنت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر یزید پلید کے جنتی ہونے کا اعلان کرتا شروع کر رکھا ہے اور اس سلسلہ میں بخاری شریف کی ایک روایت کا غلط مطلب بیان کر کے لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ عزیزم مولانا شفقات احمد نے اس کتاب میں نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ طریقہ پر اس خارجی ٹولہ کی سرکوبی کی ہے اور یزید پلید کے اصلی خدوخال نہایت معتبر کتابوں سے واضح کئے ہیں۔ یہ کتاب میں نے سنی ہے اور سنن کو مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے اور عزیزم مولانا شفقات احمد کے لیے میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کی یہ خدمت اہل بیت کی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ نفع پہنچائے اور میرا مشورہ ہے کہ اس پر فتن دور میں یہ کتاب ہر محب اہل بیت کے پاس موجود ہونی چاہیے۔ ایں دعا از من است از جملہ جہاں آمین باد۔

دعا گو

ناچیز

السید عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی ابو لفظت سید محمد باقر علی شاہ

حضرت کیلیا نوالہ شریف

(المعروف قبلہ بن جی سرکار)

تقریظ

عمدة العلماء زبدة الفقهاء صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج الحافظ قاضی پیر
سید محمد یعقوب شاہ صاحب فاضل بریلی شریف آستانہ عالیہ کبر الوالہ شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

عن زید بن ارقم قال لنی وفاطمة والحسن والحسین
انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم عن ابي ب. مرة قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب
اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔

احادیث مذکورہ اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ محبت اہل بیت
جزو ایمان ہے اور محب اہل بیت، محب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور دشمن اہل بیت، دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چونکہ اس دور میں
خارجی فرقہ سادہ دل مسلمانوں کے دلوں سے اہل بیت کی عظمت نکالنے اور
یزید پلید کی محبت کا بیج بونے کی تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے بھرپور کوشش
کر رہا ہے۔ لہذا اس پر فتن دور میں خارجی فرقہ کی سرکوبی کے لیے ایسی مدلل
اور جامع کتاب کی اندر ضرورت تھی مدت سے اشتیاق تھا کہ اللہ تعالیٰ کوئی صاحب
قلم پیدا کرے جو اس شیطانی فرقہ کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو۔

الحمد للہ کہ مولا کریم نے یہ منصب عزیز مولانا شفقات احمد کو عطا کیا اقبال میں
ایسی جامع اور مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب یزیدی فرقہ کے لیے
نخسیر برائے ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انکے علم و عمل میں برکت کرے اور اجر عظیم عطا کرے
(السید محمد یعقوب شاہ۔ ناظم مدرسہ عربیہ عثمانیہ۔ کبر الوالہ سیدال ضلع گجرات)

فاضل لوزی عالم تعلیمی جامعہ
مفتول و منقول استاذ العلماء حضرت
علامہ الحاج مفتی حافظ

محترم بامعہ محمد بن رسولہ
برکات القدر
علی پور چیمبر (ضلع گوجرانولہ)

محترم سید احمد صاحب
دامت برکاتہم الفدسیہ

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ
(۲۴ سورہ بقرہ ۱۹)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اس آنت کریمہ کی مجسم تصویر تھی۔ آپ کا بچپن ہو یا جوانی، سن کمولت ہو یا زندگی کے آخری لمحات، سفر یا حضر ہر حال اور ہر مقام میں آپ دعوت الی اللہ اور عمل صالح کی مجسم تصویر نظر آتے ہیں۔ ایسی تصویر جس کے سروپا میں دیکھنے والے کو کہیں بھی کوئی نقص اور عیب نظر نہیں آتا۔ آپ کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے کر شمع دامن دل مے کشد کہ جا این جاست والا معاملہ نظر آتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ آپ نواسہ رسول ہیں مگر گوشہ بتول ہیں، راحت قلب مصطفیٰ ہیں، نور نظر مرتضیٰ ہیں، سردار جوانان جنت ہیں، قبلہ قلوب اہل معرفت ہیں۔ درحقیقت حسین کی قدر و منزلت صحابہ کرام ہی جانتے تھے بالخصوص سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں حضرت امام عالی مقام کی ناز برداریاں کیں اور انعامات و اکرامات سے نوازا جن سے تاریخی کتب میں بھری پڑی ہیں۔ لیکن صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید پلید نے اپنے والد ماجد کے طور طریقوں کو یکسر بھلا دیا، جناب امام کے علو نسب کو فراموش کیا۔ حضرت امام عالی مقام کے متعلق فرامین رسول کو بھی درغور اعتنا نہ سمجھا اور خلافت راشدہ اور خلافت امیر معاویہ

کے دور میں حضرت امام حسین کے ساتھ دربار خلافت کی طرف سے جو جو حسن سلوک کیا جاتا تھا اس نے اس سے بھی صرف نظر کر لیا بلکہ خود اپنے والد ماجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امام حسین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ خاندان نبوت پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہر دیکھنے والا الامان والنجیظ پکار اٹھا بلکہ پوری کائنات اس کے افعال شنیعہ پر نفرتیں بھیجنے لگی یہاں تک کہ اس کے گھر کی بیبیاں اور اس کا اپنا بیٹا بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکا جیسا کہ کتب تاریخ سے ظاہر ہے لیکن ہمارے دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو یزید کے خود ساختہ فضائل و مناقب تقریر و تحریر کے ذریعہ سے بیان کر رہے ہیں۔ انکی کتابیں کذب بیانی، دھوکہ دہی اور قریب بازی کا شاہکار ہوتی ہیں۔ عبارات میں قطع و برید حوالہ جات میں تحریف و خیالات ہی ان کا اوڑھنا پھوننا ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ یزید کی مدح سرائی اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر کرتے ہیں جس سے کم پڑھے لکھے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں حالانکہ عقائد اہل سنت کی مشہور درسی کتاب میں تحریر ہے :

فلعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ والنصارہ یعنی ہم اہل سنت یزید پر اور قتل اہل بیت میں اس کے تمام مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان حالات میں ایک ایسی جامع کتاب کی سخت ضرورت تھی جو ان یزید پرستوں کی تمام مکاریوں کے پڑے چاک کرے اور یزید کے صحیح خدوخال نمایاں کرے اور یزید کے متعلق اہل سنت و جماعت کا نظریہ باحوالہ واضح کرے۔ الحمد للہ عزیزم حکیم نفحات احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مالا یقنی کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی ہے اور یہ کتاب دیکھنے والا کہے گا فجا عجمہ اللہ کیا بیبغی کتاب پڑھنے والا آدمی خود ملاحظہ کر لے گا کہ حوالہ جات کا ایک ایسا سیل بے پناہ ٹھاٹھیں مار رہا ہے جس میں یزید پرستوں کی تمام مکاریاں حسن و خاشاک کی طرح بہتی نظر آ رہی ہیں اللہ تعالیٰ عزیزی اس کو شمش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

حفاظ محمد سعید نقشبندی محیدی

مفتی آستانہ عالیہ حضرت کبیراؤالہ شریف

فہرست کتب محمولہ

قرآن مجید فرقان حمید	بیہقی شریف	مکتوبات امام ربانی	شرح مسلم الثبوت
بخاری شریف	عمدة القاری	لبستان المحدثین	وفاء الوفاء
مسلم شریف	ارشاد الساری	تاریخ صغیر	خلاصہ الوفاء
ترمذی شریف	الکوکب الدراری	تفسیر خازن	روض النیر
ابن ماجہ شریف	فتح الباری	تفسیر روح المعانی	الخصائص
نسائی شریف	تیسیر الباری	تفسیر مظہری	مجمع الزوائد
ابوداؤد شریف	مقدمہ بخاری	تفسیر درمستور	طبقات کبری
مشکوٰۃ شریف	نوی شرح مسلم	البيان فی علوم القرآن	الہدیہ والنبایہ
دارقطنی شریف	مقدمہ مسلم	الاتقان	تاریخ طبری
مسند امام احمد	انوار الممجد	تفسیر مواہب الرحمن	تاریخ کامل ابن اثیر
دارمی شریف	مقدمہ ترمذی	تفسیر معارف القرآن	تاریخ ابن خلدون
موطا امام مالک	حاشیہ ترمذی	شرح فقہ اکبر	تاریخ یعقوبی
الترغیب والترہیب	حاشیہ مشکوٰۃ	شرح عقائد نسفی	تاریخ ابن خلکان
معجم کبیر طبرانی	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	نباس شرح اشرح مختار	طبقات ابن سعد
معجم اوسط طبرانی	اشتقاق المعانی	الاصحاب فی تمیز الصحابہ	الانساب الاشراف بلاذری
مصنف ابن ابی شیبہ	مظاہر حق	اسد الغابہ	مقدمہ ابن خلدون
دلائل النبوة بیہقی	مشارق انوار	الاستیعاب	تاریخ ابن عساکر
مسند فردوس دیلمی	حاشیہ معجم	نخبۃ الفکر	تاریخ الخلفاء
مسند رویانی	نسیم الریاض	نزهۃ النظر	تاریخ مدینہ
مسندک	اوجز المناہک	بغیۃ الراشد	جذب القلوب

سیرۃ النبی شبلی ندوی	رحمۃ العالمین	عاشیہ مکتوبات	ہدیۃ المہدی
ازالۃ الخفافہ	جلالہ الافہام	تطہیر الجنان	عاشیہ ہدیۃ المہدی
تاریخ خمیس	تکمیل الایمان	مرج البحرین	کرامات المحدثین
سیرۃ النعمان	فتاویٰ عبدالحی	غنیۃ الطالبین	باران انوار
نور الابصار	ماثبت من السنہ	مثنوی بوعلی فاضل	احیاء المیت
تنویر الازہار	مکتوبات قاضی ثناء اللہ	ابیات بابو	مستخرج السنۃ
حجۃ اللہ علی العالمین	خصائص کبریٰ	دیوان فرید	مختار اسلام
اسماء الراغبین	ینابیع المودۃ	صحابیات وعارفات	نزل الابرار
شواہد النبوة	تاریخ ذہبی	عرفان شریعت	تذہیب نصاب
سوانح کربلا	نہرات الذهب	تحفۃ اثنا عشریہ	شہید کربلا اور یزید
نزہۃ المجالس	فتح القدر	تذکرۃ الحفاظ	شہید کربلا
روضۃ الاصفیاء	مطالعہ السؤل	الابرار	سانحہ کربلا
حیۃ الصحابہ	شرح مقاصد	ابی فی الشافعی	فتاویٰ ابن تیمیہ
تاریخ اسلام ندوی	سفینۃ الاولیاء	احسن النعمان	جامع کرامات اولیاء
تاریخ اسلام بکر شاہ	مقتل حسین خوارزمی	ذوق لفت	تشریف البشر
تاریخ اسلام حمید الدین	مروج الذهب	فتاویٰ مہرہ	امداد الفتاویٰ
تاریخ اسلام عبدالقادر	امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	بہار شریعت	مکتوبات شیخ الاسلام
تاریخ اسلام امیر علی	فتاویٰ عزیزی	توضیح الفقائد	فتاویٰ رشیدیہ
عواحق محرقہ	سر الشماوتین	کلام اقبال	مناقب موفق
حجۃ اللہ البالغہ	تقریب النذیب	علوم القرآن	محرم نامہ
تذکرۃ الخواص	تہذیب التہذیب	تاریخ التفسیر	✽
کشف المحجوب	میزان الاعتدال	تاریخ المحدثین	
مدارج النبوة	حیۃ الجیوان	الروایۃ المتعصب الغنید	

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۶	حدیث ۱۔	۱۷	مقام اہل بیت قرآن و حدیث کی روشنی میں۔
۴۶	یزید دین میں رخصتہ اندازی کرنیوالا	۲۳	پہلا باب۔ آیات قرآنیہ
۴۶	یزید نبی کا طریقہ بدلتے والا ہے	۲۳	آیت ۱۔
۴۷	حدیث ۲۔	۲۷	آیت ۲۔
۴۷	یزید کے دور حکومت سے خدا کی پناہ	۲۸	آیت ۳۔
۴۸	یزیدی دور میں اہل بیان مدینہ پر ظلم	۲۹	آیت ۴۔
۵۳	حدیث ۳۔	۳۱	آیت ۵۔
۵۵	یزیدی دور میں خون کی ندیاں	۳۲	آیت ۶۔
۵۵	مدینہ والوں پر ظلم سے یزید خوش ہوا	۳۲	آیت ۷۔
۵۷	حدیث ۴۔	۳۳	آیت ۸۔
۵۷	مدینہ والوں پر ظلم کرنیوالے کی سزا	۳۴	آیت ۹۔
۶۴	حدیث ۵۔	۳۵	آیت ۱۰۔
۶۸	یزید سات وجہ سے ملعون	۴۱	آیت ۱۱۔
۶۸	پہلی وجہ کی تفصیل	۴۱	آیت ۱۲۔
۶۹	دوسری وجہ کی تفصیل	۴۴	دوسرا باب۔ احادیث مقدسہ
۷۲	تیسری وجہ کی تفصیل		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۶	دو غزوات والی پوری روایت	۷۳	چوتھی وجہ کی تفصیل
۱۰۸	یہ روایت تباہ ہے	۷۵	پانچویں وجہ کی تفصیل
۱۱۰	یہ روایت منکر ہے	۷۶	چھٹی وجہ کی تفصیل
۱۱۰	چند غزوہ طلب امور		حدیث ۶
۱۱۳	یہ روایت مدرج ہے	۷۷	واقعہ کربلا کے ذکر پر حضور کا ابدی بیڑہ
۱۱۴	اس روایت کے راوی	۷۸	حضور کا میدان کربلا کی نشاندہی فرمان
۱۱۷	تذریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی		حدیث ۷
۱۱۹	حب علی کی شرعی حیثیت	۸۴	یزید امت محمدیہ کو ہلاک کرنی والا ہے
۱۲۲	بشارت اور یزید	۸۵	علامہ عینی کا یزید پر لعنت کرنا کمال انداز
۱۲۵	کیا یزید حبش اولیٰ میں شامل تھا		حدیث ۸
۱۲۷	حبش ثانی میں یزید کی حیثیت	۹۱	اہل بیت کا دشمن حضور کا دشمن
۱۳۰	مغفور لہم کے الفاظ پر تحقیقی بحث	۹۱	چار آیات سے مسئلہ کی وضاحت
	چوتھا باب		حدیث ۹
	اکابرین اسلام کے نظریات	۹۳	اپنے عزیز کے قاتل سے حضور کی نفرت
۱۳۷	اکابرین اسلام کی اقتدا کی شرعی حیثیت		حدیث ۱۰
۱۴۲	یزید کے متعلق ام المؤمنین کا فرمان	۹۵	اہل بیت کا دشمن تباہ
۱۴۲	جناب حیدر کرار کا نظریہ	۹۹	تیسرا باب
۱۴۳	جناب امام حسین		حدیث فسطاطیہ کا تحقیقی جائزہ
۱۴۴	جناب امام زین العابدین	۱۰۱	یہ روایت مضطرب ہے
۱۴۴	سیدہ زینب	۱۰۴	فقال مثل مقاتلہ کی بحث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۴۳	یزید کے متعلق علامہ عبدالغفر زنجانی کا نظریہ	۱۴۶	یزید کے متعلق سیدہ سکینہ کا نظریہ
۱۴۳	” قاضی ابویعلیٰ “	۱۴۶	” جناب ابن عباس “
۱۴۴	” علامہ ابن جوزی “	۱۴۸	” جناب عبداللہ بن زبیر “
۱۴۵	” علامہ ذہبی “	۱۵۱	” جناب ابوہریرہ “
۱۴۵	” علامہ عسقلانی “	۱۵۱	” ابو سعید خدری “
۱۴۶	” شیخ صبان “	۱۵۲	” جناب معقل بن سنان “
۱۴۷	” علامہ قسطلانی “	۱۵۳	” جناب منذر “
۱۴۷	” علامہ سیوطی “	۱۵۳	” ابن یحییٰ ملائکہ “
۱۴۷	” علامہ عینی “	۱۵۵	” جناب عبداللہ بن ابی مرہ “
۱۴۸	” علامہ کرمانی “	۱۵۶	” شرفاء مدینہ “
۱۴۸	” علامہ نووی “	۱۵۹	” ملت عربیہ “
۱۴۸	” علامہ مسعودی “	۱۵۹	” جناب عمران بن حصین “
۱۴۸	” علامہ آلوسی “	۱۶۰	” حضرت عمر بن عبد رب “
۱۸۰	” علامہ ابن کثیر “	۱۶۱	” جناب حسن بصری “
۱۸۰	” مؤرخ ابویعقوب “	۱۶۲	” جناب عمر ثانی “
۱۸۰	” مؤرخ دینوری “	۱۶۳	” حضرت امام اعظم کا مسلک “
۱۸۱	” مؤرخ ابن خلدون “	۱۷۰	یزید کے متعلق امام احمد کا نظریہ
۱۸۱	” علامہ اصفہانی “	۱۷۲	” علامہ تفتازانی حنفی “
۱۸۲	” مؤرخ ابن اثیر “	۱۷۳	” علامہ علی قاری حنفی “
۱۸۲	” ذات الحجہ صاحب “	۱۷۳	” علامہ ابن ہمام حنفی “

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹۵	مولوی صدیق حنفی دیوبندی	۱۸۲	یزید کے متعلق جناب مجدد الف ثانی کا نظریہ
	کا یزید کے متعلق نظریہ	۱۸۴	شیخ عبدالحق
۱۹۵	یزید کے متعلق مولوی محمود الحسن حنفی	۱۸۵	جناب شاہ ولی اللہ صاحب
	دیوبندی کا نظریہ	۱۸۶	علامہ قطب الدین خاں
۱۹۵	مولوی انور شاہ حنفی دیوبندی	۱۸۶	قاضی شمس الدین حنفی
۱۹۵	مولوی غلیل احمد حنفی دیوبندی	۱۸۷	شاہ عبدالغفر بن حنفی
۱۹۵	مولوی شیر احمد حنفی عثمانی دیوبندی	۱۸۸	اعلیٰ حضرت فاضل ربیوی حنفی
۱۹۵	مولوی رشید احمد حنفی گنگوہی	۱۸۹	مولانا حسن رضا خاں
۱۹۶	اشرف علی حنفی تھانوی دیوبندی	۱۸۹	خواجہ فرید الدین گنج شکر
۱۹۶	سید امیر علی دیوبندی حنفی کا نظریہ	۱۸۹	سلطان العارفین
۱۹۷	شبلی نعمانی دیوبندی حنفی	۱۹۰	حضرت بحر العلوم
۱۹۷	سید سلیمان ندوی دیوبندی	۱۹۰	مولانا نعیم الدین حنفی
۱۹۷	قاری طیب حنفی دیوبندی	۱۹۱	پیر مہر علی شاہ صاحب
۱۹۷	مفتی شفیع حنفی دیوبندی	۱۹۱	شیخ بوعلی قلندر
۱۹۸	عبدالرب دیوبندی حنفی	۱۹۱	صدر الشریعہ حنفی
۱۹۸	ڈاکٹر حمید الدین	۱۹۱	مولانا عبدالحق حنفی
۱۹۸	پروفیسر سید عبدالقادر	۱۹۳	مولانا رکن عالم حنفی
۱۹۸	پروفیسر شجاع الدین	۱۹۳	شاعر مشرق
۱۹۸	مولوی نور علی دیوبندی حنفی	۱۹۴	مولوی قاسم نانوتوی حنفی صاحب
۱۹۹	قاضی سلیمان منصور پوری غیر متعلقہ		دیوبندی کا نظریہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۰	سیدہ زینب کا نظریہ	۱۹۹	یزید کے متعلق مولوی وحید الزمان
۲۲۰	جناب امام احمد بن حنبل		غیر مقلد کا نظریہ
۲۲۱	جناب ابو بردہ اسلمی	۲۰۱	نواب صدیقی حسن غیر مقلد کا نظریہ
۲۲۱	جناب معاویہ بن یزید کی گواہی	۲۰۲	جنات کا نظریہ
۲۲۱	ابن زیاد	۲۰۲	ابن عروہ شاعر
۲۲۲	شمر لعین	۲۰۳	معاویہ بن یزید
۲۲۳	مورخ ابن اثیر	۲۰۳	مروان
۲۲۴	مورخ ابو یعقوب	۲۰۴	ابن زیاد
۲۲۴	علامہ نوار زنجی	۲۰۴	ابن سعد
۲۲۵	علامہ شیبانی	۲۰۵	جناب حر
۲۲۵	علامہ ابن کثیر	۲۰۶	رومی قاصد
۲۲۸	علامہ دینوری	۲۰۷	یزید کا اقبالِ جرم
۲۲۸	علامہ طبری	۲۰۷	یزید کے اٹھائیس فاسقانہ اشعار
۲۲۹	علامہ قسطلانی		باب ۵
۲۲۹	علامہ ابن ہمام	۲۱۵	کیا یزید واقف کر گیا کاؤمہ دار ہے
۲۲۹	علامہ علی قاری	۲۱۵	قانون خداوندی
۲۳۰	علامہ تفتازانی	۲۱۷	فرمان مصطفوی
۲۳۰	علامہ آلوسی	۲۱۹	جناب ابن عباس کا نظریہ
۲۳۰	قاضی تناد اللہ پانی پتی	۲۱۹	جناب ابن زبیر
۲۳۱	علامہ سبط ابن جوزی	۲۲۰	ابن عسلی ملائکہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۰	مولوی وحید الزمان غیر مقلد کی گواہی	۲۳۱	محدث ہستی کی گواہی
۲۲۱	نواب صدیق حسن غیر مقلد	۲۳۱	حضور غوث اعظم
۲۲۱	مولوی عبدالحق صاحب کھنوی	۲۳۱	شیخ صبان
۲۲۱	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	۲۳۳	علامہ عسقلانی
۲۲۱	شاعر مشرق	۲۳۳	علامہ سیوطی
۲۲۲	پروفیسر سید عبدالقادر	۲۳۳	شیخ عبدالحق
۲۲۲	پروفیسر محمد شجاع الدین	۲۳۵	ایک شبہ کا ازالہ
۲۲۲	ڈاکٹر حمید الدین	۲۳۶	علامہ قطب الدین کی گواہی
۲۲۳	عُجْرَم کا اقبال ہرَم	۲۳۶	علامہ ابن جریر
۲۲۵	واقعہ حورہ اور یزید	۲۳۶	علامہ ابن اثیر
۲۲۵	علامہ سبط ابن جوزی کی گواہی	۲۳۶	علامہ سبط ابن جوزی
۲۲۵	علامہ شعبی	۲۳۶	علامہ ابن کثیر
۲۲۶	علامہ ابن کثیر	۲۳۶	علامہ عسقلانی
۲۲۶	شیخ عبدالحق	۲۳۶	ڈاکٹر اسرار یزیدی
۲۲۷	کیا علامہ طبری شیعہ تھے	۲۳۸	شاہ ولی اللہ
۲۲۸	علامہ ابن کثیر کا فیصلہ	۲۳۸	شیخ بوعلی قلندر
۲۵۰	علامہ سیوطی	۲۳۹	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
۲۵۰	علامہ نووی	۲۳۹	مولانا نعیم الدین
۲۵۰	علامہ ذہبی	۲۳۹	مفتی محمد شفیع دیوبندی
۲۵۱	علامہ ابن کثیر	۲۳۹	مولوی عبدالرب دیوبندی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۶	علامہ ابن کثیر کی گواہی	۲۵۱	علامہ ابن خلدون کا فیصلہ
۲۵۶	علامہ سیوطی	۲۵۱	شیخ دباغ
۲۵۶	شیخ مومن مہری	۲۵۱	ڈاکٹر صبغی صالح
۲۵۶	شیخ صبان	۲۵۲	علامہ حقانی حنفی
۲۵۸	قاتلین حسین کے چند	۲۵۲	عبد الصمد صرام
	عجرت آموز واقعات	۲۵۳	شبلی نعمانی حنفی
۲۶۰	ابن زیاد کا انجام	۲۵۳	سلیمان ندوی حنفی
۲۶۱	شمر لعین	۲۵۳	ابن تیمیہ
۲۶۱	خولی	۲۵۵	جناب امام حسن کا قاتل یزید
۲۶۱	حرمہ	۲۵۵	علامہ ہینتی کی گواہی
۲۶۲	یزید یہ جل گیا	۲۵۵	علامہ سبط ابن جوزی
۲۶۳	یزید یہ اندھا ہو گیا	۲۵۶	علامہ محققانی

مقام اہل بیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُبَسِّمًا

امّا بعد

فرمان خداوندی ہے، قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
(پہ ۲۵ ع ۲ شوالی آیت ۲۳) انْقُرَبِ۔

یعنی اسے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ کے دعوے داروں کو فرما دو میں اپنے احسانات
و انعامات کے بدلہ میں تم سے کوئی دنیاوی مال و منافع نہیں چاہتا ہاں البتہ اگر تمہیں میری نوازشات
و عنایات کا پاس ہے تو میری اہل بیت سے محبت کا معاملہ رکھنا۔ پھر اس حکم خداوندی کی احادیث مبارکہ
میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں تشریحات ارشاد فرمائی گئی ہیں اور مودۃ اہل بیت کی تائید فرمائی
فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے جب صلوات علیہ وسلم اتالیقا پر نماز میں عمل کرنے کا طریقہ پوچھا تو
حضور نے فرمایا نماز میں درود یوں پڑھا کرو اللہم صل علی محمد و علی آل محمد الخ

(مسند امام احمد ص ۱۱۹، دار قطنی ص ۲۵۵) یہی شریف سند ص ۸۲ جلاء الافہام ص ۵
یعنی آپ نے درود شریف میں اپنے ساتھ اپنی آل اطہار کو شامل فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ میرے
ساتھ صرف اسی کا تعلق تھا واسطہ ہے جس کا تعلق میری آل اطہار کے ساتھ ہے۔ نیز قیصری
احبہم قبیضی ابعصم، فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا میرے ساتھ محبت الہی

کی سچی ہوگی جو ان نفوس قدسیہ سے بھی محبت رکھتا ہوگا۔ اور جو ان پاکیزہ ہستیوں کے ساتھ بغض و عناد رکھتا ہو اُسے جان لینا چاہیے کہ وہ صرف اہل بیت کرام سے دشمنی نہیں کر رہا بلکہ وہ بد نصیب اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی مول لے رہا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی بات کو حدیث حب اہل بیت میں مخدور ہو کر یوں بیان فرمایا ہے۔

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم

قدض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

(صواعق محدثہ ص ۱۴)

یعنی اے اہل بیت کرام تمہاری محبت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کیا ہے نیز تمہارے جیسے اتنی بزرگی ہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی ناز ہی نہیں ہوتی۔ یا پھر بالفاظ دیگر یوں کہہ لیں۔

”بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے“

نیز حضور نے مثل اہل بیت کی کفایت نوح فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ نسبت اہل بیت کی ضرورت صرف اس حیات ظاہری ہی میں نہیں بلکہ عالم برزخ و متشر میں بھی یہ نسبت محبت اپنے حب کے سر پر سایہ انگن رہے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

آل النبی ذر یعتی وہم الیہ وسیلتی

ارجو بہم اعطی عدا بیدی الیمین صحیفتی

(صواعق محدثہ ص ۱۴)

یعنی حضور کی اہل بیت اطہار ہی میرے لیے بخشش کا ذریعہ ہیں اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں

میرا وسیلہ ہیں اور میں اس بات کا اُمیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان انفاسِ طاہرہ کے صدقہ سے کل قیامت کو میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عنایت فرمائیں گے۔

اور چونکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آئندہ ظاہر ہونے والی اہل بیت کے متعلق بدعتیہ گویوں کا علم بھی عنایت فرمایا تھا لہذا آپ نے اللہم ہو لاء اہل بیتی فطرہم تطہیرا کی دعائے متجانب فرما کر ان انفاسِ طاہرہ کے متعلق حرص و دنیا اور اتباعِ خواہشاتِ نفسانیہ جیسے رذائل سے پاک ہونے کی سند بیان فرمادی، اب ایسے مقدس و معزز گروہ کے ایک بزرگ فرد کے متعلق حریص دنیا، متعنی بادشاہت اور باغی مملکتِ اسلامیہ جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجابت دعا پر یقین اور اعتقاد نہ ہو حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی نے حضرت امام عالی مقام کے متعلق ایسے تمام خرافات و سفاہات کو بیتِ عنکبوت کی طرح تار تار کر کے ہبائے مستور کر دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں جنہوں نے کائنات میں ظہور فرمائی کے بعد سب سے پہلے ریحِ انور محمد مصطفیٰ کی تلاوت کی ہو، جن کو گتھی لعابِ مصطفویٰ کی دی گئی ہو، جن کے کان میں اذانِ حبیبِ کردگار نے پڑھی ہو، جن کی رگوں میں خونِ شہرِ خدا کا دوڑ رہا ہو، جن کی پرورشِ خاتونِ جنت کے شیرِ اظہر سے ہوئی ہو، جن کی تربیتِ آغوشِ مصطفیٰ میں لا الہ الا اللہ کی میٹھی بوریوں سے کر کی گئی ہو، جن کا بچپنا راکبِ دوشِ مصطفیٰ بن کر گزرا ہو، جن کی جوانی سیدِ شبابِ اہلِ الجنت کی شان سے گزری ہو ان کو اگر مزید پلید اپنی بیعت پر مجبور کرے تو وہ کل شئی یر جعہ الی اصلہ کا مصداق بن کر اس طاغوتی طاقت سے کیوں ٹکرانہ جاتے۔ آپ نے یزیدی ظلم و تشدد سے لبریز بھڑیلوں کی خونی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کیا اور اپنے نانا جان کے فرمانِ فیضِ نشانِ افضل الجہا دکلمۃ حق عند سلطان جاسر پر عمل پیرا ہو کر رتہی دنیا تک یہ ثابت کر دیا کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سردار نہ داد دست و دست یزید

تھا کہ بناتے لاکھ است حسین !

برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم اُستاد جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”جب خلیفہ ضروریات دین ہیں سے کسی ضروری حکم کا منکر ہو کر کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ قتال کرنا رواج میں جہاد کرنا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۳۹)

جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت اطہار کا مقام اور ان کی محبت و مودت کے مستحق سینکڑوں فرامین ارشاد فرمائے ہیں وہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی کافی واضح فرمایا ہے۔ یعنی جہاں آپ نے اہل بیت اطہار کی محبت فرض بنائی ہے اور ان کی مودت و اطاعت پر خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے انعامات کی بارش کی ضروری ہے وہاں بمطابق فرمانِ خداوندی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ (پہلے احزاب آیت ۵۷) اور حدیث قدسی: من عادى لی دلیا فقد اذنتہ بالخراب (بخاری - مشکوٰۃ) اور فرمانِ مصطفوی: من تخلف عنہا فقد هلك او غرق۔ (ترمذی)

انا حرب لمن حاربہم، ارا بنی من یریبہم اور من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذ اللہ وغیرہ کے تحت ان ہستیوں کی بغض و عداوت رکھنے والے کا اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اور بدعتیہ و بدعاقبت ہونا اور اس کا صلواتِ ایمانی سے محروم ہونا بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام کائنات کی لعنتیں برستی ہیں اور وہ بمطابق حکمِ خداوندی ولا یزید انطا المبین الا خساراً دونوں جہانوں میں خساراً پاتا ہے۔

ویسے تو یزید علیہ السلام کے مقابلہ میں لانا ہی امامت کی توہین ہے البتہ اس شقی ازلی

کے متعلق ایک خام خیالی کی اصلاح کی خاطر اس کے فسق و فجور کا کچھ آئینہ دکھایا جاتا ہے جس میں اولہ اربعہ (قرآن و حدیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف صالحین) سے اس کی شقاوت اظہر من الشمس نکھر کر سامنے آجائے گی اور نیرید بے دید کے متعلق فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ ویسے تو تہذیبی شخصے ”تھا خود ہی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف“ امیر الاشقیاء سیدھہ یزید علیہ ماعلیہ کے ایمان سوز اشتہار ہی اس کے سراب ایمانی کا پردہ چاک کرنے کے لیے کافی و کافی ہیں۔

”مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری“

بارگاہ رب العزت سے امیدوار ہوں کہ میری یہ مختصر مگر مخلصانہ اور مجاہدہ کاوش ہر غیر متعصب قاری کے لیے بیحد اللہ الحنیث من الطیب کا سبب بنے گی اور مجھ عاجز (یکے از خودیم اہل بیت) اور میرے تمام اصول و فروع کے لیے بمطابق قانون خداوندی و من یتولہم منکم فانه منہم اور بمطابق بشارت مصطفوی انت مع من احببت (بخاری) اور اس کا ترجمہ میں میرے جملہ معاونین (دور فراہمی کتب محولہ و اشاعت رسالہ ہذا) بمطابق الدال علی الخیر کفاعلہ (بخاری) باعث مغفرت و رحمت خداوندی اور قیامت کو وسیلہ نجات اور سبب شفاعت و عنایت مصطفوی ثابت ہوگی۔

اللھم ارزقنا هذا بحق قولك انا عند ظن عبدی بی (بخاری)
جیسا کہ ایک شاعر میدانِ کربلا میں سے گزرا اور اہل بیت اطہار کے مصائب یاد کر کے بہت رویا اور صدقِ دل سے کہا یا امام بکاش میں آپ کی مصیبت کے وقت یہاں موجود ہوتا تو آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا اور آپ کی محبت و خدمت میں جان قربان کر دیتا چنانچہ اسی رات اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری محبت حسین قبول فرمائی ہے اور تیرا نام کربلا کے خدام حسین میں شامل کر لیا ہے (تذکرۃ الخواص ص ۲۷۷) اللہ اکبر اللھم اس خزانہ کو اور جیسا کہ ابنِ عم محمد مصطفیٰ، جناب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا۔ اے یزید اگر تو ہمارے ہاتھ سے دم

خوردہ ہونے سے بچ بھی گیا ہے تو ہماری زبان اور قلم کی زد سے نہیں بچ سکتا“ (تذکرۃ الخواص ص ۷۹)
 اسی طرح میں بھی الحب لله والبغض فی الله کے تحت دشمن اہل بیت یزید
 بے دید کے خلاف اپنے علم و عقل زبان و کلام اور نوک قلم کو استعمال کر کے رضائے خداوندی اور شفاعت
 مجری کا امیدوار ہوں۔ اللهم تقبل منی مگر قبول افتدز ہے عز و شرف: نویدم
 اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

الحافظ حکیم شفقات احمد نقشبندی عفی عنہ

فاضل الطب والجراحت

سکور اینڈ گولڈ میڈلسٹ

پہلا باب

آیاتِ قرآنیہ کے بیان میں

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامُ الْمُلُوكِ مُلُوكُ الْكَلَامِ۔

یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے لہذا ہم بھی اپنے موقف کی دلیل کے طور پر سب سے پہلے اس احکم الحاکمین کے کلام منیف نشان یعنی قرآن مجید کی آیاتِ مقدسہ پیش کرتے ہیں جس سے بڑا کوئی حاکم نہیں تاکہ ایمان والوں کا قلب و دماغ مکمل طور پر مطمئن ہو جائے اور مسئلہ ہذا قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ سے مکمل و اکمل طور پر واضح ہو جائے۔

ویسے تو یزید بے دید کے کردار کے مطابق اس کے فاسق و فاجر ہونے پر سیکڑوں آیات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس طرح کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی لہذا کتاب کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور مُشتتہ نمونہ صرف دس آیاتِ مقدسہ سے استدلال پیش کرتے ہوئے اپنے موقف کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ فرمانِ الہی ثلاث عشرۃ کا ملہ کی اتباع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو احکامِ قرآنیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین

ترجمہ :- پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

آیت ۱ :- فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَكَّلْتُمْ
اَنْ تَفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا
اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ۔ (۲۶) س محمد آیت ۲۲-۲۳

اس آیتِ کریمہ کے تحت مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

استدل بها ايضا على جواز لعن يزيد عليه من الله تعالى ما يستحق

نقل البرزنجي في الاشاعة والهيشي في الصواعق ان الامام احمد لما سأله ولده عبد الله عن لعن يزيد قال كيف لا يلعن من لعنه الله تعالى في كتابه فقال عبد الله قد قرأت كتاب الله عز وجل فلم اجد لعن يزيد فقال الامام ان الله تعالى يقول فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله واي فساد وقطيعة اشد مما فعله يزيد لا توقف في لعن يزيد لكثرة اوصافه الخبيثة وارتكابه الكبائر في جميع ايام تكليفه ويكفي ما فعله ايام استلائه باهل المدينة ومكة فقد روى الطبراني بسند حسن اللهم من ظلم اهل المدينة واخافهم فاحقه وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل وقد جزم بكفرة وصرح بلعنه جماعة من العلماء منهم الحافظ ابن الجوزي وسبقه القاضي ابو يعلى وانا اقول الذي يغلب على ظني ان الخبيث لم يكن مصداقاً برسالة النبي صلى الله عليه وسلم وان مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالى واهل حرم نبيه صلى الله عليه وسلم وعثرته الطيبين الطاهرين في الحيات وبعد الممات وما صدر منه من المخازي ليس باضعف دلالة على عدم تصديقه ومن كان يخشى القتال والقتيل من التصريح بلعن ذلك الضليل فليقل لعن الله عز وجل من رضى بقتل الحسين ومن اذى عترة النبي صلى الله عليه وسلم بغير حق ولا يخالف احد في جواز اللعن بهذه الالفاظ ونحوها -

(تفسير روح المعاني جلد ٢٦ ص ٤٣)

(طبع بيروت)

ترجمہ:- مفسر قرآن علامہ آلوسی نے ائمہ اسلام کے حوالہ جات کے ذریعہ سے اس آیت سے جواز یزید پر استدلال کیا ہے۔ یعنی برزنجی نے اشاعت میں اور ہیشی نے صواب میں نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبداللہ نے لعنت یزید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس شخص پر کیسے لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے عبداللہ نے کہا اباجان میں نے قرآن پاک پڑھا ہے اس میں مجھے لعنت یزید کا ذکر نہیں ملا امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فہل عسیتم ان تولیتہم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ اور اس سے بڑا فساد اور قطع رحمی کیا ہوگی جو یزید علیہ ماعلیہ نے کی ہے ہم یزید پر لعنت کرنے میں اس کے افعالِ قبیہ اور از کتاب کبار کی وجہ سے جو اس کے دور حکومت میں ہوئے توقف نہیں کرتے اور اس کیلئے وہ ظلم ہی کافی ہیں جو اس نے اپنے دور حکومت میں اہلِ بایانِ مدینہ منورہ اور ساکنانِ مکہ مکرمہ کے ساتھ کئے طبری نے بسند حسن روایت کی ہے حضور نے فرمایا اے اللہ جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے پس تو اُسے ڈرا اور اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی فضل۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کے کفر میں خاموشی اختیار فرمائی ہے اور اس کی لعنت کی تصریح فرمائی ہے ان میں سے الحافظ ابن جوزی اور قاضی ابوالعلی بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید غیبت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ اور اہلِ بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کیے ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد یہ تمام کام اس کی عدم تصدیق رسالت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں اور جو کوئی یزید کا نام لے کر لعنت کرنے سے ڈرتا ہو وہ اس طرح کہہ لیا کرے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو امام حسین کے قتل پر راضی ہوا اور جس نے حضور کی اہل بیت کرام کو ناحق ایذا دی اور ان الفاظ کے ساتھ لعنت کرنے کے جواز کا کوئی بھی مخالف نہ ہوگا۔

اسی آیت کے تحت پہلی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے صالح کا مکالمہ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن الجوزی انه روى القاضى ابو يعلى فى كتابه المعتمد الاصول
بسند ۵ عن صالح بن احمد بن حنبل انه قال قلت لابي يا ابت يزعم
بعض الناس انا نخب يزيد بن معاوية فقال احمد يا بني هل يسوغ لمن
يؤمن بالله ان يحب يزيد ولم لا يلحق رجل لعنة الله فى كتابه ^{قلت يا ابت ابن لعنة الله يزيد فى كتابه} قال حيث قال
فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك
الذين لعنهم الله الخ (تفسير مظہری جلد ۷ ص ۲۳)
(صواعق محرقة ص ۲۲۲ - تذکرۃ الخواص ص ۲۸)

ترجمہ :- علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب المعتمد میں حباب
صالح بن امام احمد بن حنبل کا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد
سے کہا ابا جان بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹے
جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھا ہو کیا اس کے لیے یزید سے محبت رکھنے کا کوئی چوڑا
ہو سکتا ہے اس شخص پر کس طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو
میں نے عرض کی ابا جان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کس جگہ لعنت کی ہے آپ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا

ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله (تفسير مظہری اردو جلد ۷ ص ۲۳) نیز انہی علامہ قاضی
صاحب رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف میں امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ بیان فرمانے کے بعد لکھا
ہے کہ پھر آپ نے فرمایا ”غرضیکہ کفر بر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعنت
است۔ اگرچہ در لعن گفتن فایزہ نیست لیکن الحب لله والبغض فی الله مقتضی آنست

(مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ص ۲۰۳) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸)

ترجمہ: غرضیکہ روایات معتبرہ سے کفر یزید ثابت ہو چکا ہے لہذا وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب لله والیغض فی اللہ اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

اسی آیت کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دلیوبندی کراچی امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ”یزید سے زیادہ کون قطع احرام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی (معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۳۳)

<p>ترجمہ: ۱۔ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ساتھ کفر کے۔ اور ڈال دیا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔</p>	<p>آیت ۲۷: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَدَّوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ کُفْرًا وَّاحْلَوْا قَوْلَهُمْ دَارَ الْبَعَارِ۔</p> <p>۱۳۔ سہرا بھیجی آیت ۲۸</p>
--	--

اس آیت کے تحت علامہ قاضی تنویر اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

”ثم کفر یزید ومن معه بما انعم الله علیهم وانتصبا و بعد اول النبی

صلی اللہ علیہ وسلم وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلموا و کفر یدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حتی انشد ابیاتا حین قتل مضمونہا این اشیاخی یفکرون انتقامی بآل محمد و بنی ہاشم والاخر الابیات۔

ولست من جندب ان لہ انتقم من بنی احمد ما کان فعلہ و ایضا لعلی الخ و قال

مدام کنز فی انا ع کفضیة و ساق کید مع مدام کا النخیر

و شمسہ کرم برجھا تعرها و مشرقھا الساقی و مغربھا فانی

فان حرمت یوم اعلی دین احمد فخذھا علی دین المسیح این مرید

ترجمہ: ۱۔ یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت

کی دشمنی کا جھنڈا اٹھانے لگے۔ آخر حضرت امام حسین کو ظلم و شہید کیا اور یزید نے دین

محمدی کا ہی انکار کر دیا اور جب امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا ”آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے اکل محمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے“ ان اشعار میں سے آخری شریعہ ہے۔ ”میں جنذب کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیے کا بدلہ نہ لوں“ یزید نے شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا وہ کہا کرتا تھا: ”شراب کا خزانہ برتن میں ہے جو کہ چاندی کی طرح ہے اور جگر کو سیراب کرنے والا شراب کے ساتھ ستارہ کی مانند“

”اس کا سورج انگور ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے۔ اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور اس کے مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔“ اگر شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اُسے عیسائی بن کر پی لیا ”تغییر منظر ہی ۱۷۷ اور جلد ۱ ص ۱۷۷“

آیت ۳۶۔ ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون (ث) سورۃ آیت ۵۵

ترجمہ: اور جو اس کے بعد ناشکری کریں پس وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

و يمكن ان يكون قوله تعالى ومن كفر بعد ذلك إشارة الى يزيد بن معاوية حيث قتل ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه من اهل بيت النبوة واهان عترته واقتربه وقال هذا اليوم مبعود رويث حيث ا على مدينة واسط الذي اسس على التقوى من اول يوم وهو روضة من رياض الجنة ونصب الجبابرة على بيت الله تعالى وقتل ابن الزبير بن بنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وفعل ما فعل حتى كفر بدین الله واباح الخمر (تغییر منظر ہی ۱۷۷ ص ۵۵)

ترجمہ: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت من کفر بعد ذلك میں یزید کی طرف اشارہ ہو۔ یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا آپ کے اکثر ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے۔ عزت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے

لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا پھر اس نے مدینۃ الرسول پر لشکر کشی کی اور حرمہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی پھر اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لیے منجنیقیں نصب کرائیں اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے کو شہید کر دیا اور اسی سببی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا۔ اور شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا۔

(تفسیر مظہری اردو جلد ۵ ص ۵۷)

<p>ترجمہ:۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔</p>	<p>آیت ۲۲: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۔</p> <p>۲۲۔ احزاب آیت ۵۷</p>
---	---

تمام مکاتب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر پاک و ہند میں مسلم محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں: ”یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ کے چند معتبر لوگ اس کے پاس شام میں جبر و اکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیعت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور حرام کو بھی حلال سمجھتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا۔ ہمارے نزدیک یہ خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہل بیت سے ملاوت، انکی اہانت و ذلت کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں۔ تو کیا یہ آئیہ کہ یہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا کے مطابق وہ مستحق لعنت

و عذاب نار نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی (اور دیگر اکثر اسلاف علماء و محدثین) یزید کی لعنت کے قائل ہیں..... اللہ تعالیٰ ہم اہل ایمان کو یزید کی محبت سے محفوظ رکھے (آمین بجاء سید المرسلین) تکمیل الایمان ص ۱۷۷۔

نیز غیر مقلد حضرات کے بابہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔

”أما لعنة لانه لعن عليه امامنا أحمد بن حنبل وكن الكرادى ابن الجوزى من اصحابنا من السلف جواز اللعن عليه ومنع الغزالي عنه تحكم وهو لم يلتفت الى قوله تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا و اى ايداع اعظم من قتل آله واقاربہ صلى الله عليه وسلم وهدك حرمة و قتل اهل المدينة وامريدك واستبشارة بذالك متواتر لا يمكن الانكار عنه وروى عن يزيد لعنه الله“

ليت اشياخى يبدشهمدا و وقعة الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القرون من ساداتهم وعدلنا ميل بدس فاعتدل
فان كانت هذه الرواية فلا شك في كفره والحادة (حاشية هدية المهدى ص ۹)

ترجمہ:- ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ اس پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے لعنت کی ہے ہمارے اسلاف میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز کہا ہے اور غزالی کا منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دے اس پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور قتل اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حرم مطہرات کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ کون سی ایذا والی بات ہوگی۔ اور یزید نے اس کا حکم دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ بات اس طرح تواتر سے ثابت ہو چکی ہے

کہ اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور جو یزید نے (شہداء کو بلا کے سروں کو دیکھ کر) کہا تھا "کاش آج میرے بدر (میں مسلمانوں کی فوج کے ہاتھوں قتل یا زخمی ہونے) والے (کافر) بزرگ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے ان (اہل بیت نبوت) کی ایک نسل کو قتل کر کے اپنا بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے" جب یہ تمام باتیں ہیں تو پھر اس کے کفر والحاد میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیز دیکھیں فتاویٰ عبدالحی منہ (

<p>ترجمہ یہ جو کوئی بھی مصیبت زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر آتی ہے وہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔"</p>	<p>آیت مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا۔</p> <p>۲۷۔ سورہ الحديد آیت ۲۲</p>
--	---

ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب شہداء کو بلا کے سر یزید کے پاس پہنچے تو یزید نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے خفیہ جذبات کو چند شعروں میں بیان کیا (لیت اشیای بیدر شہدوا اور لما بدت تلك الحول اشرفت وغیرہ۔ باب الاشارة میں مکمل درج ہیں) یزید کا یہ معاملہ کلام سن کر خون ابن اسد اللہ تڑپ اٹھا اور قال لہ علی بن الحسین بل ما مال اللہ اولی۔ ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نیرأھا فقال یزید لا بل ما اصابکم من مصیبة فما کسبت ایدیکم و یعقوا عن کثیر۔ (تاریخ طبری جلد ۷ ص ۶۶) تاریخ کامل جلد ۷ ص ۶۷ البیضاویہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۹۷ تذکرۃ الخواص ص ۲۶۲)

علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، حافظ ابن کثیر اور علامہ سبط ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا (تمہارا خیال غلط ہے) بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہ مناسب ہے۔ یعنی جو مصیبت بھی زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس مصیبت کے وقوع سے قبل ایک کتاب (لوح محفوظ) میں وہ مصیبت

(اسکی تقدیر میں) لکھی جا چکی ہوتی ہے "یزید نے کہا نہیں بلکہ تم پر جو مصیبت آئی ہے یہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کا بدلہ ہے اور ابھی بہت سی تمہاری خطائیں معاف کر دی گئی ہیں (یعنی معاذ اللہ تمہارے ساتھ میدانِ کربلا اور کوفہ و دمشق میں جو کچھ ہوا ہے وہ تمہاری بہت سی غلطیوں میں سے صرف چند ایک کی سزا ہے)

<p>ترجمہ: اور جب نجات دی ہم نے تم کو فرعونوں سے جو تم کو برا عذاب دیتے تھے وہ قتل کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو۔</p>	<p>آیت ۱۷۱ واذ نجینا کم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یدینون ابتداء کم ویستخیون نساء کم۔ پ (سفرہ ۱۷۱)</p>
--	---

حضرت سید علی ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ اور علامہ سبط ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو یکے اور اکفت کیف اصبحتم یا علی ویا اهل بیت الرحمة قال اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسى من آل فرعون (کشف المحجوب ص ۶۷۷ تذکرۃ الخواص ص ۳۲۵)

دربار یوں میں سے ایک بولا۔ اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا اس قوم میں ہم ایسے ہی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعونوں میں تھی، جناب سیدنا علی بن حسین المعروف امام زین العابدین کے جواب کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ آپ یزیدیوں کو فرعونوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ اللہم احفظنا من حیث هذه العفة الفضلة

<p>ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی نزدیک ہیں اور آپ کی اطاعت مطہرت تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔</p>	<p>آیت ۱۷۱ اُولٰٓئِکِ اُولٰٓئِکِ مَنِ الْفَسَادِ وَ اَزْوَاجُ امَّهَاتِمُ۔ س (احزاب ۲۲ ع ۴)</p>
--	---

فیصلہ خداوندی کے مطابق حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ التیمۃ والتسلیم کی تمام بیویاں ہر ایک کلمہ گو صاحبِ ایمان کے لیے ماں کی مثل ہیں اور حکم خداوندی حرمت

عظیم اجتماع کے تحت ابتداً ازل ماں اپنے شرعی بیٹے پر مطلقاً حرام ہے اور ماں بہن محرماتِ دائم کے متعلق ایسا خیال کرنے والا بے حیا ملعون، رانہ درگاہ، اجنبی الخبیثین اور کائنات کا سب سے زیادہ ذلیل و رذیل آدمی ہے۔ یزید بے دید خدا قائل کی گرفت کے اس آنکڑے میں بھی پھنسا ہوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔ ودر بعض کتب گفته اند کہ یزید شقی طبع کرد در عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پس خواندند بروے این آئیت (النبی ادلی بالموء منین ص ۱۱۱۱) انفسہم و از واجہ امہا تہم (و ممنوع شد ازاں (مدارج النبوة جلد ۱ ص ۱۱۱) ترجمہ ۱۰ بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ یزید شقی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طمع کی (معاذ اللہ ماں سے نکاح کا ارادہ کیا) تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر اسے لعنت طاعت کی اور اسے اس ارادہ پر سے) باز رکھا (مدارج النبوة اردو جلد ۱ ص ۲۳۶)

ثابت ہوا کہ یزید پلید حلال و حرام کی بانگ پر واہ نہیں کرتا تھا۔ یہ مختصر رسالہ تو زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا، البتہ تحقیق پسند دوست مزید تفصیل کے لیے درج شدہ کتب محمولہ کا مطالعہ فرمائیں۔ مستدرک جلد ۳ ص ۵۲۲۔ الاصابہ فی تمیز اصحابہ جلد ۳ ص ۲۶۹۔ تذکرہ خواص الامم ص ۲۸۹۔ صواعق محرقہ ص ۲۲۱۔ تکمیل الايمان ص ۱۰۷۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۰۵۔ فتاویٰ عبدالحی ص ۴۹۔ تاریخ وہابی جلد ۲ ص ۲۵۹۔ نیا بیع المودۃ ص ۳۳۲۔ طبقات کبریٰ جلد ۲ ص ۲۸۳۔ ابن عساکر جلد ۴ ص ۲۶۵۔ اوجز الناسک شرح مؤطا امام مالک از مولوی زکریا صاحب دیوبندی ص ۴۳۵ وغیرہ۔

ترجمہ :- اور جو پسند کرے اسلام کے علاوہ کوئی دین، پس اس سے قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں خسار پائے والا ہے کیونکہ ہدایت دے گا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو

آیت ۵ :- وَمَنْ يُنْتَخِبْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ
دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ
 مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ
 قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ۖ

أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُمَ ۖ إِنَّ عَلَيْهِمْ
لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ
(پ ۳ س آل عمران آیت ۸۵)

کافر ہو گئے بعد ایمان لانے کے، ایسے لوگوں
کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور
تمام فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی اور وہ ہمیشہ
رہیں گے بیچ اس (جہنم) کے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ بزرگ کے متعلق لکھتے ہیں۔

واحد الحمز وقال۔ فان حرمت بوماعلیٰ دین احمد ۛ فخذها علی دین المسیم ابن مریحہ
(تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۰) ترجمہ: ”اگر شراب شریعت محمدی میں حرام
ہے تو تو اسے مسیح ابن مریم کے دین کے مطابق پی لیا کر۔“ کیونکہ شراب دین عیسوی میں
جائز تھی۔ یعنی اپنے دل کی غلط خواہشات ضرور پوری کرنی ہیں چاہے اس کے لیے دین ہی کیوں
نہ تبدیل کرنا پڑے۔ جیسے آج کل بعض ناعاقبت اندیش محض زکوٰۃ و عشر سے بچنے کے لیے
شیعہ بن رہے ہیں۔ بزرگ پلید کو امیر المومنین کہنے والے دوست کم از کم اس بیچارے کی
زبان پر تو یقین کریں۔ نیز قاضی صاحب مذکور فرماتے ہیں حتیٰ کفر بدین اللہ یعنی
حتیٰ کہ بزرگ نے خدا کے دین کا ہی انکار کر دیا تھا

آیت ۵۹۔ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا يَبَيِّنُ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُفِخْ فِي
نُفُوسِهِمْ مَّا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔
(ر ۵ س نساء)

ترجمہ:۔ اور جس نے مخالفت کی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے بعد کہ ظاہر ہو گئی
اس پر ہدایت اور اس نے مومنوں سے علیحدہ
راستہ اپنایا ہم پھر دیں گے اس کو جہنم
پھرنا چاہے گا اور بالآخر اسے جہنم میں ڈالیں
گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

مشہور غیر مقلد مورخ قاضی سلیمان منصور پوری نے فتح مکہ کے دن کا ایک تاریخی واقعہ
بیان کیا ہے جو بزرگ کے لیے رہتی دنیا تک لعنت کا طوق بن کر رہ گیا ہے اور پھر قالم ٹکریا

بھی تو اس محبوب لم نزل سے جن کا فیصلہ نہ ماننے والے کے لیے رب کائنات فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموا فیہا شیخ یدینہم ثم لا یجیدوا فی انفسہم حر جہنما قضیت ویسلوا الیہا کے الفاظ پر عتاب سے حلفیہ طور پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ آپ بھی سنیں اور استغفار پڑھیں۔ ”فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعہا ابی ابی طلحہ منکما الا ظالم۔ ترجمہ:- ”اے ابن ابی طلحہ تم سے یہ چابیاں صرف وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا“ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ص ۲۴۴) یہ وہ کتاب ہے جس کی تفسیر کے متعلق مشہور غیر مقلد مصنف مولوی عبدالمجید سوہدروی تلمیذ خاص مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ”اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی ایسے خطوط آئے جن میں مرقوم تھا کہ رحمۃ اللعالمین بھجوا دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلیمان کی کتاب رحمۃ اللعالمین پڑھا کرو (کرامات الہدیث ص ۲۳۷)

قرآن جا میں علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ یزید کی پیدائش سے بھی قبل آپ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو فرما دیا تھا کہ تم سے یہ چابی ایک ظالم عمران چھینے گا۔ چنانچہ اُسے وہ چابی یزید بے نصیب نے چھینی اور زبان مصطفویٰ سے ظالم قرار پایا۔ جس شقی انہی کو زبان محمدی ظالم کہہ رہی ہے بھلا اس کے ظالم ہونے میں پھر کیا شک باقی ہوگا۔ اور پھر بیان کرنے والی کتاب بھی وہ ہے جو بقول شکار گار رسالت کی مصدقہ ہے۔

ترجمہ :- بے شک وہ لوگ جنہوں نے مصیبت میں ڈالا مومن مردوں اور عورتوں کو پھر انہوں نے تو بہ نہ کی۔ پس واسطے اُن کے عذاب

آیت :- اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوْا
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَمَا
کُمْ یَتُوْبُوْنَ اَفْلَھُمْ عَذَابٌ جَھَنَّمُ وَاَلھُمْ

عَدَا ابْنُ الْحَرْثِ بْنِ سُلَيْمٍ (۳) سَرُوحِ آیت (۱) ہے جہنم کا، اور واسطے انکے عذاب ہے جلائے والا۔
 یزید پلید کے زمان شہادت نشان میں واقعہ حرہ پیش آیا جس پر مشکوٰۃ شریف ص ۵۳ پر
 حاشیہ ملا ہے ایام الحرہ یوم مشہور فی الاسلام ایام یزید لما نهب المدينه
 عسکر من اهل الشام ندبهم لقتال اهل المدينه من الصحابة والتابعين وامر
 عليهم مسلم بن عقبة في ذي الحجة سنة ثلث مئتين ترجمہ: تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ ایک مشہور واقعہ
 ہے جو یزید کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب ۳۳ھ میں یزید نے اہل شام کا ایک لشکر مسلم بن عقبہ
 کے زیر کمان مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور انہوں نے مدینہ شریف کو تاخت
 و تاراج کیا۔ نیز تاریخ الخلفاء ص ۱۶۴ پر کچھ مزید وضاحت ہے وما درك ما وقعته الحرة ذكرها
 الحسن مرة فقال والله ما كاد ينجوا منهم احد قتل فيهما خلق من الصحابة ومن
 غيرهم ونهبت المدينة واقتض فيهما الف عدوا فانا لله وانا
 اليه راجعون ترجمہ: امام جمال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب مدینہ منورہ پر لشکر
 کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس لشکر کے ظلم و تشدد سے بچا ہو۔ ہزار ہا صحابہ
 شہید ہوئے۔ مدینہ شریف کو خوب لوٹا گیا۔ ہزاروں لڑکیوں سے حرم محرم میں زنا بالجبر کیا گیا
 انا لله وانا اليه راجعون (تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۵) نیز علامہ سبط ابن جوزی بھی انکے
 ہم نوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں قال هشام بن حسان ولدت الف امرأة بعد الحره
 من غير زوج (تذکرۃ الخواص ص ۲۸۹) یعنی جو یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طیبہ کی کنواری
 لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی
 اولاد جینی۔ (استغفر اللہ)

محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی واقعہ حرہ کو ذرا تفصیل سے
 لکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ اشنع شبايع و اتيه قبايح کہ در زمان یزید پلید بعد از قتل حضرت امام
 حسین بن علی سلام اللہ علیہا وقوع یافتہ واقعہ حرہ است۔۔۔۔۔ حضرت سید ابراہیم علیہ السلام

در سفرے از اسفار بیرون آمدہ چوں بحرہ زہرہ رسید بایستاد و آیت مصیبت اناللہ وانا الیہ
 راجعون بر خواندہ پر رسید یا رسول اللہ چہ دیدی کہ استرجاع نمودی فرمود (ص ۳۵) فرمود
 کشتہ شوند دریں سنگستان آنہائے کہ خیارات من باشند روزے در عہد المومنین
 عمر باران بسیار باریدہ بود و دوسے بایاران خود بسیر و سواد مدینہ منورہ بیرون آمدہ تا بموضع رسید
 کہ آنرا حرہ دائم گویند و سیلہائے آب از ہر کنار وادی رواں میرفت کعب احبار ہم در آن میلا
 بود گفت یہ تحقیق واللہ یا امیر المومنین سیلہائے خون ہم دریں وادی رواں گردود (ص ۳۶)
 عثمان بن محمد جماعت را از اہل مدینہ بجانب یزید پلید روانہ ساخت چوں ایں جماعت ہمدینہ
 مستورہ عود نمودند زبان لبسب و شتم یزید پلید بکشادند و بے دینی و شرب خمر و ارتکاب مناہی
 و ظاہی و لعب کلاب و دیگر اوصاف ذمیمہ اورا یاد کردند و از بیعت او خلع و تبری نمودند و
 باقی اہل مدینہ را نیز از بیعت و اطاعت او بنیز ساختند منذر کہ یکے ازاں جماعت
 بود گفت واللہ دے مرا صد ہزار درہم جائزہ داد و لیکن من راستی را از دست نہ دیم و دے
 شارب خمر است۔ اہل مدینہ منورہ بعد از ظہور و لائل فسق و فساد یزید پلید خلع بیعت او نمودند
 عبداللہ بن ابی عمر عامر خود را بر آورد و گفت دے دشمن خدا دائم السکر است من اورا از بیعت
 بر آوردم ہم چنانکہ دستار خود را از سر خود بر آوردم و گیرے بر خاست و نعلین خود را از پائے خود
 بر آورد و بر ہمیں پنج خلع بیعت یزید پلید نمود تا آنکہ مجلس از عالم و نال پر شد ص ۳۹
 یزید بن معاویہ مسلم بن عقبہ را با لشکر عظیم از اہل شام بقتال اہل مدینہ فرستاد تا ایشان را بحرہ
 مدینہ مطہرہ در غایت شتاعت و قباحہ بقتل رسانیدند و سہ روز ہتک حرمت حرم نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ و داد اباحت و الحاد دادند ازین جہت ایں را واقعہ حرہ نام آمدہ
 ویک ہزار و ہفت صد تن از بقایائے مہاجرین و انصار و علماء تابعین اختیار بقتل رسانیدند و از
 عموم ناس و رائے سناد اطفال دہ ہزار کس را کشتند و ہفت صد از حاملان قرآن مجید و نو و ہفت
 از قوم قریش را در تحت تیغ ظلم در آوردند و فسق و فساد و زنا را مباح ساختند تا بحکمہ آوردہ

انکہ ہزار زن بعد ازیں واقعہ اولاد زنا را نیند و اسپان را در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جہلان دانند و در روضہ شریف کہ نام موضعی ست در میان قبر و منبر منیف و حدیث صحیح و روایت کہ دفعہ است از ریاض جنت اسپان بول و روٹ کر دند..... مدینہ منورہ دران زمان مطلق از مردم خالی ماند و فواکہ و ثمرات و انصیب و خوش و بہائم آمد و کلاب و دیگر حیوانات در مسجد شریف آرام گاہ ساخت و مصداق آنچه مخبر صادق بدان خبر داده بود (ص ۳۲) نیز آورده اند کہ تا سہ روز اکثر مردم مدینہ منورہ را در بند داشت کہ بوٹے طعام و شراب بمشام ایشان نمیرسید ص ۳۲ سعید بن المسیب را کہ از کربلا رتا بعین بود و سہ گفت کہ در لیالی حرہ بیچ کی در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود و اہل شام کہ در مسجد می آمدند می گفتند کہ ایں پیرک دیوانہ دریں جاہ می کند و بیچ وقت نماز نمی در آمد کہ من آواز اذان و اقامت نماز از حجہ شریف نمی شنیدم و ہم بدان اذان و اقامت نماز میکردم ص ۳۲۔ و از جملہ قباہج و شناع ایں واقعہ شنیدم آورده اند کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ را دیدند کہ موٹے ریش او ہمہ برید است پرسیدند کہ ایں چہ صورت ست گفت ایں از آثار ظلم اہل شام است کہ در واقعہ حرہ رسیدہ طائفہ در خانہ من در آمدند و ہر چہ از متاع بیت و اسباب خانہ باشند ہمہ را پاک برد جاعہ دیگر رسیدند چون بیچ پیروز خانہ نیافتند آتش قہر و رنہاد ایشان افتاد گفتند شیخ را بجنابید ہر کدہ ام از ایشان از ریش من موٹے بر کنند و بایں حال کہ مرا می بینید رسانیدند ص ۳۲ (تمام از جذب القلوب الی دیار المحبوب)۔

ترجمہ :- ساختہ کربلا کے بعد یزید پلید کے زمانہ میں سب سے بڑی برائی واقعہ حرہ کا وقوع ہے (جو ۲۸ ذوالحجہ ۳۳ بروز بدھ ہوا) حضرت سید ابراہام صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باہر تشریف لے گئے۔ جب مقام حرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اس سنگستان میں میری اُمت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے..... حضرت عمر کے زمانہ میں ایک دن بہت بارش ہوئی اور حضرت عمر دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں نکلے جب حرہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت کعب احبار نے کہا خدا کی قسم تو رات میں ہے اس وادی میں

جس طرح آج پانی بہہ رہا ہے ایک وقت یہاں اسی طرح خون بہے گا.....

عثمان بن محمد (یزیدی والی مدینہ) نے مدینہ طیبہ کے مغزین کی ایک جماعت یزید کی طرف روانہ کی (یزید نے ان کو ایک ایک لاکھ درہم دے کر واپس کیا) جب یہ جماعت واپس مدینہ منورہ پہنچی تو یزید پلید کے سب و شتم میں زبان کھولی اور اس کی بے دینی، شراب نوشی، فسق و فجور، کتوں کے ساتھ کھیلنا اور اس طرح کی اس کی دیگر برائیوں کا ذکر کیا اور اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔ دیگر اہالیان مدینہ نے بھی ان کی اطاعت کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیا۔ مندر جو کہ اس وفد کے ایک رکن تھے فرط نے لگے بے شک اس نے مجھے ایک لاکھ درہم نذرانہ دیا ہے لیکن یہ نذرانہ مجھے سچ کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزید شراب پیتا ہے چنانچہ اہالیان مدینہ منورہ پر جب یزید پلید کا فسق و فساد ظاہر و باہر ہو گیا تو سب نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ابن عمر نے اپنا عامہ اُتار کر پھینکا اور کہا جس طرح میں نے اپنا عامہ اُتار پھینکا ہے اسی طرح میں یزید کی بیعت اپنے سر سے اُتارتا ہوں کیونکہ وہ خدا کا دشمن اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں غمور رہتا ہے۔ پھر ایک آدمی اُٹھا اور اس نے اپنا جوتا اُتار کر پھینکا اور کہا اسی طرح میں یزید پلید کی بیعت اُتارتا ہوں پھر سب نے اس طرح کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے عامہ پھینکا، کسی نے جوتا حتیٰ کہ مجلس میں عاموں اور جوتوں کا ڈھیر لگ گیا۔ جب یزید کو اہل مدینہ کے خلع بیعت کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان شامیوں کا ایک بڑا لشکر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تاکہ اہالیان مدینہ کو ہنایت بے دردی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر تین دن تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کی اور داد بے دینی دی ایک ہزار سات سو (۷۰۰) آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علمائے تابعین میں سے منہید کیا۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ حوام میں سے دو ہزار (۲۰۰۰) آدمیوں کو مار ڈالا سات سو (۷۰۰)

حافظ قرآن شہید ہوئے نیز قوم قریش کے ستائشوں سے (۹۷) افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کیا فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا اس واقعہ کے بعد ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے (جن پر وہ نشیمنوں کو گھروں سے نکال کر یزیدی فوج میں تقسیم کیا گیا تھا اور انہوں نے تین دن تک زبردستی حرم محترم میں ان سے زنا بالجبر کیا) اولاد زنا کی جنی۔ یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا۔ قتل و غارت گری، لوٹ مار اور بدکاری انکا پیشہ رہا۔ یزیدی اپنے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں جولانی دیتے تھے۔ اور مسجد شریف کا وہ حصہ جس کے متعلق صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (صابین بیوی و منبری روضة من ریاض الجنة متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲) وہاں ان کے گھوڑے لید اور پشیا کرتے تھے۔ اکثر آدمیوں کو اس طرح قید میں رکھا گیا کہ تین دن تک پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان تک نہ پہنچی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا اور مدینہ وحشی جانوروں کا مرکز بن جائے گا۔

(اس حدیث کو حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لتترکن المدینۃ علی احسن ما کانت حتی یدخل الکلب والذئب فیغذی علی بعض سواری المسجد او علی المنیر فقالوا یا رسول اللہ فلیمن تكون الثمار ذلک الزمان قال للعوانی الطیر والسباع
رموطا امام مالک ص ۳۵)

اس حدیث پر اُسی صفحہ پر حاشیہ ۱۷ کے تحت درج ہے قال العیاض رحمہ اللہ۔۔۔ حین القلب الخرافۃ عنہا الی الشتم وندۃ قبہی حدیث شریف و دوسری سند کے ساتھ بخاری شریف ص ۲۵۲ پر ابواب العمرة میں باب من رعب عن المدینۃ میں بھی موجود ہے۔ اس حدیث شریف کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قیل یا اباحدیرۃ من یحرقہم قال امراء السوء۔ فتح الباری ۴/۳۷ یعنی جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے نکلنے پر کون مجبور کرے گا آپ نے فرمایا ”برے حاکم“ اس حدیث کا مصادیق یہی المناک واقعہ ہے۔ اس زمانہ میں مدینہ منورہ مطلقاً آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا اور شہر کے پھل چوپایوں کی غذا بنتے تھے۔ کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا شروع کر دیا تھا اس واقعہ کے ساتھ یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں تاکہ فیصلہ فرمید

آسان ہو جائے و اذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرت والنسل واللہ لا یحب الفساد اور جب لوٹا تو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور فضلوں اور رسولوں کو تباہ کیا اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔ حضرت سعید بن مسیب جو کہ مشہور تابعی ہیں بیان فرماتے ہیں کہ حرہ کے دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ ہوئی اور میرے سوا (اہل مدینہ میں سے) مسجد شریف میں کوئی نہ تھا اہل شام مسجد میں آتے تو کہتے یہ دیوانہ بڑھا یہاں کیا کر رہا ہے اور جب بھی نماز کا وقت آتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان و اقامت سے نماز ادا کر لیتا تھا وہ واقعہ حدیث شریف میں بھی بائیں الفاظ موجود ہے۔ لہذا کان ایام الحرة لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن مسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلاة الا بہمة یسمعہا من قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارضی شریف ۵۲ مشکوٰۃ شریف ۵۳

یہ واقعہ پڑھنے کے بعد ذرا قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا فلہم فی الدنیا عذی و لہم فی الآخرة عذاب عظیم۔ سنیۃ ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکا اور اس کے اجارے کی کوشش

کی..... ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔
واقعہ ترہ کے ذلت آمیز واقعات میں سے ایک ذیل واقعہ یہ بھی ہے کہ صحابی رسول حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی داڑھی کے تمام بال غائب تھے آپ سے پوچھا
گیا کہ آپ کی داڑھی کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ شامیوں کے ظلم کی نشانی ہے شامیوں
کا ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسبابِ غانہ (حتیٰ کہ میرا پانی پینے کا پیالہ بھی)
لے گئے اس کے بعد دوسری جماعت آئی گھر خالی دیکھا تو ان میں خضہ اور قبر کی آگ
شعلہ زن ہوئی کہنے لگے شیخ کو بلاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری داڑھی
کا ایک ایک بال اکھیرنا شروع کر دیا اور اس طرح کر دیا جس طرح کہ تم مجھے اب دیکھ
رہے ہو (جذب القلوب اردو ص ۳۳ تا ۳۴) استغفر اللہ دنیا کے کتوں نے دنیا کا مال
نہ ملنے پر صحابی رسول کی داڑھی نوچ ڈالی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیمہ
سورخ ابی حنیفہ دیویری اس واقعہ کو اس طرح ذکر کرتے ہیں ذکر ابو ہارون
..... قلت یا ایا سعید ما حال لحدیثک فقال هذا فعل ظلمة اهل الشام
یوم الحرۃ دخلوا علی بیتی فانتمہوا ما فیہ حتی اخذوا قدحی الذی کنت
اشرب فیہ الماء ثم خرجوا و دخل علی بعدہم عشرة نفر و انا قائم اصلي فطلبوا
البیعت فلم يجدوا فیہ شئین سئلوا لئلاک فاحتملونی من مصلائی و ضربوا بی
الارض و اقبل کل رجل منہم علی ما یلبس من لحيیتی ثم علامہ ابن حجر صیتی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں
(تاریخ اوطال ص ۲۷۷)
ان بعض اولئک العسکر دخلوا من الحرۃ علی ابی سعید الخدری فاخذوا
ما فی البیت ثم دخلت طائفة اخری فلم يجدوا شیاً فاضبعوه ثم جعل کل باخذ من
ترجمہ اوپر جذب القلوب میں لکھا جا چکا ہے۔ لحيته خصلۃ رتطہمیرا لچنان ص ۷۷
یزید کے فسق و فجور کی مزید بھلک دیکھنی ہو تو درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔
ارشاد الساری ص ۵۳۲۔ ملفوظات علی حضرت علامہ الباری والہامیہ ص ۲۳۲۔

شرح فقہ اکبر ص ۳۷۰۔ تذکرہ خواص الامم ص ۲۶۱۔ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۰۔ مکتوبات قاضی
 شفاء اللہ پانی پنی ص ۲۰۳۔ ثمرات الذہب ص ۶۹۔ روح المعانی ص ۲۶۶ ص ۳۲۰۔ منہاج السنہ
 ۲ ص ۲۴۹۔ تفسیر مواہب الرحمن سورۃ حشر مفضل حسین خوارزمی ص ۵۸۵۔ تاریخ طبری
 ۶ ص ۲۲۹۔ ابن اثیر ص ۶۳۰۔

قارئین کرام ! اس باب میں آپ تیرہ (۱۳) آیات قرآنہ، بخاری شریف
 مسلم شریف، سوطا امام مالک، دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث مبارکہ اور
 ان پیش کردہ آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی تشریح کے طور پر حضرت امام احمد
 بن حنبل، حضرت عبداللہ صالح، علامہ ابن جوزی، قاضی ابویعلیٰ، علامہ سبط ابن جوزی
 علامہ برزنجی، قاضی بیاض، علامہ عسقلانی، علامہ ابن جریمہ، علامہ طبری، علامہ
 سیوطی، علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن کثیر، علامہ آلوسی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 قاضی شفاء اللہ پانی پتی، مؤرخ دیوبند، مؤرخ ابن اثیر، قاضی سلیمان منصور پوری
 غیر مقلد، مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی، مولوی وحید الزمان غیر مقلد، عبدالحجید
 سوہدری غیر مقلد وغیرہ کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ان آیات قرآنہ، احادیث مقدسہ، تفسیر معتبرہ، فرامین محدثین کرام اور
 اقوال علماء اسلاف، اکابرین غیر مقلدین اور اکابرین دیوبند کے نظریات ملاحظہ
 فرما چکے ہیں۔ ان حوالہ جات کو بار بار بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ایسا
 فاسق و فاجر، شرابی، زانی، ظالم و جابر، عنید و پلید، بدھتیدہ اور جری علی الکبائر
 شخص ایک عام شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق ہو سکتا ہے پیر جانیگر اسے
 امیر المومنین کہہ کر اس مکرم و معظم لقب کی توہین کی جائے۔

ناباک اور نجس مٹھی طبیعت یزید کی

گستاخ ویلے ادب مٹھی جبلت یزید کی

دوسرا باب:

احادیث مقدسہ کیمیا میں

فرمان خداوندی ہے فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والرسول
ان کنتم تؤمنون باللہ والیومہ الآخر ط ذالک خیر و احسن
تاویلا یہ عہد سنا آیت ترجمہ: پس اگر اختلاف ہو جائے تمہارا کسی چیز
میں پس چاہیے کہ رجوع کرو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف اگر ہو تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے والے۔ یہ بہت بہتر ہے
اور یہ بہت اچھی تحقیق ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے وما اتانا کم
الرسول فخذوه وما تنہا کم عنہ فانتہوا ۲۸ حشرہ آیت ۱
یعنی جو کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع
فرمائیں اس سے باز رہو۔ اور جب کسی مسئلہ میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کوئی فیصلہ فرمادیں تو بمطابق حکم خداوندی و ما کان المؤمنین الاذقی اللہ و
رسولہ امر ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ۲۲
سنا آیت ۳۶ ترجمہ: کسی مسلمان مرد و عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ
اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمادیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔
کسی صاحب ایمان کو اس فیصلہ کو بدلنے یا اس کے خلاف کرنے کا بالکل کوئی
حق باقی نہیں رہتا کیونکہ بمطابق فرمان الہی قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یہ آل عمران ۳۱ تم فرما دو اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اے
لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ حضور کا حکم بدل و جان

ماننے سے ہی خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس خدائے بزرگ و برتر نے تو
 من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۱ سنا آیت ۳۶ جس نے اطاعت کی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا اس نے خود اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی“ فرما کر
 حضور کی اطاعت ہی کو اپنی اطاعت قرار دے دیا ہے اور ہو بھی کیوں نا۔ جبکہ
 اللہ اور رسول کے فرامین میں اختلاف و تضاد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو ہمیشہ رضائے خداوندی اور حکم
 الہی کے مطابق ہی فرماتے ہیں اور اس بات پر کلام الہی و مایںطق عن
 الہوی ان هو الا وحی یوحی ۲ نجم آیت ۳۰ کی نص قطعی شاہد مادل

ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ
 فقد ضل ضللاً لامیناً ۳ سنا آیت ۳۶ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی
 کرے پس بے شک وہ کھلی گمراہی میں ہے“ نیز قرآن کریم میں سینکڑوں مقامات پر
 فرمان خداوندی کے بعد فرامین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ
 حکم موجود ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
 عنہ کو جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تم لوگوں کے بھگڑاؤ
 کے فیصلے کس طرح کرو گے حضرت معاذ نے عرض کی بکتب اللہ اللہ کی
 کتاب قرآن مجید کے مطابق۔ حضور نے فرمایا اگر تمہارے مطلوبہ مسئلہ کا حل تمہیں قرآن
 کریم سے نہ مل سکے تو پھر کیا کرو گے عرض کی فیسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یعنی قرآن کریم کے بعد میرا دوسرا ماخذ احکامات مصطفوی ہوں گے! حضور یہ سن کر
 بہت خوش ہوئے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا دشکوۃ شریف ص ۳۱۶۔ ترمذی
 تریف ص ۱۵۹۔ (ارمی شریف ص ۲۵۰۔ ابوداؤد شریف)

اس حکم خداوندی اور فرمان مصطفوی اور عمل صحابہ کے مطابق ہم نے بھی مسئلہ ہذا

کی وضاحت کے لیے آیات قرآن کو مقدم رکھا ہے اور دلیل ثانی یا ماخذ ثانی فرمودہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ التختہ والثناء کو تسلیم یا تکریم کرتے ہوئے اب اس مسئلہ میں اپنے مدعا کو ثابت یا اجابت کرنے کے لیے اس مسئلہ کی موخ سینکڑوں احادیث مقدمہ میں سے صرف دس (۱۰) احادیث مقدمہ پیش کرتے ہیں تاکہ اہل ایمان حضرات فرامین محمد کریم صلی اللہ علیہ التختہ والتسلیم کو مشعل راہ بنا کر اپنے لیے مراط مستقیم کے طریقہ کا انتخاب با صواب فرما سکیں اور اپنے عقیدہ کو سنوار سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ایمان و یقین رکھنے، اس کے مطابق عقیدہ بنانے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۱۰ عن ابی عبیدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یشلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ (مسند فردوس دیلمی ج ۲ طبع بیروت)

ترجمہ ۱۔ حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حجر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا اس کا نام یزید ہوگا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی کی رحمہ اللہ نے اس حدیث شریف کو تطہیر الجنان ص ۶۳ اور صواعق محرقہ ص ۲۱ پر نقل کیا ہے۔ تیز تقریباً اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف مسند رومانی کی بھی بایں الفاظ نقل کی ہے عن ابی الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یشلمہ سنخی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ ان احادیث مبارکہ کو مفسر قرآن مؤرخ اسلام جناب حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف البدایہ والنہایہ کی جلد ۲ کے ص ۲۳ پر اور خاتم الحقائق علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف

تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۱۳۶ پر (تاریخ الخلفاء اردو صفحہ ۳۲) اور شارح مشکوٰۃ حضرت بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مابثت من السنہ کے صفحہ ۳ پر بھی نقل کیا ہے نیز مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ برادر خورو مولوی بارک اللہ صاحب رحمہ اللہ مصنف انواع بارک اللہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کو بھی اس سانحہ کی خبر دے دی تھی (اباں انواع صفحہ ۲۳۸) اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جس بد بخت کی بد بختی اور شقاوت کی گواہی زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا ہو چکی ہے تو اس کے متعلق "امیر المؤمنین، سیدنا، جنتی اور نبشا ہوا" جیسے پاکیزہ الفاظ بولنا کب جائز ہوں گے۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا روح اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو فیصلہ مصطفویٰ پر ایمان قائم رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

<p>ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو ^(مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۵) ^(روح البیان ص ۱۶۱) کی ابتداء سے اور لوگوں کی حکومت سے۔ "حیرۃ السیاح" ص ۱۶۱</p>	<p>حدیث ۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من راس السبعین وامارۃ الصبیان۔ (روح البیان ص ۱۶۱)</p>
---	---

مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح اپنی مشہور زمانہ کتاب البدایہ والنہایہ کی جلد ۸ کے صفحہ ۲۳۱ پر نقل کی ہے۔ سنہ کی ابتداء یعنی سنہ ۱ کے بعد اگلے عشرے کے ابتدائی سال۔ چنانچہ سانحہ کربلا ۱۰ محرم الحرام شریف ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا اور ۶۳ھ میں واقعہ حرہ کا وقوع ہوا اور بعد ازاں کعبۃ اللہ پر لشکر کشی کی گئی۔ کعبہ پر پتھر برسائے گئے، غلاف کعبہ جل گیا وغیرہ اور یہ تمام واقعات بزمید پلید کے زمان شقاوت نشان میں ہوئے۔ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو نقل کر کے امارۃ الصبیان کے الفاظ پر حاشیہ لکھا ہے اسی من حکومت

الصغار الجہال کینزیدین معاویۃ واولاد حکم بن مروان وامثالہم -
 حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۵ یعنی وہ بد نصیب حکمران لڑکے جن کے دور حکومت
 سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس بدترین دور
 سے پناہ مانگنے کا علم فرماتے رہے ہیں وہ یزید بے دید کا دور حکومت ہے اور
 مروان کی اولاد اور ان جیسے بُرے لوگوں کا دور ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی یزید
 کے مظالم کا مفصل ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں و اخر جم یعقوب بن سفیان
 فی تاریخہ بسند صحیح عن ابن عباس جاء تأویل هذه الآية علی راس
 ستین سنة (ارشاد الساری شرح بخاری عاصت)

یعنی ظالم لڑکوں کی حکومت والی بات ستہ کے آخر میں پوری ہوئی۔ اس سن میں
 یزید تخت نشین ہوا تھا۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

ولما بلغ یزید ان اهل المدينة خلعه
 وجہز لہم جیشا مع مسلم بن عقبۃ المری وامرہ ان یدعوہم
 ثلاثا فان رجعوا والا فبقا تلہم وانہ اذا ظہر بیدیع المدینۃ للبحیث
 ثلاثا ثم یکف عنہم فتوجہ الیہم فوصل فی ذی الحجۃ ستۃ ثلاث
 وستین فاربوہ وکانوا قد اتخذواخذ قانہزم اهل المدینۃ
 وقتل ابن حنظلۃ واباح مسلم بن عقبۃ ثلاثا فقتل جماعۃ من بقایا
 المهاجرین والانصار وخیار التابعین وھما الف وسبع مائۃ وقتل
 من اخلاط الناس عشرۃ آلاف سوی النساء والصبیان وقتل
 بہا جماعۃ من حملۃ القرآن وقتل جماعۃ صبر امہم معقل بن
 سنان ومحمد بن ابی الجہم بن حدیفۃ وچالت الخیل فی مسجد رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبایع الباقین کرھا علی انہم خول لیوید واخرج

يعقوب بن سفيان في تاريخه بسند صحيح عن ابن عباس جاء تأويل
هذه الآية على راس ستين سنة ولودخلت عليهم من اقطارها
ثم سئلوا الفتنة لا توها يعني ادخال بني حارثة اهل الشام على
اهل المدينة في وقعة الحرة قال يعقوب وكانت وقعة الحرة في ذي
القعدة ستة ثلاث وستين وذكر ان المدينة خلت من اهلها
وبقيت ثمارها للعو في من الطير والسباع كما قال عليه الصلوة
والسلام .

(ارشاد السادی شرح بخاری ج ۲ ص ۲)

ترجمہ : اور جب یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے
مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور
حکم دیا کہ اہل مدینہ کے سامنے تین مرتبہ میری بیعت پیش کرنا اور اگر انکار کریں
تو ان سے جنگ کرنا اور مدینہ منورہ کو اپنے لشکر کے لیے تین دن تک مباح
قرار دے دینا (کہ وہ وہاں جو چاہے کریں) چنانچہ مسلم بن عقبہ ذوالحجہ ۳۳ھ میں
مدینہ منورہ پہنچا اور اہل مدینہ سے جنگ کی، اہل مدینہ نے ایک خندق کھودی تھی
لیکن (سامان حرب کی کمی، تعداد کی کمی اور مروان کی چال کی وجہ سے) اہل مدینہ کو
شکست ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما بھی شہید ہو گئے اور
مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل و غارتگری اور زنا وغیرہ کو تین دن تک
جائز قرار دے دیا تھا۔ بقایا مہاجرین و انصار صحابہ کرام اور خیار تابعین کی ایک جماعت
کو شہید کر دیا جو کہ سترہ سو (۱۷۰۰) تھے اور عام لوگوں میں سے دس ہزار (۱۰۰۰۰)
آدمی عورتوں اور بچوں کے علاوہ شہید کیے اور ایک جماعت قرآن کریم کے حافظوں
کی کو شہید کیا اور ایک جماعت کو باندھ کر شہید کیا جن میں معقل بن سنان اور

محمد بن ابی الجهم بن عذیفہ بھی تھے اور یزیدی مسجد نبوی شریف میں اپنے گھوڑوں کو دوڑایا کرتے تھے اور بعض نے بالا کراہ بیت قبول کر لی اور وہ یزید کے ظلم ہونے اور موزخ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس ظلم اور فتنے کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی وہ سب کے سرے میں پوری ہوئی یعنی واقعہ حرہ میں یزیدیوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا اور موزخ یعقوب نے لکھا ہے کہ واقعہ حرہ ۶۳ھ ذیقعد میں ہوا یزیدی لشکر اخیر ذیقعد میں وہاں پہنچا ہوگا اور ابتداء الحج میں جنگ ہوئی ہوگی اور فکر کیا گیا ہے اس زمانہ میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو گیا تھا اور مدینہ طیبہ کے پھل پرندے، چوپائے اور درندے کھاتے تھے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بخاری اور مؤطا کی حدیث آیات کے تحت گزر چکی ہے، اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

(ای من فتنۃ تشائی —
ابتداء السیعیین من تاریخ الهجرة او وفاته علیہ السلام وامارة

الصیبيان ای من حکومتہ الصغار الجہال کیزید بن معاویہ واولاد
الحکم بن مروان و امثالہم و اعرب الطیبی حیث قال قوله وامارة
الصیبيان حال ای و الحال ان الصیبيان امراء یروون امراتہ و
ہم اغیلمۃ من قریش راہم النبوی صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ
یلعبون علی منبرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد جاء فی تفسیر قوله
تعالی وما جعلنا الرؤیا التي اريناك الا فتنۃ
الناس۔ ر ۱۵ سنی امیر اشیل کذا فی درمنثور فی التفسیر المأثور
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۷۳۸ ہاضمہ کبریٰ ۲۳۲ ترجمہ: اس سے مراد وہ فتنہ
ہے جو ابتدا ہجرت سے ساتویں عشرے کے ابتداء میں ظاہر ہوا یا آپ کی وفات

سے لے کر۔ اور امارۃ الصبیان سے مراد چھوٹی عمر کے جاہل لوگوں کی حکومت ہے
 مثل یزید بن معاویہ اور اولاد مروان کے، اور اسی طرح کے اور حاکم اور طبی نے
 انکے حال پر خوب کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نوجوان لڑکے حاکم بنیں گے اور میری اُمت
 کا انتظام سنبھالیں گے حالانکہ وہ کم عمر ہوں گے قریش میں سے۔ اور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے خواب میں انہیں دیکھا تھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پر کھیل کود
 رہے تھے اور یہ اس آیت وما جعلنا الرؤیاء الا فتنة
 للناس ۱۵ صحیح اسرائیل ۱۶ کی تفسیر میں آیا ہے جیسا کہ درمشور فی التفسیر الحائثر
 میں موجود ہے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سنہ ۸۰۰ کے متعلق حضرت
 ابوہریرہ کا قول نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں وفي رواية ابن ابی شیبہ ان
 ايا هريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة سنين
 واما رقة الصبيان... فان يزيد بن معاوية استخلف فيها رقت
 الباري ۱۷ ترجمہ، مصنف ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ بازار میں جا رہے تھے اور دھانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سنہ
 تک زندہ نہ رکھنا اور اے میرے اللہ میں لوگوں کی حکومت بھی نہ دیکھوں۔ شارح
 مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے
 ہیں۔ پناہ جوئید بخدا از شرم سال ہفتاد و پناہ جوئید بخدا از امارت خود آں ظاہر آنست کہ
 مراد ہفتاد از اول سال ہجرت است تا شامل کرد و امارت یزید بن معاویہ را کہ ہر شصت
 سال شد چنانکہ روایت کردہ شدہ است از ابی ہریرہ کہ گفت پناہ میجویم بخدا از امارت ستین
 پس وفات یافت ابوہریرہ در سال پناہ و نہم و مراد بصبیان اولاد مروان است و ہم ایشانند
 و مراد بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود دیدیم غلامان را یعنی کودکان از قریش را کہ
 بازی میکنند بر منبر من مثل بوز ہناد و در حدیث دیگر فرمودہ ہلاک امت من ہر دست

کودکان از قریش خواہد بود (اشعۃ اللمعات ص ۳۱) ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں عشرے کی ابتدا کی شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور لوگوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے ظاہر ہے کہ یہ ساتواں عشرہ ہجرت کے پہلے سال کے حساب سے ہے۔ اس طرح یزید کا زمانہ خلافت اس میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یزید سترہ میں بادشاہ ہوا چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دمانگا کرتے تھے۔ یا اللہ میں سترہ کی بادشاہت سے تیری پناہ مانگتا ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ۹۵ھ میں انتقال ہو گیا تھا (اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو یزید عنید کے تحت نشین ہونے سے پہلے اپنے پاس بلا لیا) اور حکمران لونڈوں سے مراد مردان کی اولاد ہے اور اسی طرح کے دوسرے ظالم حکمران اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میں نے قریش کے بعض چھوٹی عمر کے لوگوں کو اپنے منبر پر بندوں کی طرح ناچتے کودتے دکھا ہے (اوپر مرقاة میں حضور کی یہ خواب بیان ہو چکی ہے) نیز آپ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بعض کم عمریوں کے ہاتھوں ہوگی اسی حدیث شریف کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خاں صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں اور روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا: فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء نے پناہ پکڑو ساتھ اللہ کے بڑائی نموستر برس (ساتویں عشرے کی ابتدا) کے سے اور سرداری لوگوں کی سے۔ ظاہر یہ ہے کہ مراد ستر برس اول سال ہجرت سے ہے تا شامس ہو امارت یزید بن معاویہ کو کہ سرسٹھویں سال کے ہوا یعنی بعد وفات حضرت کے اور مراد لوگوں سے اولاد مردان کی ہے (اور ان جیسے دوسرے) (مظاہر حق ص ۳۲۳ طبع مکھن) اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیف تمحیۃ الاصابہ فی تیز الصحابہ طبع مصری کی جلد ۳ کے صفحہ ۲۱۰ پر اور علامہ ابن حجر مہیتی مکی نے صواعق محرقہ طبع مصری کے صفحہ ۲۱۱ پر علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حزب القلوب

الی دبار المحبوب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۵ پر بھی نقل کیا ہے نیز مسند امام احمد ۳ ص ۲۸
البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۳، تفسیر ابن کثیر ۳ ص ۱۲۸ فتح القدیر ۳ ص ۲۱۹ اور مجمع الزوائد ۲
ص ۲۳۱ پر تقریباً یہی دوا معمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مشہور صحابی حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، البتہ آپ زمانہ یزید تک زندہ رہے اور یزیدوں
کے ظلم بھیلے۔

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان
فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے آٹائے دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی، میں نے عرض
کی آقا غلام حاضر ہے ارشاد فرمائیں، آپ نے
فرمایا اے ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا
جب تو حرہ واقم کے پتھروں کو خون میں ڈوبا
ہوا دیکھے گا۔

حدیث ۳: - عن ابی ذر قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر
قلت لبیک وسعدیک قال
کیف انت اذ رأیت احمیار
الزیت قد غرقت بالدم
الوجود و شریف ص ۵۸۵ مشکوٰۃ
شریف ص ۴

شرح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

ثم وقعت الفتنة الثانية یعنی الحرّة فلم يبق من اصحاب
الحديبية احد في النهاية كانت الوقعة المشهورة في الاسلام
ايام يزيد بن معاوية لما انتهب المدينة عسكرة من اهل
النصار الذين ندبهم لقتال اهل المدينة من الصحابة والتابعين
وامر عليهم مسلم بن عقبة في ذوالحجة ستة ثلاث وستين فلم يبق
من اصحاب الحديبية اى من اهل بيعت الرضوان - ومرة شرح مشکوٰۃ
ص ۳۸۸ زالة الخفاء ص ۲۸۵ ارشاد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فتنة ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہے جو
یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں پیش آیا۔ جب ۶۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیرِ کان

مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی تھے۔ حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور کے دستِ رحمت پر بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ایک بھی باقی نہ بچا سب شہید کر دیئے گئے۔ جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہی لیا ہے۔ اسی حدیث کے تحت برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے اُستاد شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ وقتیکہ باشد در مدینہ کشتیج کہ میپوشند و بالا میرود و دوسے گیر و خونہا موصنی را کہ نام او احجار الذریت است وایں اخبار است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از واقعہ حرہ و آن اشنع و قایع و قایع قباہ است زبان و گوش متکلم و سامع محفل گفتن و شنیدن آن ندارد و قروح آن در زبان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است کہ بعد از واقعہ قتل امام حسین لشکرے انبوہ بمدینہ مطہرہ فرستادہ بہتک حرمت آن یدہ مکرمہ و مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کردہ و از صحابہ تابعین جماعت کثیرہ را بقتل رسانیدہ با شاعتہائے دیگر کہ نتوان گفت و در تاریخ مدینہ جذب القلوب الی دیار المحبوب ذکر آں کردہ شدہ است از آنجا باید حبت و بعد از خراب شدہ مدینہ ہمیں لشکر را بکہ فرستادہ وہم دریں سال آن شقی ہزار البوار رفت (اشنع الملمات ص ۱۵۴) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے اس لیے اس کا الگ ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مؤلف) جب مدینہ میں کشت و خون ہوا تو اتنا خون بہا کہ پتھر سے اوپر ہو گیا۔ اس جگہ کا نام احجار الذریت ہے جانب غرب مدینہ اس میں سیاہ پتھر ہیں گویا کہ ان پر زیتون کا تیل ملا گیا ہے (یہ احجار الذریت کی وجہ تسمیہ ہے) اور یہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ حرہ کی اور نہایت بُرا واقعہ ہے کہ زبان اور کان کلام کرنے والے اور سننے والے کے تحمل کہنے اور سننے کا نہیں رکھتے

اور وقوع اس کا پنج زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہوا کہ بعد واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور ہتک حرمت اوس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیاں کیں کہ کہہ نہیں سکتے (حرم نبوی میں زنا بالجبر وغیرہ) اور بعد خراب کرنے مدینہ کے یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شقی واصل جہنم ہوا۔ مظاہر حق ص ۳۲، نیز یہ واقعہ مولوی محمد زکریا صاحب دیوبندی نے اوجز المناک شرح مؤطا امام مالک ص ۴۵ پر، میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے احیاء المیت ص ۳۲ پر، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۲۲۴ پر بھی الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ازالۃ الخلفاء ص ۹۹ پر جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کے حاشیے پر بھی اسکا ذکر موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صغیر کے ص ۱۱۱ پر بھی اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے انشاء اللہ آگے آ رہا ہے۔ مورخ اسلام علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی و حق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کو فی عبداللہ بن زبیر اور یزید کی لڑائی ہوئی جس میں انصار کو پسپا ہونا پڑا۔ لشکریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن جہا جرین و انصار سے ستر مدبری شہید ہوئے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہا بھی اس معرکہ میں مرتبہ شہادت کو پہنچے یہ واقعہ ان ظلموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوئے (تاریخ ابن خلدون اردو ص ۲۵۳) نیز علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ و مناقب فرماتے ہیں ان یزید لما بلغه خبر

اہل المدینۃ وما جری علیہم عند الحرقۃ من مسلمین عقبۃ

دجیشہ قمر بذلک فرحا شدیدا (البدایہ والنہایہ ص ۲۲)

یعنی جب یزید پلید کو مسلم بن عقبہ اور اس کے لشکریوں کے ہاتھوں اہل بیتؑ پر ہذا پر کیے گئے مظالم کی اطلاع ملی تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا۔ استغفر اللہ من ہذا بجزور رضا بذلک اس بات پر ذرا فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ قلب و دماغ کی تسلی و تشفی کا باعث بنے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عملت الخطیئة فی الارض کان من شہدہا فاکفر ہذا قال صرہ انکرہا کان کمن غاب عنہا ومن غاب عنہا فرضیہا کان کمن شہدہا (ابوداؤد شریف ص ۵۱۵)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے تو اگرچہ کوئی آدمی وہاں موجود ہو لیکن اس برائی کو برا سمجھے اور اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے تو گویا وہ وہاں تھا ہی نہیں اور جو اس برے واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو لیکن جب وہ اس برائی کا ذکر سنے اور خوش ہو تو وہ بھی اسی طرح گنہ گار ہوتا ہے گویا وہ اس برائی میں شامل تھا۔ اس حدیث شریف کے مسلم اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے یزید عنید کے شکر میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کی صفائی پیش کرنے والے دوست ذرا غور فرمائیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ لشکر خود بخود نہیں چلا گیا تھا بلکہ اسکو تمام ظلم و جبر کا حکم دے کر خود یزید بے دید نے بھیجا تھا۔ اس کی وضاحت انشاء اللہ آگے آئے گی۔ تو جب وہ خود بھیج رہا ہے اور ظلم و جور کا حکم دے کر روانہ کر رہا ہے تو پھر فرمانِ وضاحت نشانِ مصطفویٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(بہاری شریف) یعنی جو شخص کسی کام کا سبب بنے تو بے شک وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام بھی نہ کرے لیکن ولایتِ فعل کے سبب وہ بالکل اس کام کے کرمبر لے کی طرح ہو گا اور اسی ترکیبِ فعل کی طرح ہر طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہو گا۔ اہل حق و دانش عزتِ غور فرمائیں۔

حدیث ۴ عن سعد رضی اللہ عنہ
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا یکید اهل المدينة احد الانعام
کما ینماع الملح فی الماء -
(بخاری شریف ص ۲۵۳)

ترجمہ :- حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ
عنه بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا
جو مدینہ شریف کے رہنے والوں کے ساتھ
برائی کا معاملہ کرے گا وہ گھل کر ختم ہو جائیگا
جس طرح نمک پانی میں گھل کر ختم ہو جاتا ہے

امام منذری نے بھی یہ روایت بزاز سے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد
حسن ہیں (الترغیب والترہیب ص ۲۴۲)۔ اسی حدیث شریف کو امام مسلم نے اور
الفاظ کے ساتھ اور روایت سے یوں بیان فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرۃ - قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم
اراد اهل هذه البلدة یسوء یعنی المدینۃ اذا به اللہ فی النار ذوب
الرمصاص کما ینذوب الملح فی الماء (مسلم شریف ص ۴۵۴)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص اس شہر مدینہ منورہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو
آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دے گا یا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اس حدیث
شریف کو امام ابن ماجہ نے بھی نقل فرمایا ہے (ابن ماجہ ص ۷۷) امام منذری رحمہ
اللہ نے بخاری و مسلم کی روایات نقل کرنے کے بعد اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ - سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اخاف اهل المدينة فقد اخاف ما بین جنی رواہ احمد و رجالہ
الصحیح (الترغیب والترہیب ص ۲۳۲) یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا

جس نے اہل یمن مدینہ منورہ کو خوفزدہ کیا پس درحقیقت اس نے میرے دل کو خوفزدہ کیا۔ امام منذری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں !

اخافہ اللہ یعنی اسے اللہ تعالیٰ ڈر لے۔ (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲ طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں ایک روایت نقل کی ہے عن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اللهم من ظلم اهل المدينة داخفهم فاخفه وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا تقبل منہ صرف ولا عدل استاذہ حید (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲))

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ جو شخص اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرائے تو اسے ڈرا۔ نیز فرمایا اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی اور نہ قبول فرما اس سے فرض اور نہ نقل۔ علامہ طبرانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند مضبوط ہے۔ امام نسائی اور طبرانی نے یہی حدیث شریف حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) اور طبرانی کی ایک روایت میں الفاظ ہیں و غضب علیہ یعنی اے اللہ اس شخص پر اپنا غضب نازل فرما (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) علامہ منذری نے علامہ طبرانی کی ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں قال من آذى اهل المدينة آذاه الله وعليه لعنة الله الخ - یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا

اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو اور تمام کائنات کی لعنت ہو
(الترغیب والترہیب ۲، ص ۲۳۲) اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ شمس الدین
محمد ابن یوسف کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ۔

من اراد المکرہہ لا یمہلہ اللہ ولم یکن لہ کما انقضی
شان من حاربہا ایام بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبۃ فانہ
ہلک فی منصرفہ عنہا ثم ہلک مرسلہ الیہ یزید ابن
معاویۃ علی اثر ذلک وغیرہما ممن منع صنیعہما وقیل المراد
وکادہا اغتیا لا علی غفلۃ من اہلہا لا یتولہ امرہ ۔

(الکوکب الدراری شرح بخاری ص ۶۶) علامہ نووی شارح مسلم اس حدیث کے تحت
لکھتے ہیں ۔ ویكون ذلک لمن ارادہا فی الدنیا فلا یمہلہ اللہ
ولا یمکن لہ سلطان بل یدہبہ عن قرب کما انقضی شان من
حاربہا ایام بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبۃ فانہ ہلک فی منصرفہ
عنہا ثم ہلک یزید بن معاویۃ مرسلہ علی اثر ذلک وغیرہما
فمن منع صنیعہما قیل قد یمکن المراد من کادہا اغتیا لا وطلبا
لغرتہا فی غفلۃ فلا یتولہ امرہ بخلاف من اتی ذالک جہاداً
کامراء استباحوہا (حاشیہ مسلم نووی ص ۴۲۱)۔

اس سے مراد وہ شخص ہے جو اہل مدینہ کے ساتھ دنیا میں برائی کا ارادہ کرے
پس اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بالکل مہلت نہیں دیتے اور نہ اس کی حکومت باقی
رہتی ہے بلکہ اس کی حکومت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ بنی امیہ کے ان لوگوں
کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ کے ساتھ لڑے۔ مثل مسلم بن عقبہ کے۔ پس وہ اس جنگ
سے واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے جلد ہی بعد اس کو اس جہم پر بھیجنے والا یزید

بھی ہلاک ہو گیا اور ان کی طرح دوسرے بھی جنہوں نے ان کے ساتھ مل کر یہ ظلم کیے اور کہا گیا ہے کہ جس نے بھی کبھی ایسا ارادہ کیا ہے وہ کبھی اپنی مراد کو نہیں پہنچتا۔
 شارح بخاری علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

مطابقته للترجمة ظاهرة بآثاره ان الذي يكيده اهل
 المدينة يذبيده الله تعالى في النار ذوب الرصاص ولا يستحق
 هذا ذاك العذاب الا عن ارتكابه اثما عظيما وهذا مأخوذ
 من حديث مسلم من طريق عامر بن سعد عن ابيه في اثناء
 حديث ولا يبيد احد اهل المدينة يسوع الا اذ به الله في النار ذوب
 الرصاص او ذوب الملح في الماء وروى النسائي من حديث
 السائب بن خالد رفعه من اخاف اهل المدينة ظالمها لهما خافه الله وكانت
 عليه لعنة الله الخ وروى ابن حبان في حديث جابر قال النوى وقال
 الكرماني رعمدة القاري شرح بخاری ص ۲۱۱)

اس حدیث کے ظاہر بیان کے مطابق ترجمہ اس طرح بنتا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ دھوکا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آگ میں گھیلانے کا جس طرح سیدہ آگ میں گھلاتا ہے اور اتنا سخت عذاب کسی بہت بڑے گناہ کے مرتکب کو ہی ہو سکتا ہے اور یہ مسلم کی حدیث سے لیا گیا ہے جو امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کی ہے (حدیث اوپر گزر چکی) اور نسائی نے حضرت سائب بن خلاد سے مرفوع حدیث نقل کی ہے (نسائی کی حدیث بھی اوپر گزر چکی) اور ابن حبان نے بھی حضرت جابر سے اس کے مثل حدیث نقل کی ہے "اس کے بعد علامہ عینی نے نووی شرح مسلم اور کرمانی شرح بخاری کے بیانات کا حوالہ دیا ہے جو کہ اوپر لکھے جا چکے ہیں لہذا مکرر نہیں لکھے گئے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔ شارح بخاری علامہ ابن

حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں -

ای لا یفعل بهم کیدا من مکر و حرب و غیر ذلک من وجوه الضرر بغير حق وفي حدیث مسلم فی روایة ولا یرید احد اهل المدينة بسوء الا اذا به الله فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء وهذا صریح فی الترجمة لانه لا یستحق هذا العذاب الا من ارتكب اثما عظیما ارشاد الساری شرح بخاری (ع ۳۲۶ - حاشیہ نووی شرح مسلم بر ارشاد الساری علا ص ۹۷)

ترجمہ :- یعنی اہلین مدینہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی مکر و فریب یا جنگ و قتال کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی ایسا کام جس سے ان کو ناحق نقصان پہنچے اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے جو آدمی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے آگ میں گھلائے گا جیسے سیسہ آگ میں گھلتا ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ توہین مدینہ منورہ کتنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اتنی بڑی سزا بہت بڑے گناہ کی ہی ہو سکتی ہے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت مختلف الاسناد متعدد کتب کی متعدد روایتیں بیان فرماتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔

و یحتمل ان یراد لمن ارادھا فی الدنیا بسوء و انه لا یمهل بل ینذہب سلطانه عن قرب کما وقع لمسلم بن عقیقہ وغیره فانه عوجل عن قرب و کذا الذی ارسله رفتح الباری شرح بخاری ع ۳۲۶ - ح ۱)

اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم نہیں دیگا بلکہ جلد ہی اس کی حکومت ختم رہے گی جس طرح مسلم بن عقیقہ وغیرہ کے ساتھ

ہوا تھا مسلم بن عقبہ بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا اور اسی طرح اسے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کے لیے بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں قال توریشتی رحمہ اللہ ہی من الحرۃ التي كانت بها الوقعة زمن يزيد والا مير علي تلك الجيوش العاتية مسلم بن عقبه المرمي المستبصر بحر مد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان نزوله بعسكره في الحرۃ الغريدية من المدينة فاستباح حرمتها وقتل رجالها وعاث فيها ثلاثة ايام ونيل خمسة فلاحير مر انه انما كما ينماع الملم في الماء ولهم يلبث ان ادركه الموت وهو بين الحرمين ونحسر هذا لك الميطلون (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

ترجمہ: علامہ توریشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ واقعہ حرہ میں ہوا جو کہ یزید عنید کے زمانہ میں ہوا اور ان لشکروں پر مسلم بن عقبہ امیر تھا اس نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مباح کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مقام حرہ میں اُترا جو کہ جانب غرب مدینہ ہے پس حرم محترم کی بے حرمتی کی اور اس کے مکینوں کو قتل کیا اور مدینہ منورہ میں تین دن تک خونریزی کی اور کہا گیا ہے کہ پانچ دن پس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ گھل گیا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور وہ خدا کی گرفت سے بچ نہ سکا اور تب ہی مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ہلاک ہو گیا اور وہ بے دین اسی جگہ واصل جہنم ہوا۔

ننارج مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر شد از حال یزید شتی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و یقیناً الہی والموق و سل بعد اخت وفاتی شد داشتہ المقات ۳۹۵

ترجمہ :- چنانچہ یزید شقی کے حال سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد تھوڑی مدت میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور دق کے مرض میں گھلتا ہوا ختم ہو گیا۔ شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے بیماری و دق اور سل کی سے ہلاک ہو گیا (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۳۴۴) شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے انہام کے تحت لکھا ہے ای ذاب و هلك (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۵۸) یعنی گھل جانا اور ہلاک ہو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یزید عنید سل اور دق (طیلم) کی موذی اور ذلیل مرض میں گرفتار ہوا اور غضب الہی میں جل جل کر اپنے انجام کو پہنچا و هلك یزید بحوارین من ارض دمشق - یعنی یزید دمشق میں بحوارین کے مقام پر مر گیا۔ ایک شاعر نے اس کی قبر کو دیکھ کر ایک شعر کہا۔

یا ایہا القبر بحوارینا - ضمت شرالناس اجمعینا
(مردوج الذہب ص ۲۷۷)

یعنی اے وہ قبر جو بحوارین میں ہے تو تمام انسانوں سے برے آدمی کو چھپاتے ہوئے ہے۔

دھانپا کفن نے میرا عیوب برہنگی | میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا
۱۶۹ھ میں عباسیوں کے داعی ابومسلم خراسانی نے جب اقتدار پر قبضہ کیا اور اموی خاندان کا خاتمہ کیا تو اہل بیت کے انتقام میں اس نے تمام اموی خلفاء بمع یزید (باستثناء حضرت عمر بن عبدالعزیز) کی قبریں تلاش کر کے انہیں قبروں سے نکالا اور ۸۰۔ ۸۰ کوڑے مروائے اور سولی پر لٹکایا۔ بعد ازیں ان کو جلادیا۔

سیرۃ النعمان از شبلی ص ۵۸ - (امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۶۹)

حدیث ۵۰۰ عن عائشة قالت
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ستة لعنتهم و
لعنهم الله و كل نبی یستجاب
الذائد فی کتاب
الله - والمکذب
بقدر الله - والمتسلط
بالجیروت لیعز من
اذله الله ویزل من
اعزه الله - والمستحل
لحرم الله والمستحل
من عترتی ما حرم
الله - والتارك لسننی
رواه البیهقی -

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۸)

ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ایسے بد بخت ہیں
کہ ان پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ
تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور تمام
مستجاب الدعوات نبیوں کی بھی ان پر لعنت
ہوگا اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جھٹلانے والا،
۲ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا اور عظم
کے ساتھ حکومت کرنے والا تاکہ ان لوگوں کو عزت
وے جنکو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان
لوگوں کو ذلیل کرے جنکو اللہ تعالیٰ نے عزت
بخشی ہے ۳ اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے
کو حلال جاننے والا اور میری اہل بیت کو حرام
متعلق جو معاملہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے
حلال جاننے والا اور میری سنت کو ترک کرنے والا

اس حدیث کی شرح میں شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں
(الذائد فی کتاب اللہ) ای القرآن و سائر کتبہ بات یدخل فیہ ما لیس
فیہ او یؤملہ بما یأ بالہ اللفظ و یخالف الحكم..... وتأویلہ
بما یخالف الكتاب والسنة..... فی شملہ اللعن لفسقه بل
کفرہ (والمکذب بقدر الله)

(والمستسلط بالجیروت) ای الانسان المستولی المتفق

الغالب او الحاکم بالتکبر والعظمة الناشئ عن الشوکه والولاية
والجبروت قیل وانما یطالع ذالک فی صفة الانسان علی
من یجبر نقیصته بادعاء منزلة من التعالی ولا یتحققها او
بتولية المناصب من لا یتحققها ومنعها من یتحققها
(یعز من اذله الله ویزل من اعز الله) ای من اذله الله
لفسقه او لکفره یرفع مرتبته علی المسلمین او یحکمه فیهم
..... ویزل من اعز الله بان یخفض مراتب العلماء والصلحاء
او نحوهم (والمستحل محر ما لله) یرید حرم مکة بان یفعل
فیه مالا یحل فیه (والمستحل من عترتی ما حرم الله) ای من
ایذا هم وترک تعظیمهم والعترۃ الاقارب القریبة وهم اولاد فاطمة ووزارهم
وتخصیص ذکر الحرم والعترۃ وکل مستحل محر ملعون لشر فها.... قال الطیبی
ویمثل ان تكون بیا نية بان یکون المستحل من عترۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقیه تعظیم الحرم (المصادر عنهم) (والتارک لسننی) ای المعرض عنها بالکلیة او بعضها
استخفافا وقلۃ مبالاة کافرو ملعون (مرتقا شرح مشکوٰۃ ص ۱۸)

ترجمہ :- (۱) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (یعنی قرآن اور باقی الہامی
کتب ہیں۔ اس طریقہ سے کہ اس میں ایسی چیز داخل کرے جو اس میں سے نہیں
ہے یا اس کی ایسی تاویل کرے جس کا اللہ کی کتاب کے الفاظ انکار کرتے ہوں،
اور اس کے حکم کے خلاف ہو اور اس کی ایسی تاویل کرنی جو کتاب و سنت کے خلاف
ہو پس ایسے شخص کو اس کے فسق کی وجہ سے بلکہ کفر کی وجہ سے لعنت شامل
ہوگی (۲) اور ظلم کے ساتھ حاکم بننے والا (یعنی وہ انسان جو جبر و استبداد سے
اقتدار پر قابض ہو جائے۔ یا وہ حاکم جو تکبر اور حکومت و اقتدار کے زور سے

زبردستی لوگوں پر حکومت کرے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایسے آدمی پر بھی ہوتا ہے جو بلند درجوں کے دعووں کے ساتھ اپنے عجیب چھپاتا ہو حالانکہ وہ اس بات کا مستحق نہ ہو۔ یا نااہل لوگوں کو بڑے عہدوں پر فائز کرتا ہو اور اہل لوگوں کو ان عہدوں سے محروم رکھتا ہو (تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے) یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس کے فسق اور کفر کی وجہ سے ذلیل کیا ہو یہ اس کے مرتبے کو مسلمانوں پر بلند کرتا ہو اور مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم بناتا ہو (اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے) اس طریقے سے کہ وہ علماء اور صلحاء کو ان کے مرتبے سے گراتا ہو (اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا) (علماء اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا) اس سے مراد حرم کعبہ ہے۔ یعنی حرم کعبہ میں وہ کام کرے جو از روئے شریعت وہاں کرنے حلال نہیں ہیں (مہ اور میری اہل بیت کے متعلق وہ بات حلال جاننے والا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے) یعنی ان کو ایذا دینی اور ان کی تعظیم ترک کرنی اور عترت سے مراد آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر آگے ان کی اولاد۔ اگرچہ ہر حرام کو حلال سمجھنے والا ملعون ہے لیکن حرم اور عترت کے ذکر کی تخصیص ان کی شرافت کی وجہ سے کی گئی ہے۔ طیبی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ بیانیہ ہو اس طریقے سے کہ مستحل عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو اور اس میں ان سے صادر ہونے والے جرم کی بڑائی بیان کی گئی ہو (تیرہویں صدی کے محدث علامہ سید مومن شلبینی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و آذانی

فی عترتی (تور الابصار ص ۱۲۳ طبع مصری)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری اہل بیت کرام پر ظلم کرے اور مجھے اہل بیت کے بارہ میں ایذا دے اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا (تنویر الازہار ص ۵۶)۔ (۶) اور میری سنت کو پھوڑنے والا (یعنی سنت کو ہلکا سمجھتے ہوئے اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کھلی طور پر یا جزوی طور پر اس سے اعراض کرنے والا کافر و ملعون ہے۔ اسی حدیث کے تحت تندر حشک علیہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”لعت کی ان کو اللہ نے گویا کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں لعنت کرتے ہیں تو فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے اور جملہ ”کل نبی یستجاب“ کا جملہ معترضہ ہے یعنی کلام علیحدہ واسطے تاکید لعنت کے اور زیادہ کرنا بیچ کتاب اللہ کے۔ یہ کہ لفظ بڑھاوے یا اس طرح سے بیان کرے کہ معنی اس کے مخالفت ہوں اللہ کے حکم کے۔ اور مراد متسلط سے بادشاہ اور حاکم ظالم ہیں کہ ساتھ خواہش نفسانی اور غلبہ حکومت اپنے کے کافروں اور فاسقوں اور جاہلوں کو عزیز رکھتے ہیں اور مسلمانوں اور صالحوں اور عاملوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور حلال کرے بیچ حرام اللہ کے۔ یعنی مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے ماتہ شکار کرنے کے اور کاٹنے درخت کے اور داخل ہونے کے بغیر احرام کے یہ کام اس جگہ کرنے لگے اور حلال جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی اولاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کو اور تعظیم نہ کرنی ان کی کو حلال جانے۔ اس پر بھی لعنت ہے یا مراد اس سے تنبیہ ہے واسطے سیدوں کے کہ حضرت کی اولاد ہو کہ خدا کے گناہ نہ کریں۔ اور پھوڑ دیا سنت میری کو جو ازراہ کسالت کے سنت کو پھوڑ دے تو وہ گناہ گار ہے اور جو کوئی ہلکا جان کر سنت کو پھوڑ دے تو وہ کافر ہے اور لعنت میں دونوں گئے جاتے ہیں لیکن اول ذہباً اور شدتاً اور دوسرا حقیقتاً اور اگر احیاناً

سنت ترک ہو تو گناہ گار نہیں ہوتا مگر یہ بھی بڑا سہ کذا ذکر القاری و الشیخ
اور سنا میں نے مولانا اسحق سے کہ یہ وعید بیچ ترک کرنے سنن ہدی یعنی سنت
مؤکدہ کے ہے (مظاہر حق ص ۷۵)

قارئین کرام اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیں اور اس پر شارحین حدیث کی
شرح بھی نہایت غور سے پڑھیں اور پھر یزید کے کردار کو بنظر عمیق مشاہدہ کریں
جو کہ کافی حد تک اس کتاب میں بھی درج ہے پھر فیصلہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اسباب لعنت میں سے وہ کون سی بات ہے جو
یزید بے نصیب میں موجود نہیں تھی اور جب ان چھ اسباب میں سے ایک سبب
والا بھی زبانِ مصطفویٰ کے مطابق لائق لعنت ہے تو پھر یزید بد بخت جس میں
یہ چھ کے چھ اسباب لعنت بدرجہ اتم موجود ہیں کیوں لائق لعن نہ ہو گا بلکہ چھ اسباب
کے لحاظ سے ایک مرتبہ نہیں پورا چھ دفعہ مستحقِ شب و شتم و لائق لعن و طعن ہو گا
مثلاً ”استحقاقِ لعنت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ باتوں میں
سے پہلی بات ہے ”اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنا“ یعنی کتاب اللہ میں کوئی نئی
چیز داخل کرنے والا اور اس کے احکام کی ایسی تاویل کرنے والا جو مطالبِ قرآن
اور مفہومِ قرآن اور کتاب و سنت کے خلاف ہو“ اس بات کے تحت یزید کے
کافی اقترائوں میں سے بطور نمونہ اور بوجہ اختصار اس کا ایک شعر پیش کرتا ہوں آپ
پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اس لعنت کی زد میں آتا ہے یا نہیں؟ یزید کا
ایک شعر ہے۔ ماقال ربک ویل للذی شر بواہل قال ربک ویل للمصلین
(تاریخ کامل ابن اثیر ص ۷۷) تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا
کہ شراب پینے والے کی بربادی ہو یا ہلاکت ہو۔ ہاں البتہ تیرے رب نے یہ کہا
ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو استغفر اللہ العظیم یزید پلید

اذا لم تستحي فاصنع ما شئت کا مصداق بن کر کس دیدہ دلیری سے قرآن کی اُمت اور اسلام کے ایک اہم رکن کا مذاق اڑا رہا ہے نعوذ باللہ من ذالک یزید کا یہ شعر پڑھ کر ضرور آپ کی زبان پر بھی استفغار و لاجول جاری ہوا ہوگا اور ضرور بالضرور آپ کے ہاتھ بھی خود بخود کانوں تک پہنچے ہوں گے تو کیا یہ تاویل مکمل طور پر نفس قرآن اور روح اسلام کے سراسر خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ نمازیوں کے متعلق کسی وعید کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ تو جابجا ارشاد فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہی ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نہیں بلکہ نماز سے غفلت کرنے والوں پر غصہ کا اظہار فرمایا ہے جو کہ الفاظ قرآنی الذین ھد عن صلواتھم ساعدون سے مکمل و اکمل طور پر ظاہر ہو رہا ہے تو کیا یزید بے نصیب نے اس آیت کی من بھاتی تاویل کر کے قرآن کریم پر زیادتی نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور جب اس نے قرآن کریم میں زیادتی کی ہے تو بمطابق فیصلہ مصطفوی وہ ضرور ملعون ہے۔ مٹان اسباب لعنت میں سے دوسرا سبب بیان کیا گیا ہے ”عظم و جبر سے حاکم بنتا“ اس بات کے تحت بھی ذرا کردار یزید پر نظر ثانی فرمائیں تو آپ کو عظم و جبر و استبداد کے دھبوں سے یزید کا دامن و اغدار ہی نہیں بلکہ مکمل سیاہ نظر آئے گا یزید کی بیعت پر جو انتشار و خلفشار اُٹھا وہ بھی سب جانتے ہیں اور اس کی بیعت سے انکار پر جو کچھ اس نے کیا وہ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر صرف واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ ہی کو دیکھ لیں اس کی کچھ تفصیل اس کتاب میں بھی کئی جگہ آپ مختلف عنوانات کے تحت پڑھ چکے ہوں گے۔ ان تمام واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اپنے اس عظم و فساد کے سبب حضور کے بیان فرمودہ اس سبب لعنت کی زو میں آتا ہے

یا نہیں؟ آتا ہے اور ضرور بالضرور آتا ہے۔ رہی یہ بات کہ یزید ان واقعات کا ذمہ دار ہے یا نہیں تو اس کا مکمل و مدلل اور انشاء اللہ مسکت جواب آگے اسی عنوان کے تحت آ رہا ہے تو اس طرح صحابہ و تابعین، مہاجرین و انصار، خیار تابعین اور گئے گئے عوام پر مظالم ڈھا کر یزید بمطابق مفیدہ مصطفوی ضرور بالضرور ملعون ہے اور اس بات کی جو مختصر مگر جامع وضاحت حضور نے فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں ”ناکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے“ اس موضوع پر تو کچھ وضاحت کی ضرورت ہی نہیں ہے مثلاً مسلم بن عقبہ جیسے ذلیل اور فاسق و فاجر شخص کو پورے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا حالانکہ اس ذلیل کا ایک قول ہے۔

انی لہ اعمل عملاً قط یعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان

محمد رسول اللہ احب الی من قتل اهل المدینۃ الابدیۃ والنہایۃ ۷ ص ۲۲۵

یعنی میرے نزدیک کلمہ پڑھنے کے بعد جو میرا سب سے پیارا اور پسندیدہ کام ہے وہ جنگ حرہ میں مدینہ والوں کا قتل ہے ”استغفر اللہ اور یزیدی فوج کے ایک افسر عبداللہ بن نیر کا وقوعہ کر بلا کے متعلق نظریہ دیکھیں اور لاجول پڑھیں یہ ذلیل کہا کرتا تھا۔ و انی لارجو ان یشکون جہادی مع ابن بنت رسول اللہ ہذا لافضل من جہاد المشرکین و ایسر ثوابا عند اللہ (النہایۃ ۷ ص ۱۸) یعنی میرے خیال (امید) کے مطابق میرا امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے لڑنا کافروں اور مشرکوں کے ساتھ لڑنے سے زیادہ بہتر اور زیادہ کار ثواب ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک صرف یہ ہی نہیں بلکہ اس طرح کے سینکڑوں خرافات کتابوں میں موجود ہیں جو کہ ان لوگوں کے خبیث باطنی کی واضح دلیل ہیں اور ان کے ذلیل و بے دین ہونے کا بین ثبوت۔ جن کو یزید غنیمت مندوں سے نوازتا رہا۔ اسی طرح ابن زیاد، شمر، فوہی ابن سعد اور مروان

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ اَجْمَعِينَ جیسے لوگوں پر کیسے کیسے نوازشات و انعامات کرتا رہا۔ مروان کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ”مروان علیہ اللعنة کو برا کہن چاہیے اور اس کی عداوت اہل بیت کے خیال سے اس شیطان سے دل نہایت بیزار رکھنا چاہیے (فتاویٰ عزیزی ص ۲۵۵ ص ۳۸۸) تو اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے ایسے ذلیل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر یزید عنید نے ان کی عزت افزائی نہیں کی اور کیا اس طرح وہ اس فرمودہ مصطفوی کے مطابق مستحق لعنت قرار نہیں پاتا؟ ضرور پاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے عالم حاکم کے ظلم کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے اس کا دوسرا حصہ ہے ”اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے“ یزید بے دید کی حکمرانی کی زندگی کو دیکھا جائے تو ایک دو یا دس بیس واقعات نہیں بلکہ اس کی حکمرانی کی زندگی کا ہر دن ہر رات بلکہ اُس کی اس محدود زندگی کا ہر لمحہ صاحب عزت و شرف و صاحب عجب و نسب حضرات کی بے ادبیوں اور گستاخوں میں گزرا ہے۔ ان میں خاندان نبوت کے افراد اور گلشن رسالت کے ان کھلے اور نیم کھلے غنچے، چمنستان اسلام کے اشجار طیبہ، یعنی صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین کرام اور عام مسلمان سب ہی یزید کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے اور یہ ہستیاں جو دیدہ اسلام میں عزت و توقیر کا درجہ رکھتی ہیں یزید نے تاحد مقدور ان نفوس قدسیہ کو ذلیل کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ چاند پر تھوکنے سے چاند گندا نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تھوک اُلٹ کر واپس اس کے اپنے منہ پر ہی پڑتی ہے اور چاند پر تھوکنے والے کا اپنا ہی منہ غلیظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی ہوا جن کو اس نے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت میں ایسے چار چاند لگائے کہ جبین عالم آج تک ان کے سامنے سرنگوں ہے اور رہتی

دنیا تک ان کا نام منہ کو مشک و گلاب سے دھو دھو کر لیا جائے گا اور ان کے ذکرِ ثمر کو باعثِ ثواب بلکہ عینِ عبادت سمجھ کر تاقیام قیامت جاری و ساری رکھا جائے گا لیکن اس کے برعکس یزید و ابن زیاد، شمر و خولی، ابن سعد و مردان، مسلم بن حقیقہ اور حصین بن نمیر وغیرہ کا نام مسلمانوں میں ایک گالی بن کر رہ گیا ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ بغض و عداوت کا یہی ثمرہ ہوتا ہے۔ اس وضاحت مصطفوی کے مطابق بھی یزید عنید مستحقِ حد لعن ہے۔ ۳۳ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ التحیۃ و التسلیم نے جو مستحقِ لعنت ہونے کے اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے تیسرا سبب ہے۔ ”اللہ کی تقدیر کو بھٹلانا“ اس عنوان کو پیش نظر رکھ کر یزید کے کردار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یزید بے نصیب اس تیرہ بجتی کا مجروح باقرضِ نفاذ ہے۔

اس عنوان کے تحت یزید بے دید کا صرف ایک شعر ہی پیش کر کے پرکتفا کرتا ہوں اُمید ہے یہ شعر پڑھنے کے بعد کسی اور وضاحت کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ وہ شعر یہ ہے۔ لعبت ہاشم بالملک فلا + خبر جباء ولا وحی نزل (تذکرۃ الخواص ص ۲۶) ترجمہ: بنی ہاشم نے حکومت کے لیے ایک کھیل کھیلا ہے ورنہ ان کی طرف نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی“ استغفر اللہ، معاذ اللہ، یعنی معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لوگوں پر حکومت کرنے کے لیے نبوت کا ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ (نقل کفر کفر نباشد) آپ کوئی نبی پیغمبر نہیں ہیں“ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبوت کوئی کسبی چیز نہیں ہے بلکہ تقدیر الہی کے مطابق عطا ئے خداوندی سے ان نفوسِ قدسیہ کے مقدر میں یہ شرف ازل سے لکھا جا چکا ہے، تو جو شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ صرف ایک نبی کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ حکم الہی اور تقدیر الہی کا بھی انکار کر رہا ہے۔ اس طرح یزید بے دید نے حضور کی نبوت، حکم خداوندی اور

تقدیر الہی کا منکر ہو کر اپنے لیے لعنت کا یہ طوق بھی خرید لیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو استحقاق لعنت کا چوتھا سبب بیان فرمایا ہے وہ ہے ”اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے اُسے حلال جانتا“ اب ذرا اس عنوان کو ذہن نشین رکھ کر یزید کے کردار کا مطالعہ کریں تو آپ پر روزِ روشن کی طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ اتنی بڑی برائی جو کہ انسان کو لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے یزید کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بلکہ اس کے شب و روز ہی اس برائی میں گزرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے لیکن یزید پلید شراب کو حلال جانتا تھا، اس کے کافی ایمان سوز اشعار میں سے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔ اذ اما نظر نانی اصور قد یقہ وجدنا حلالا لشریہا متوالیا ترجمہ ۱۔ ”جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو شراب کا متوالہ پینا حلال پاتے ہیں“ (تذکرۃ الخواص ص ۲۹) اس بات کی تفصیل کے لیے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں دجن میں سے اکثر حوالہ جات اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں موجود ہیں (تفسیر مظہری ص ۲۵، تفسیر مظہری ص ۶، تکمیل الایمان ص ۱، تاریخ یعقوبی ص ۲، صواعق محرقة ص ۲۲، تذکرۃ الخواص ص ۲۹، مابث من السنۃ ص ۴، تاریخ الخلفاء ص ۱، جذب القلوب الی یار الحبوب ص ۳۹، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۶، تاریخ طبری ص ۶، تاریخ کامل ص ۳۳۱، سرالشاہدین ص ۳۶، اخبار الطوال ص ۲۶۶، امام حسین اور یزید ص ۳۵، ازقاری محمد طیب صاحب دیوبندی، مستدرک ص ۵۲، حیاۃ الحیوان ص ۲، شرح فقہ اکبر ص ۱، شرح عقائد نسفی ص ۱۱، تفسیر روح المعانی ص ۲۶، فتاویٰ عبدالحی ص ۶، وغیرہم۔ اسی طرح وہ عورات وائٹھ کو بھی حلال جانتا تھا۔ تفصیل کے لیے چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ تحقیق دوست حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ تکمیل الایمان ص ۱۴۸، مدارج النبی

۱۲ ص ۱۲، مستدرک ۳ ص ۵۳۲، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۳ ص ۴۶۹، تاریخ اسلام علامہ ذہبی ۲ ص ۳۵۵، فتاویٰ عبدالحی ۵ ص ۴۹، تذکرۃ خواص الامہ ۳ ص ۲۸۹، تاریخ الخلفاء ۵ ص ۳۰۱، صواعق محرقہ ۲ ص ۲۲۱، بیابیع المودۃ ۳ ص ۳۲۲، طبقات کبریٰ ۲ ص ۲۸۳، ابن عساکر ۲ ص ۲۵۵، اوجز المناسک، شرح مؤطا امام مالک ۴ ص ۴۳۳، از مولوی زکریا صاحب دیوبندی حذب القلوب الی دیار المحبوب ۳ ص ۳۹، ما ثبت من السنۃ ۴ ص ۴۴، تاریخ طبری ۲ ص ۲۲۹ حیاۃ الحیوان ۲ ص ۱۵۵، اخبار الطوال ۳ ص ۳۶۲ وغیرہ۔

انسان کے دل و دماغ کو حلال و حرام کی تمیز سے مادر پدر آزاد کرانے میں سب سے زیادہ کردار شراب با عتاب ادا کرتی ہے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ المتولدۃ عن شرب الخمر من ترک الصلوٰۃ ومن قتل النفس التي حرم الله ومن وقوع المحارم۔

رسالتی شریف ۳ ص ۳۲۹) یعنی شراب پینے سے انسان میں ترک الصلوٰۃ قتل و غارتگری اور محارم کو حلال سمجھ لینا جیسی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے مذہب جہنم اسلام بانعام نے اس ام الحنبائٹ کو حرام قرار دے دیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں فان هذا شراب من لایق من بالله واليوم الآخر (رسالتی شریف ۳ ص ۳۲۹) یعنی شراب وہی شخص پئے گا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا، جہاں تک قیامت پر یقین رکھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یزید بے دید کا ایک شعر پیش خدمت ہے۔ شعر پڑھیں اور یزید کے ایمان کا درجہ متعین فرمائیں۔ فان الذی حدثت عن یوم یعثنا۔ احادیث طسم تجعل القلب ساھیا یعنی مرکر دوبارہ اُٹھنے کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ دل کو دنیا سے مایوس کر دینے والی غلط کہانیاں ہیں (تذکرہ خواص الامہ ۳ ص ۲۹) اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی صاحب ایمان لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے تو ان کی علامات

میں سے ایک علامت ”وہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں“ بھی بیان فرمائی ہے اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کافروں، منافقوں اور فاسقوں فاجروں کے تذکرہ میں یہ بات بھی بیان فرماتے ہیں کہ ”وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے“ اور یزید کے اس شعر سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اب قارئین کرام عقل و خرد اور عدل و انصاف کے مطابق خود فیصلہ فرمائیے کہ یزید بے دید کتنا پکا اور سچا مسلمان تھا۔ (صلائے عام ہے یارانِ مکتہ داں کیلئے) اور اگر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی وضاحت ”حرم مکہ میں وہ کام کرنا جو از روئے شریعت وہاں کرنا ناجائز ہو“ کو لیا جائے تو پھر بھی یزید اس حکم میں داخل ہوتا ہے کیونکہ اس نے پورا لشکر بھیج کر مکہ مکرمہ پر حملہ کرایا، اس کے حکم سے کعبۃ اللہ پر پتھر برسائے گئے، کعبہ کا چھت اور پردہ جل گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے آنے والے مینڈھے کے سینک کعبہ کے اندر آویزاں تھے وہ بھی جل گئے، کعبہ شریف میں پناہ لینے والوں کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ تمام کام یزید کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق کیئے گئے تھے لہذا اس طور پر دیکھا جائے تو پھر بھی یزید پلید لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے مہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فصاحت نشان نے استحقاقِ لعنت کا پانچواں سبب بیان فرمایا ہے ”اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات حلال جاننا جو اللہ نے حرام کی ہے“ اس وجہ سے بھی یزید لعنت کی دلدل میں کانوں تک دھنسا نظر آتا ہے کیونکہ اگر اہل بیت میں سے ازواجِ مطہرات کا تذکرہ کیا جائے تو زوجۃ الرسول اور بحکم قرآنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یزید بے دید کا نکاح کا ارادہ کرنا اسکے مستحقِ لعنت ہونے پر کافی بھاری دلیل ہے اور اگر مطالعے کا رخ من اولادِ فاطمہ

کے مطابق آل اطہار کی طرف کیا جائے تو پھر بھی یزید کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت کے لیے تنگ کرنا اور انکار بیعت پر آپ کے قتل کا حکم دینا، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حکم دے کر ابن زیاد کو کوفہ بھیجنا، تمام سانحہ کربلا، مخدرات عصمت کا بے پردہ ہونے اور بار میں پیش کرنا، وقوعہ کربلا پر یوم فتح منانا، اس لڑے پڑے قافلے کو دیکھ کر طعیر اشعار کہنا، سر امام عالی مقام کو پھڑی مارنا، بطور نشان فتح تا زندگی سر امام اپنے خزانہ میں رکھنا وغیرہ، ایسے واضح افعال نتیجہ ہیں جن سے یزید کی اہل بیت کرام سے بغض و عداوت اظہار من الشمس واضح ہو رہی ہے۔ ان تمام افعال شنیعہ کا یزید کے ہاتھ اور زبان سے واقع ہونا ایسی متواتر چیز ہے کہ جس کا نہ تو انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان ملاہی کے مرتکب کو طوق لعنت سے آزاد کرایا جاسکتا ہے لہذا اس لحاظ سے بھی یزید بے نصیب لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۷۔ چھٹی چیز جو حضور نے اسباب لعنت میں سے بیان کی ہے وہ ”سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک کرنا“ ہے۔ تو جناب یہاں تو فرض عین حسب بھی یزید بے دید کی چیرہ دستیوں سے نالاں ہیں سنت کی یہاں کیا اہمیت ہے اور پھر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ہی معاذ اللہ فراڈ قرار دے رہا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع یا اس کی عزت و پاسداری کی توقع کرنا ہی سراسر بے جا ہے بلکہ یوں کہہ لو کہ یزید کے ورق حیات میں سنت نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی، جو شخص نماز جیسے اہم فریضہ کا مذاق اڑا سکتا ہے اس کی تفر میں سنت کی کیا کچھ وقعت ہو گی۔ آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں۔ لہذا یزید اس ضمن میں بھی ضرور بالفرض مستحق لعنت قرار پائے گا۔ قارئین کرام اختصار رسالہ کے پیش نظر ان عنوانات کے تحت

بزید کے کردار کا کچھ نمونہ دکھایا ہے اُمید ہے کہ آپ کے لیے یہ چند الفاظ فیصلہ کرنے میں کافی مدد و معاون ہوں گے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے جو کچھ بیان ہوا وہ آغازِ باب تھا

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زودِ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑاٹکڑ کر میری بھولی میں آگرا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تو آپ کا خواب بہت اچھا ہے آپ نے فرمایا جی جان آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری شہزادی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ ایک شہزادہ محایت فرمائے گا۔ اور وہ آپ کی بھولی میں کھیلنا کرے گا۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں جناب حسین منولید ہوئے

حدیث ۳۷۰ عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رأیت حلما منکرا اللیلۃ قال وما هو قالت رأیت کان قطعہ من جسدک قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت خیرا تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد خلت یوما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجری لا ثم کانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھریقان

الد موع قالت فقلت يا بنی اللہ
بابی انت دامی مالک قال اتانی جبرئیل
علیہ السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل
ابی هذا رواه البیهقی

(دلائل النبوة ص ۵۶۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲)

(ما ثبت من السنہ ۳۲۰ مستدرک ص ۱۷۷)

طبقات ابن سعد ص ۱۲۲، نور الابصار ص ۱۳۹

خصائص کبریٰ ص ۲۲۲، الاستیعاب ص ۲۸۰

اصناف الراغبین برہان شہر، نور الابصار ص ۲۰۹

مسند امام احمد ص ۲۰۲، مسند الشہادتین ص ۸۵

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۰

اصحاب العلوم امام غزالی ص ۹۹، تہذیب التہذیب ص ۲۵۵
الاصحاب ص ۲۵۵، البیہقی والبیہقی ص ۲۵۵، صواعق الحرقہ ص ۲۵۵

اور حضور کے فرمان کے مطابق شہزادہ حسین
میری بھولی میں کھیل کرنا تھا۔ ایک دن
میں حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئی دیکھا کہ
نواسہ رسول اعظم آپ کی آغوش مقدس
میں ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول
اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں
کیا بات ہے کہ آپ رو رہے ہیں۔ آپ نے
فرمایا کہ ابھی ابھی جبریل امین میرے پاس
حاضر ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میرے
اس پیارے نواسے کو میرے ہی امتی
ہونے کا دعویٰ کر نیوالے شہید کر دیں گے۔

علامہ نہانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قالت ام سلمة واتاہ یترتبة
فشہا ثم قال یرحم کرب ویلا وقال یا ام سلمة ان هذا من تربة الارض التي
یقفل فیہا۔ اذا تحولت هذه التربة وما قال علی ان ابی قد قتل فجعلتها فی
قارورة۔۔۔ وکنت اقول ان یوما یتحول فیہ دما لیوم عظیم فا ستشهد
الحسین کما قال علیہ السلام بکر بلاء من ارض العراق۔ و اخرج
الطبرانی عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال اخبرنی جبریل ان ابی الحسین یقتل بعدی بارض الطیف وحیاء فی
بهذه التربة واخبرنی ان فیہا مضجعة۔

(حجة الله على العالمين ص ۳۷ طبع مصری)

یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا یہ پیارا نواسہ حسین آپ کے کائنات سے پردہ فرمانے کے بعد طف کی زمین میں شہید کر دیا جائے گا اور آپ نے وہاں کی سرخ مٹی بھی لا کر دی اور فرمایا اس زمین میں جناب امام کی آخری آرام گاہ ہوگی۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس سے کربلا کی خوشبو آرہی ہے اور آپ نے وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دی اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسین شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں محفوظ کر لی آخر وہ سخت دن بھی آگیا جب وہ مٹی خون بن گئی اور اس دن جناب امام حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا۔

دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر!

کربلا میں خوب ہی چمکی دوکان اہل بیت

اسی طرح ترمذی شریف کی ایک روایت ہے۔ حدیثی سلمیٰ قالت دخلت علی ام سلمة وھی تکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین آتفا۔

ترمذی شریف ۳۷۵، مشکوٰۃ شریف ۵۲۴، معجم کبیر طبرانی ۳۷۳، طبع بغداد، دلائل النبوة بہیقی طبع بیروت ۲۷، ما ثبت من السنہ ۳۳، تاریخ الخلفاء ۱۴۵۔ ترجمہ: حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

میں ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو آپ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر دھول پڑی ہوئی تھی، حضرت ام سلمیٰ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے آپ اتنے پریشان ہیں اور آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک غبار آلود ہیں آپ نے فرمایا میرا پیارا نواسہ حسین شہید ہو گیا ہے اور میں مقتل حسین میں گی ہوا تھا“ یعنی آپ میدان کربلا میں موجود تھے (اور راضی برضا ہو کر دعا فرما رہے ہوں گے) اللهم اعط الحسین صبراً و اجراً اور وہیں سے غبار اُڑا کر آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر پڑا۔ اب آپ ہی سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان پر ہر طرح کے ظلم و ستم دیکھ دیکھ کر نذریوں کیلئے کیا فرما رہے ہوں گے۔

نوح لوں بال تیرے کھینچ لوں جلد تیری دل یہ چاہتا ہے زندہ ہی جلا دوں تجھ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے بدلہ میں ان ظالموں کو قیامت میں کیا کی قہر و غضب بھینا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک اسی طرح کی ایک حدیث مسند امام احمد اور دلائل النبوة بیہقی میں بھی موجود ہے۔ عن ابن عباس انہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری الناس ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورة فیہا دم فقلت یا ابی انت و امی ما هذا قال هذا دم الحسین و اصحابہ ولم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاحد قتل ذالک الوقت۔

(دلائل النبوة بیہقی ص ۲۴۴، مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۴)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پر لیٹان حال ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک خبار آلود ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شیشی میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں (شہداء کربلا) کا خون ہے جسے میں اب تک اکٹھا کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا حتیٰ کہ جب شہادت امام عالی مقام کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو میں نے دیکھا آپ کی شہادت کا بالکل وہی وقت تھا جب مجھے حضور کی زیارت ہوئی تھی۔

بناکردنوخوش رستمیجاکونخونخلطین خدا رحمت کندایمانتقاپاک طینت را
تذاری بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں
رواہ الیغوی وابن السکن وغیرہما من ہذا الوجه ومنتہ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابني هذا یعنی
الحسین یقتل بارض یقال لہا کربلاء فمن شہد ذالک منکم فلینصرہ
در الاصابة فی تمیز الصحابة (ع ۶۸) ترجمہ :- علامہ بغوی اور
ابن سکن وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت انس بن حث فرماتے ہیں میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا بیٹا
حسین ایک ایسی زمین میں قتل کیا جائے گا جسے کربلا کہا جائے گا۔ پس تم میں
سے جو کوئی وہاں موجود ہو تو چاہیے کہ وہ پیارے حسین کی مدد کرے۔

رزم کامیل بنائے جلوہ گاہ حسن و عشق کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہل بیت

علامہ شبلی نعمانی مصری نقل کرتے ہیں۔ قصور نایارض کربلا فقال علی ھمنا
 مناخ رکاء بھم و موضع رحالھم و مھراق و ما ھم فئۃ من امۃ محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون فی ھذہ العرصۃ تبکی علیہم السماء
 و الارض نوراً (ابصار رضا طبع مصری) یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 میدان کربلا سے گزرے اور فرمایا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذوی الاثر
 گروہ یہاں شہید ہو گا۔ یہ میدان اُن کے پڑاؤ کی جگہ ہے یہاں ان کا بے دریغ
 ناحق، خون بہایا جائے گا اور ان کی شہادت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ نیز
 عاشق رسول مولانا جامی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ
 کا علم تھا اور آپ نے اس میدان سے گزرتے ہوئے مقتلِ حسین کی نشاندہی فرمائی
 اور اس میدان کو ”میدان کرب و بلا“ کہہ کر دیکارا (شواہد النبوة ص ۳۸۷) السیلاب و
 النہایہ ص ۵۷، مستدرک ص ۱۶۱، سرالشیخین ص ۸۵، سوانح کربلا ص ۱۲۰ تہذیب
 التہذیب ص ۲۸۲) رنگ جب لائے گی محشر میں تو اڑ جائے گا رنگ (نور الابصار ص ۱۸)

یوں نہ کہیے سرخِ خونِ شہیداں کچھ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غمگین و مغموم کہ آپ کے آنسو تک جاری ہو
 گئے۔ دیکھ کر شاید یہ حدیث شریف پڑھتے ہوئے آپ کی پلکیں بھی بھٹک گئی ہوں اور
 اگر ایسا ہے تو الحمد للہ، اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ حب اہل بیت میں آپ کی آنکھوں
 کی یہ معمولی سی تراوٹ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کو بہت ساری آگ کو ٹھنڈا کرنے
 کے لیے کافی و دافی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت کی محبت و عقیدت اور
 اطاعت نصیب فرمائے اور اسی نعمتِ عظمیٰ پر ہمارا خاتمہ فرمائے آمین بجاہد السیلابین۔

وا من کوئے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل

کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

قارئین کرام آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور سمجھ بھی لی ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہادت امام عالی مقام کا تذکرہ فرمایا تو آپ کو ایسے ہی سخت صدمہ پہنچا جیسے ایک شفیق و رحیم باپ کو اپنی اولاد کا دکھ اور تکلیف دیکھ کر یا سُن کر پہنچتا ہے اور حضور کی رحمت تو اتنی لا محدود ہے کہ خود پروردگار عالم نے وَ مَا ارسلناكَ الا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ کے الفاظ باثواب فرما کر آپ کی رحمت لا منتہا کو تمام عالمین پر ممتاز فرما دیا ہے۔ ذرا آپ غور فرمائیں جس عظیم ہمتی کو خالق کائنات حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف الرحیم کے الفاظ باثواب کے ساتھ خراجِ تحسین پیش فرما رہا ہو، گالیاں دینے والوں کو دعائیں دینا جن کا وطیرہ ہو، دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو قیائیں، بخشا جن کا طریقہ ہو، جن کا دل ہرنی کو یا بازخیر اور اُونٹ کو بھوکا اور کمزور دیکھ کر پریشان ہو جانا ہو وہ رؤف و رحیم نانا جان اپنے اس پیارے نواسے کی مصیبت دیکھ کر کیوں غمگین نہ ہونگے جن کی محبت میں آپ نے اپنے سگے بیٹے حضرت ابراہیم کو ان پر تصدق فرما دیا تھا (روئے الصبیان ص ۱۱۸) اس حدیث سے یہ بات صاف نظر آرہی ہے کہ حضور کو اس المناک واقعہ کو سُن کر اتنا رنج ہوا، اتنا دکھ پہنچا، اتنی تکلیف ہوئی، اتنی اذیت پہنچی کہ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ اب ذرا آپ یہ سوچیں کہ وہ کون نصیب ہے جس نے اللہ کے رسول کو رُلا یا ہے؟ جس واقعہ فاجعہ کو یاد کر کے آپ کو اذیت پہنچی اور آپ روئے، اس واقعہ کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ کربناک وقوع کس ظالم کے حکم پر ہوا؟ اور مخبر صادق علیہ السلام نے کس فاسق و فاجر کے نام کی قبل از وقت نشاندہی فرمائی تھی؟ ضرور اور بالضرور آپ کے منہ سے ایک ہی نام نکلے گا؟ یزید عنید۔ نہایت ہوا کہ اس ظلم کے ذریعہ سے یزید بے دید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے

کے لیے خداوند ذوالجلال کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان الدین یعدون الله و
رسوله لعنة الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا ۲۲ احزاب ۵۶
(اس آیت کا کچھ بیان آیات کے باب میں گزر چکا ہے) ترجمہ: بے شک جو لوگ
ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت
میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ”یقیناً
تو فیصلہ بہت آسان ہو گیا ہے کہ یزید بد بخت نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایذا دی اور آپ کو لڑایا لہذا اس پر اللہ کی لعنت ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت
فرما رہا ہے اس پر لعنت کرنے میں ہمیں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

حدیث ۱: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ	ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عنه۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے
ہلکۃ امتی علی ید غلمۃ من قریش۔	نوجوانوں کے ہاتھ سے ہوگی۔“

(بخاری شریف ۲ ص ۱۰۴، مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۴)

اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔
وفی رواية ابن أبي شيبة ان اباهم وہ کان یمشی فی
السوق ویقول اللہم لا تدرکنی سنة ستین وامارة الصبیان
وفی هذا اشارۃ الی ان اول الاعیلمۃ کان فی سنة ستین وهو کذلک
فان یزید بن معاویۃ استخلف فیہا۔۔۔ ان اولہم یزید کہا دل
علیہ قول ابی ہریرۃ رأس الستین وامارة الصبیان فان یزید کانت
غالباً یتقرع الشیوخ من امارة البلد ان الکبار ویولیہا الا صاغر
من اقرارہ۔

(فتح الباری شرح بخاری ص ۱۳ ح ۵)

ترجمہ: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف

اے جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سزا اور ٹوکوں کی حکومت تک زندہ نہ رکھنا۔ اس میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے کہ پہلا حاکم لڑکھائے میں تخت نشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا یزید اس سن میں حاکم بنا۔ ان ہلک حاکم لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں سادہ ہجری اور لڑکوں کی حکومت کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں اور یزید بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔ شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

وادلھم یزید علیہ ما یتستحق وکان غالباً یتزع الشیوخ من

امارة البلدان و لولہا الاصاغر من اقاربہ (عمدة القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۱۸۶) ترجمہ: اُمّتِ حمیریہ کو ہلاک کرنے والے حاکم لڑکوں میں سے پہلا حاکم یزید ہے۔ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے اور وہ بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لڑکوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شہر اہل بیتی ایک نکتہ! اس عبارت میں یزید کے متعلق علیہ ما یتستحق کے الفاظ علامہ عینی کے یزید کے متعلق خیالات کو کافی واضح کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ ہمارے ملجا و ماوٰی جناب محمد مصطفیٰ کے نام ناجی اہم گوی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور بولا جاتا ہے دیگر انبیائے کرام کے اسناد مقدسہ کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ لکھے اور پورے جاتے ہیں اسی طرح اُمّتِ حمیریہ میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے لیے رضی اللہ عنہ اور دیگر مومنین کا ملین اویا عظام کے لیے رحمہ اللہ کے الفاظ معمول و مقبول ہیں لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے یزید کے متعلق ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی تحریر نہیں فرمایا اس سے صاف

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمت خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز خاموشی ویسے بھی نیم رخصا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے بیٹے رحمت خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ مایستحق کہہ کر اس کے بیٹے خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ عینی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہم سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذ اسلم علیکم الیہود فقولوا علیکم بخاری شریف (۹۲) یعنی جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو ”وعلیکم“ یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو ”تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو“ یعنی لعنت و عذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ عینی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ یزید کا نام لیا تو فرما دیا ”علیہ مایستحق“ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے (یعنی.....) اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمۃ کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں، فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔

شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من رواية سماك عن ابي ظالم عن ابي هريرة رضي الله عنه ان فسادا متي على يدى غلمة سفهاء من قریش ويزيادة سفهاء تقع المطالبة بين الحديث والترجمة وعند ابن ابي شيبة من وجه آخر عن ابي هريرة رفعه اعوذ بالله من اماراة الصيبيان قال فان اطعموهم هلكتم اي في دينكم وان عصيتوهم اهلكوكم اي في دنياكم باذنه

النفس او ياذهاب المال او بهما وعند ابن ابي شيبة ان ابا
 هريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة
 ستين والامارة الصبيان
 استجاب الله دعاء ابي هريرة فمات قبلها بسنة قال في الفتح روى هذا الشارح
 الى ابن اول الاغيلة كان في سنة ستين وهو كذلك فان يزيد بن معاوية
 استخلف فيها ارشاد الساري شرح بخاري عن ص

یعنی مسند امام احمد اور نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا فساد قریش کے کچھ بے وقوف کم عمروں
 کے ہاتھوں ہو گا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع
 روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کی حکومت سے اللہ کی
 پناہ مانگتا ہوں نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تمہارا دین تباہ
 کر دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کرو گے تو تمہاری دنیا برباد کر دیں گے یعنی تمہیں
 ہلاک کر دیں گے یا تمہارا مال پھینکیں گے یا پھر دونوں چیزیں ہی یعنی تمہاری جان
 اور مال تباہ کر دیں گے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے ستہ اور نو عمروں کی حکومت
 تک زندہ نہ رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول
 فرمائی اور وہ ستہ اور نو عمروں کی حکومت سے ایک سال قبل ہی انتقال فرما گئے
 اور اس دعا میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نو عمروں کی حکومت کی ابتداء ستہ میں
 ہوئی چنانچہ یزید بن معاویہ اس سن میں حکمران بنا۔ دہ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بن نو عمر بے وقوف فسادی حکمرانوں سے اور ان کی حکومت سے اللہ کی
 پناہ مانگی تھی ان میں پہلا نو عمر بے وقوف اور فسادی حاکم یزید بے دید ہے۔

نیز سوانح کو بلا ص ۶۳۔

گندم از گندم بر دید جوز جو از مکافات عمل غافل مشو

اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

لعله ارید بهم الذین كانوا بعد الخلفاء الراشدين مثل يزيد وعبد الملك بن مروان وغيرهما (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۸) غالباً آپ کی مراد ان حاکم لوگوں سے خلفاء راشدین کے بعد کے خلفاء ہیں مثل یزید اور عبد الملک بن مروان وغیرہما کے "شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ مراد ہاں علمہ کشندگان عثمان و علی و حسن و حسین اند رضی اللہ عنہم..... و مراد یزید بن معاویہ و عبد اللہ بن زیاد و مانند ایشان اند از احداثت و نوسالان بنی امیہ خزلمہ اللہ و تحقیق صادر شد از ایشان از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و بند کردن ایشان و کشتن خیار مہاجرین و انصار انچہ شد (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۱۵۵) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً) اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) اور مراد ان لوگوں سے حضرت عثمان و حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے قاتلین ہیں اور اس سے مراد یزید بن معاویہ اور عبد اللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں اللہ انہیں ذلیل کرے اور ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (اور انہیں قید کیا اور مہاجرین و انصار کے بزرگوں کو قتل کیا) مظاہر حق ص ۳۳، شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے لفظ "غلمۃ اور اغیلۃ" کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں وقد يطلق الصبی والغلیجہ بالتصغیر علی الضعیف العقل والتدبیر والذین ولو کان محتلماً وہو المراد هنا فان الخلفاء من بنی امیہ - (فتح الباری

شرح بخاری ص ۱۳۷ طبع مصری ، اور اس لفظ کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوتا ہے جو کم عقل غیر مدبّر اور کمزور ایمان والا ہو اگرچہ وہ ظاہری طور پر بالغ ہی کیوں نہ ہو اور ان بے عقل کمزور ایمان والے غیر مدبّر ظالم نوعمر حاکموں سے مراد بنو امیہ کے حکمران ہیں (یزید بے دید اور مروان وغیرہ) شیخ عبدالرحمان مالکی رحمہ اللہ بخاری اور مسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلاک کر گئی لوگوں کو یہ قریش کی قوم ابوہریرہ نے کہا کہ میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں (فساد کے خطرہ سے نام نہیں لیا) اس حدیث میں حکومت بنی امیہ کے فسادوں کی خبر ہے چنانچہ امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد سینکڑوں اصحاب مدینہ میں یزید کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے (مشارق الانوار ص ۲۸۴)

علامہ شیخ محمد صدیقی نجیب آبادی دیوبندی ابوداؤد کی شرح میں حدیث شریف عن حذیفۃ - قال قلت یا رسول اللہ هل بعد هذا الخیر شر قال فتنۃ عمیاء صماء علیہا دعاۃ علی ابواب النار -

(ابوداؤد شریف ص ۵۳) کے تحت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کی تعابیر سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا یبعد ان یحمل هذا علی ما وقع فی ایام یزید بن معاویۃ من قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہما وجماعۃ -

(انوار الہود شرح ابوداؤد ص ۲۶۲) یعنی یہ بات بعید از احتمال نہیں ہے کہ اس اندھے اور بہرے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہو جو یزید بے دید کے دور حکومت میں واقع ہوا یعنی امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا قتل

سیرۃ النبی شبلی ندوی	رحمۃ العالمین	عاشیہ مکتوبات	ہدیۃ المہدی
ازالۃ الخفافہ	جلالہ الافہام	تطہیر الجنان	عاشیہ ہدیۃ المہدی
تاریخ خمیس	تکمیل الایمان	مرج البحرین	کرامات المحدثین
سیرۃ النعمان	فتاویٰ عبدالحی	غنیۃ الطالبین	باران انوار
نور الابصار	ماثبت من السنہ	مثنوی بوعلی فاضل	احیاء المیت
تنویر الازہار	مکتوبات قاضی ثناء اللہ	ابیات بابو	مستراح السنۃ
حجۃ اللہ علی العالمین	خصائص کبریٰ	دیوان فرید	عقائد اسلام
اسماء الراغبین	ینابیع المودۃ	صحابیات و عارفات	نزل الابرار
شواہد النبوة	تاریخ ذہبی	عرفان شریعت	تذیلی نصاب
سوانح کربلا	نشرات الذهب	تحفۃ اثنا عشریہ	شہید کربلا اور یزید
نزہۃ المجالس	فتح القدر	تذکرۃ الحفاظ	شہید کربلا
روضۃ الاصفیاء	مطالعہ السؤل	الابرار	سانحہ کربلا
حیۃ الصحابہ	شرح مقاصد	ابی فی الشافعی	فتاویٰ ابن تیمیہ
تاریخ اسلام ندوی	سفینۃ الاولیاء	احسن النعمان	جامع کرامات اولیاء
تاریخ اسلام بکر شاہ	مقتل حسین خوارزمی	ذوق لفت	تشریف البشر
تاریخ اسلام حمید الدین	مروج الذهب	فتاویٰ مہرہ	امداد الفتاویٰ
تاریخ اسلام عبدالقادر	امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	بہار شریعت	مکتوبات شیخ الاسلام
تاریخ اسلام امیر علی	فتاویٰ عزیزی	توضیح الفقائد	فتاویٰ رشیدیہ
عواحق محرقہ	سر الشماوتین	کلام اقبال	مناقب موفق
حجۃ اللہ البالغہ	تقریب التذیب	علوم القرآن	محرم نامہ
تذکرۃ الخواص	تذیب التذیب	تاریخ التفسیر	✽
کشف المحجوب	میزان الاعتدال	تاریخ المحدثین	
مدارج النبوة	حیۃ الجیوان	الروایۃ المتعصب الغنید	

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وما اخبر به
 الرسول صلى الله عليه وسلم من فساد الدين على ايدى
 اغيلمة من سفهاء قريش وقد كان البهريرة رضى الله عنه
 يقول لو شئت ان اسميهم باسمائهم لفعلت او المراد
 الاحاديث التي فيها تعيين اسماء امراء الجور واحوالهم
 وذمهم وقد كان رضى الله عنه يكتفى عن بعض ذلك ولا يصرح
 خوفا على نفسه منهم بقوله اعوز بالله سبحانه من رأس
 الستين وامارة الصبيان يشير الى خلافة يزيد الطريد لعنه الله
 تعالى على رعمان اوليائه لانها كانت سنة ستين من الهجرة
 واستجاب الله تعالى دعا ابى هريرة رضى الله عنه فمات قبلها
 بسنة (روح المعاني ۱/ ۱۹۲ طبع بيروت)

ترجمہ : اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بے وقوف کم عمر
 حاکموں کے ہاتھوں سے دین کے فساد کی خبر دی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
 عنہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتا سکتا ہوں یا وہ احادیث مبارکہ مراد
 ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام انکے حالات اور انکی برائی بیان کی گئی ہے ۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کے خوف سے صاف صاف کسی کا
 نام نہیں لیتے تھے البتہ اشارے کنائے سے بعض کا ذکر کرتے تھے اور آپ فرمایا
 کرتے تھے میں اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں ستم کے سرے سے اور نو عمروں کی حکومت
 سے اور آپ کا اشارہ بیزید مرود کی خلافت کی طرف تھا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر
 اور خدا اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل کرے بیزیدؓ میں حکمران بنا اور حضرت ابوہریرہ کی
 دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور وہ بیزیدی حکومت سے ایک سال قبل ۲۵ھ میں وفات
 پائے تھے ۔

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بڑا کے سامنے
کیا جوابِ جرم دو گئے تم خدا کے سامنے

حدیث ۵ عن زید بن اسفہان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لعلى وفاطمة والحسن والحسين
رضى الله عنهم انا حارب لمن
حاربهم وسلم لمن
سالمهم -
ترمذی شریف ص ۲۴
مشکوٰۃ شریف ص ۵۶

ترجمہ: حضرت زید بن اسفہان رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ سلام
اللہ علیہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا
جو ان سے لڑے گا اُس سے میں خود لڑوں گا
اور جو ان سے صلح و آشتی کا معاملہ رکھے گا
میں اس کی سلامتی کا طالب ہوں گا۔

یعنی جو شخص ان نفوسِ قدسیہ سے لڑے گا وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اور قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
لڑنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ انما جزاء الذين
يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا
او يصلوا او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك
لهم خزي في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم ۵ سائدہ ہیت ص ۳۳
یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے
ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا
ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا ملک بدر
کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا کی ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں
بہت بڑا عذاب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غولی بن یزید گرفتار کر کے مختار کے پاس

لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پیر کٹولے پھر سولی چڑھایا پھر آگ میں بھونک دیا اسی طرح چھ ہزار (۶۰۰۰) کو فیوں کو جو کہ قتلِ امام میں شریک تھے مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کربلا از مولانا نعیم الدین مراد آبادی ص ۱۱۱) دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے ان الذین یجادون اللہ و رسولہ کینتوا پیٹ سیدھا پیٹ یعنی جو لوگ مخالفت ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا۔ " ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے :

ان الذین یجادون اللہ و رسولہ اولئک فی الازلین پیٹ سیدھا پیٹ

یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے

نزدیک وہ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ " تیر فرمانِ الہی ہے اللہ یعلمو انہ من

عباد اللہ و رسولہ فان لم نارجھتہ خالداً فیہا ذلک الخزی

الغلیظہ اپنا سیدھا پیٹ یعنی کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور

اس کے رسول کی پس واسطے اس کے آگ ہے دوزخ کی، ہمیشہ رہے گا وہ

اس میں۔ یہ بہت بڑی ذلت ہے ان کے لیے۔ " قارئین کرام آپ نے فرمانِ

مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیا اور فرامینِ خداوندی بھی ملاحظہ فرمائیے

اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص ازبیتِ مصطفوی کا سبب بنا ہو جس کے مظالم

پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو برستے رہے جس کے ظلم و فساد پر

سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا روضۂ رسول پر بیٹھ کر روئیں جس کے جبر و استبداد

کو جنابِ حیدر کرار نے دوزخ کی آگ فرمایا۔ جس نے دھوکے کے ساتھ جنابِ امام

حسن کو زہر دلو کر شہید کروایا۔ جس نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان اور

رفقاء کو شہید کرنے کے لیے احکامات جاری کیے اور بعد از سانحہ شہداد کے سروں

کو دیکھ کر خوش ہوا اور جشنِ فتح منایا اور مہمانانہ شکر کہے۔ مدینہ طیبہ کو غارت کیا۔

عظیم الشان

بیت اللہ پر پتھر برسائے جس سے آگ لگ کر کعبہ شریف کا پردہ اور چھت جل گیا۔
 وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کرام کیا یزید پلید نے یہ تمام افعال اور دیگر افعال قبیحہ کا ارتکاب
 کر کے اللہ اور رسول سے مخالفت اور جنگ نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور اللہ اور
 رسول سے مخالفت کر کے وہ ذلت و نیوی و اخروی اور عذاب نار کا مستحق قرار پایا
 ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ان الرسول لنور يستضاء به

مہند من سینوف اللہ مسلول

ترجمہ در حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری
 اور حضرت عبداللہ بن عدی بن خیبار رضی اللہ
 عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت وحشی نے
 بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس حاضر ہوا اور میں کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان
 ہو گیا۔ پنا پچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اے وحشی میرے سامنے نہ بیٹھا کرو
 کیونکہ جو میرے پیاروں کو قتل کرے میں
 اس کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتا۔
 علامہ ہیشمی نے بھی مجمع الذوائد کی کتاب
 المغازی میں غزوہ احد کے تحت باب مقتل حمزہ
 رضی اللہ عنہ میں اسی طرح بیان کیا ہے اور
 کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔

حدیث ۴۱۰۰ عن جعفر ضمیری و
 عبد اللہ بن عدی فانینا وحشی
 بن حرب قد تنا قال اتیت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشهدت
 شہادۃ الحق فقال یا وحشی غیب
 وجهک عنی فانی لا احب من
 تقتل الاحیة۔

(معجم اوسط طبرانی ص ۴۶۲)

(اوسط ص ۴۶۲)

فقد ذکر الہیشمی غزوۃ فی جمعہ
 الذوائد کتاب المغازی والسير۔
 غزوہ احد باب مقتل حمزہ وقال رواہ
 الطبرانی واسنادہ حسن (حاشیہ معجم)

صواعق محرقة ص ۱۹۰، تذکرہ خواص الامم ص ۲۴۴، البدایہ والنہایہ ص ۱۵۸، حیات الصحابہ از

نولوی یوسف صاحب کاندھلوی دلو بندہ ۱۷۹۵ھ

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھنے سے بھی نفرت فرما رہے ہیں تو یزید عنید جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کا تمام گلستان اُجاڑ دیا۔ حتیٰ کہ پورے خاندان میں سے صرف ایک بچہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی بچے جن سے آگے نسل سادات چلی۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی تیغ ظلم سے شہید ہو جاتے تو آج ہستی کائنات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کا ایک فرد بھی موجود نہ ہوتا۔ خود یزید عنید نے بھی سانحہ کربلا کے بعد ایک شعر میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے، ظالم کہتا ہے،

قد قتلنا القرن من ساداتہم + وعد لنا میل ید رفا عتدل

(اخبار الطوال ص ۲۶۸، تذکرۃ الخواص ص ۲۶۹، صواعق محرقہ ص ۲۲۰، مینا بیع المودۃ ص ۳۲)

البدایہ والنہایہ ص ۲۲۳، نزل الامبار ص ۱۰۰ یعنی ہم نے آلِ محمد کے سرداروں کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور بدر کا بدلہ لے لیا ہے، اب حساب برابر ہو گیا ہے.....“ یزید وہ ظالم شخص ہے جس کے دورِ حکومت سے حضور اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس زمانہ سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کرتے تھے نیز یزید وہ بد بخت شخص ہے جس کی پیدائش سے بھی تقریباً ۲۰ برس پہلے اس کا نام لے کر اس کا فاسق و فاجر ہونا بیان فرما دیا تھا، چنانچہ تمام محدثین مہلک امتِ نوحوان بے وقوف حاکموں میں سے پہلا ظالم اور بے وقوف نو عمر حاکم یزید بے نصیب کو قرار دیتے ہیں اس ظالم کی پیرہ دستیاں اس کتاب میں جا بجا کبھری پڑی ہیں اور زمانہ انہیں جانتا ہے تو جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو فرمایا تھا، وہ بیان

مصطفوی مد نظر رکھ کر ذرا مفصلہ فرمائیں کہ جب خاندان نبوت کے ایک فرد کو قتل کرنے والے سے حضور اتنی نفرت فرما رہے ہیں کہ اس کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں فرما رہے تو تمام اہل بیت الہار کو تیغِ ظلم سے فوج کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی نفرت ہوگی۔ اور کیا شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر اس ظالم کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیں گے اور کیا اس رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ لامتناہی سے اس ظالم کو کچھ حصہ مل سکے گا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رحمتِ کاملہ کے بغیر انسان کو چارہ نہیں جن کے وسیلہٴ جلیلہ کے بغیر رحمتِ خداوندی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ وسیلہٴ رحمتِ خداوندی قیامت کے دن جب انبیاء بھی اذہموا لی غیبی فرما رہے ہوں گے اس یزیدِ پلید کا چہرہ دیکھنا گوارہ فرمائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب آپ خاندانِ نبوت کے ایک قاتل کے صحیح مسلمان ہو جانے کے بعد بھی اس کا چہرہ دیکھنے کے روادار نہیں ہیں تو تمام خاندان کے قاتل کا چہرہ دیکھنا آپ کیسے گوارا کر لیں گے اور جو بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا وہ الٰہی بکثرتِ دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوا اور عذابِ الہی میں گرفتار ہوا۔

ابتلائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حظ وافر عطا فرمائے اور غضبِ مصطفیٰ اور قہرِ الہ سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یا رب العالمین بحاجہ سید المرسلین - اللھم ارزقنا حیک وحب حبیبک وحب من یحبک وحب عمل یقرینا الیک و احفظنا من غضب رسولک - آمین ثم آمین

حدیث منہ - عن ابی ذر اسہ	ترجمہ - حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
قال وهو اخذ بباب الکعبة	نے بابِ کعبہ کو پکڑ کر فرمایا میں نے

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول ان مثل اهل ینق
 فیکم مثل سفینة نوح من
 رکبها نجا ومن تخلف عنها
 هلك رواه احمد -
 (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 سنا آپ نے فرمایا بے شک تم میں میری
 اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی
 کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوگی نجات
 پاگی اور اس کشتی سے جس نے تخلف کیا
 وہ ہلاک ہوگی۔ اس حدیث شریف کو حضرت
 امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت اطہار کو حضرت نوح علیہ السلام
 کی کشتی کی مانند امت محمدیہ کے لیے باعث نجات قرار دیا۔ جیسا کہ جو بھی حضرت
 نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے رہ گیا وہ ضرور ہلاک ہو گیا چاہے وہ آپ کا سگا بیٹا
 ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس شخص نے اہل بیت کرام کی مودت و اطاعت
 کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ بھی ضرور بالفور تباہ و برباد ہو گیا چاہے وہ کون
 بھی ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ناخذینا واصحاب السفینۃ ۲ عنکبوت
 یعنی ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو اور آپ کے تمام کشتی والے ساتھیوں کو۔
 قارئین کرام کرواریزید کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید بے دید سفینہ اہل
 بیت میں سوار ہوا ہے؟ ضرور آپ کے ہوش و خرد سے آواز بلند ہوگی ”نہیں
 ہرگز نہیں“ بلکہ اس ظالم نے تو سفینہ اہل بیت کو تادمہ مقدور پاش پاش کرنے
 میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ خاندان نبوت کے ساتھ اس بے دید نے کیا کچھ نہیں کیا
 حتیٰ کہ عارف حقانی امام ربانی حضرت جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ
 فرماتے ہیں ”در بد بختی او کرا سخن است کارے کہ آن بد بخت کردہ ہیچ کافرو
 فرنگ نمکند (مکتوبات شریف ۲ ص ۳۳) یعنی یزید بد نصیب کی بد بختی میں کیا شک

ہے جو کام اس بد بخت نے کئے کوئی کافرو فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔ محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی امام ربانی کے ہم نوا ہیں آپ فرماتے ہیں ”ہماری رائے کے مطابق یزید مغضوب ترین انسان ہے اس بد بخت نے جو کارہائے بد سرا انجام دیئے ہیں کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین اور اہانت اہل بیت (تکمیل الایمان ص ۸۷) غیر مقدمہ حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان رقمطراز ہیں ”خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے (تیسیر الہادی ص ۹۷) مشہور دیوبندی محدث، مفسر اور فقیہ مولانا سید امیر علی لکھتے ہیں ”یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی (تفسیر مواہب الرحمن سورہ حشر) مقدمہ میں ممتازین تو جو کچھ فرما چکے ہیں وہ کچھ آپ پڑھ چکے اور کچھ آگے پڑھ لیں گے۔ ان کے فرامین سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو پھر بھی یزید بے دید کے اپنے اشعار ہی اس کی ہر برائی کی گواہی دینے کے لیے کافی وافی ہیں۔ اہل بیت اطہار میں سے اس وقت سفینہ اہل بیت کے سربراہ حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے متعلق ذرا یزید عنید کا نظریہ دیکھیں اور مفصلہ فرمائیں کہ یزید بے دید کے متعلق جو جو الفاظ اس کے عقیدت مند حضرات کی طرف سے بولے جاتے ہیں کیا وہ ان بزرگیوں اور عظمتوں کا مستحق ہے؟ شعر ملاحظہ ہو!

ناکل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعضاء والحساد
یعنی ابن زیاد میرا وہ دوست ہے جس نے (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کیا
اور یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے (مذکرہ الخواص ص ۹۷)

یعنی معاذ اللہ یزید عنید۔ سبط خیر الامام، علامت اسلام، روح ایمان حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو خارجی کہہ رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ حصین ہیں جن کے متعلق مخیر صادق علیہ السلام صرف جنتی ہی نہیں بلکہ جنتی جوانوں کے سردار ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ اب آپ خود مفصلہ فرمائیں کہ ”خارجی“ کا لفظ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بے نصیب میں سے کس نام کے ساتھ لگانا پسند فرمائیں گے۔ یقیناً آپ اس غلط لفظ کی نسبت امام پاک کی طرف کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکیں گے بلکہ ہر صاحب ایمان کا یہی ایمان ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی طہارت و نہایت زبان و ماہی نطق عن الہوی سے ادا ہو چکی ہے ان کے متعلق کسی ناپاکی و نجاست کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ اکابرین اسلاف نے جو الفاظ یزید عنید کے حق میں استعمال فرمائے ہیں ان میں ایک اس لفظ کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور یوں کہا جائے۔ یزید خارجی، مروان خارجی، شمر خارجی، ابن زیاد خارجی، خولی خارجی مسلم بن عقبہ خارجی، حصین بن نمیر خارجی وغیرہ وغیرہ۔ بقولے شخصے!

کارے پا کاں راقیاس از خود مگسیر
گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

باب ۳ حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ کیا یزید جنتی ہے؟

چونکہ اس سے قبل یزید بنید کی مذمت سے متعلق اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دس (۱۰) احادیث مبارکہ پیش کی گئی ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ ہی جو حدیث یزید دوست حضرات یزید کی نجات و مغفرت کے بارے میں پیش کرتے ہیں اس کا بھی تحقیقی جائزہ مفصل و مدلل پیش کر دیا جائے تاکہ صاحب عقل و دانش حضرات اس مسئلہ میں مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں اور حق ٹکمر کر سامنے آجائے اور ویسے بھی یزید دوست حضرات کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر ان حضرات نے ایک عالم سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہماری اس تحقیقی وضاحت کے بعد کوئی صاحب فہم و ذکا، شخص اس مسئلہ میں متذہب نہیں رہے گا نیز انشاء اللہ تعالیٰ اس مکمل و اکمل تحقیق کو تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر پڑھ لینے کے بعد کوئی سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش بھی نہیں کرے گا۔ البتہ جس شخص نے ”میں نہ مانوں“ کی گردان پورے صیغوں کے ساتھ یاد کر رکھی ہے اس کے لیے دفتر تاپیدا کنار بھی بے کار ہے۔ بقولے اقبال :

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر!

و ما ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس پر ایمان لاتے ہوئے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو ضد و عناد اور بغض و تعصب کی لعنت سے بچائے۔ آمین

تو جناب جو ایک حدیث یزید دوست حضرات اس کے جنتی ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ بخاری شریف جلد ۱ ص ۱۴۴ پر اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا اسحاق بن یزید دمشقی حدثنا يحيى بن حمزة قال حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان ان عمير ابن الاسود العنسي حدثه انه اتى عبادة ابن الصامت وهو نازل في ساحل حمص وهو في بناء له ومعه امرحرام قال عمير فحدثتنا امرحرام انها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول اول جيش من امتي يغزون البحر قد اوجبوا قلت امرحرام قلت يا رسول الله انا فيهم قال انت فيهم ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم اول جيش من امتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت انا فيهم يا رسول الله قال لا۔

ترجمہ :- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا انکے لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دارالخلافہ پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا نہیں یہ ہے وہ ولایت

جس سے غلط استدلال کر کے ایک دشمن اہل بیت، شریانی، زانی بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کو زبردستی جنتی قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اب ذرا اس روایت کا درایت کے لحاظ سے تحقیقی جائزہ لیں۔ یہ روایت مضطرب ہے۔ ۲، ۱، ۲، ۱

اسی بخاری شریف میں انہی حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرہ والی روایت ص ۳۹، ۴۰ اور ص ۳۹ پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے یوں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام کے گھر آرام فرماتے ہیں حضرت ام حرام حضور کی رضاعی خالہ ہیں اور بیدار ہو کر مسکراتے ہیں۔ حضرت ام حرام کے پوچھنے پر ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنی امت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو کہ دریا پر سوار ہو کر جنگ کر رہا ہے۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمائے۔ آپ نے فرمایا تم ان ہی میں سے ہو۔ آپ پھر آرام فرماتے ہیں اور پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکرانے کا سبب دریافت کرتی ہیں اس پر آپ کے جوابی ارشاد کے الفاظ بخاری ص ۳۹ پر ہیں قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ کما قال فی الاولی - اور ص ۳۹ پر الفاظ ہیں فقال لہا مثل ذالک اور ص ۳۹ والی روایت میں یہاں یہ الفاظ ہیں فقال مثل ذالک مرتبین او ثلاثا یعنی آپ نے دو یا تین مرتبہ اسی پہلی بات کو دہرایا جو کہ آپ پہلی بیداری کی مسکراہٹ پر حضرت ام حرام کو مسکرانے کا سبب پوچھنے پر ارشاد فرما چکے تھے۔ اب ذرا اس حدیث کو ابتدا سے دوبارہ پڑھیں اور دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضور نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا کہ ”میں نے اپنی امت کا ایک لشکر دیکھا ہے جو دریا پر سوار

ہو کر جنگ کر رہا ہے۔" تو ثابت ہوا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح کسی دوسرے دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنے والے لشکر کو ملاحظہ فرمایا تھا اور اس پر بھی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ اب آپ فرق خود ملاحظہ فرمائیں کہ ان دونوں روایات میں نہ تو دو طرح کے یعنی بری اور بحری لشکروں کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی لشکر کے لئے کسی مخصوص بشارت کا ذکر ہے۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت مسلم شریف ۱۷۱ ص ۱۲ پر بھی چار مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ ان روایات میں آپ کے دوسری مرتبہ مسکرانے کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاولیٰ اور فقال مثل مقالہ۔ یعنی آپ نے دوسری مرتبہ بھی وہی بات دہرائی جو کہ آپ پہلے ارشاد فرما چکے تھے، تو پہلی مرتبہ تو آپ نے ایک بحری جنگ کا تذکرہ فرمایا تھا ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ بھی آپ نے کسی اور بحری جنگ کا ہی تذکرہ فرمایا تھا ۸، ۹، ۱۰۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت ابو داؤد شریف ۱۷۱ ص ۱۲ پر تین مختلف طریقوں سے مروی ہے وہاں بھی بخاری اور مسلم کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے مسکرانے کے سبب کے جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں فقال مثل مقالہ۔ یعنی حضور نے دوسری مرتبہ بھی پہلے لشکر ہی کی طرح ایک اور بحری غزوے کی پیشین گوئی فرمائی ۱۱، ۱۲۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت نسائی شریف ۱۷۱ ص ۱۲ پر بھی دو مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ وہاں بھی بخاری مسلم اور ابو داؤد کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرانا اور حضرت ام حرام کے مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاولیٰ اور فقال مثل مقالہ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ایک بھری لشکر کا تذکرہ فرمایا ۱۲۔ اسی طرح حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرے والی روایت ترمذی شریف ۱۷۱ پر بھی موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضرت ام حرام کے دوسری مرتبہ کی مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوابی ارشاد ہے۔ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ نحو ما قال فی الاول۔

یعنی آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اسی طرح جیسے کہ آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا "اب آپ یقیناً بغیر سوچے یہ جواب دے سکیں گے کہ پہلی مرتبہ کا بیان فرمودہ لشکر کس طرح جنگ کر رہا تھا۔ اس حدیث میں پہلے لشکر کی حالت یوں بیان کی گئی ہے۔

یرکبون تبیع ہذا البصر ملوکا علی الاسرة یعنی وہ پانی کے درمیان میں پانی پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں۔ ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ دکھلایا جانے والا لشکر بھی بھری ہی تھا جو کہ پانی پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے ۱۲۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف ۱۹۹ پر بھی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ترمذی نسائی اور ابوداؤد کی روایات بالا کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے بعد ارہو کہ مسکراہٹ پر حضرت ام حرام کے استفسار پر جوابی ارشاد کے متعلق روایت کے الفاظ ہیں فاجابھا مثل جوابھا الاول، یعنی حضور نے حضرت ام حرام کو پھر بعینہ ہی جواب ارشاد فرمایا جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ اس روایت کے پہلی مرتبہ کے الفاظ ہیں

ناس من امتی عرضوا علی یرکبون ظہر ہذا البصر کا ملوک علی الاسرة۔ یعنی میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو دریا کی

پشت پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں ثابت ہوا کہ آپ جب دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرائے تو پھر بھی آپ نے پہلے ہی کی طرح کسی اور بحری جنگ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی

قارئین کرام حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہ دو غزوات والی روایت صرف صحاح ستہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اکثر کتب احادیث اور تقریباً تمام تواریخ اسلام میں بھی موجود ہے مشہور دیوبندی مصنف مولوی محمد یوسف صاحب کانپوری نے اپنی کتاب حیاۃ الصحابہ ص ۶۴۲ اور مولوی زکریا صاحب دیوبندی نے تبیین جماعت کے نصاب میں حکایات صحابہ کے باب میں ص ۱۳۵ پر بھی یہی روایت نقل کی ہے، لیکن میں فی الحال اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف صحاح ستہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے (برغم خود اہلحدیث) حضرات ان احادیث کو بھی ضرور مانیں گے۔ شاید کسی کو ذہن کے خیال میں یہ بات آئے کہ آپ نے فقال مثل مقاتلہ، کما قال فی الادلی، فاحیا بہا مثل جوابہا الادل، نحو ما قال فی الادلی اور فقال لہا مثل ذالک۔

وغیرہ کے الفاظ سے بحری جنگ مراد لے لی ہے کیا ان الفاظ سے کسی اور نے بھی یہ مراد لی ہے؟ تو آئیے جناب میں صحاح ستہ ہی کی ایک حدیث شریف سے ان الفاظ کی وضاحت کرتا ہوں۔ صاحب عقل و دانش حضرات غور فرمائیں اور اگر توفیق الہی شامل حال ہو تو ایمان بھی لائیں۔

فلما قدم السریة سلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقام احد الاربعة فقال یا رسول اللہ الم ترالی علی بن
ابی طالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل مقاتلہ فاعرض عنہ ثم

قام الیہ الثالث فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب يعرف في وجهه فقال ما تريدون من علي ما تريدون من علي ما تريدون من علي ان عليا مني وانا منهم وهو ولي كل مؤمن من بعدى - (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۳)

یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک شکر اسلام میں شامل ہوئے اور فتح کے بعد واپسی پر آپ نے مالِ غنیمت میں سے بطور خمس (قبل اس سے کہ تمام مال غنیمت حضور کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا اور پھر آپ تقسیم فرماتے) وہیں پر ایک بونہی لے لی۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا چنانچہ جب یہ شکر والے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو چار آدمیوں نے اس بات کی حضور کے سامنے شکایت کی ایک کھڑا ہوا اور اس نے تمام واقعہ بیان کیا لیکن حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقالته) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقالته) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اس نے بھی انہی کی طرح بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار نظر آرہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو۔ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔“

ناظرین کرام! اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ اس میں ”فقال مثل مقالته“ کے وہی الفاظ ہیں جو روایت ام حرام میں مذکور ہیں۔ تو جناب

جب ایک آدمی نے حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر حضرت علی کی شکایت کی تھی اور اس کے بعد دوسرا آدمی کھڑا ہوا "فقال مثل مقالته" یعنی اسی نے بھی حضرت علی کے بارہ میں بارگاہ نبوی میں وہی شکایت کی جو پہلا کر چکا تھا۔ پھر تیسرا آدمی کھڑا ہوا۔ "فقال مثل مقالته" اس نے بھی وہی کچھ کہا جو اس سے پہلا کر چکا تھا۔ اب آپ حضور فرمائیں کہ وہ چاروں شخص باری باری اُٹھ کر ایک ہی واقعہ بیان کر رہے تھے یا ہر کوئی کسی دوسرے آدمی کے متعلق کوئی اور واقعہ بیان کر رہا تھا۔

ظاہر بات ہے کہ چاروں باری باری اُٹھے اور ایک ہی طرح کا واقعہ بیان فرمایا اور اس کے علاوہ کوئی اور صورت تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تو جناب! جب اس حدیث میں راوی کے "فقال مثل مقالته" کے الفاظ ایک ہی طرح کے واقعہ پر دلالت کر رہے ہیں تو حضرت ام حرام کی روایت میں یہی الفاظ دونوں مرتبہ کے ایک ہی طرح کے واقعے ہونے پر کیوں دلالت نہ کریں گے۔

لہذا یہ بات اس دلیل قاہرہ سے ثابت ہو گئی کہ حضرت ام حرام کی روایت میں حضور کے بیان فرمودہ دونوں لشکر بحری ہی تھے کیونکہ وہاں بھی دوسری مرتبہ کے متعلق یہی "فقال مثل مقالته" کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جناب! جس بخاری کی روایت سے آپ اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرما رہے ہیں اگر اسی بخاری سے میں اپنا صحیح مدعا ثابت کر دوں تو پھر تو شاید آپ کو یہ وضاحت ماننے سے کوئی انکار نہ ہو گا۔ ویسے فرمانِ خداوندی خطیب علی قلوبہم فہم لا یفقیہون کے تحت اس بات کی اُمید بہت کم ہے الا انشاء اللہ تو اُنہی جناب آپ کی پیش کردہ شاذ اور مضطرب روایت کی نوک پلک متواتر مرفوع اور صحیح حدیث سے سنوارتے ہیں۔ پڑھیں اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایمان بھی لائیں۔ تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللہ علیہ

قالت: فقلت ما يفعلك يا رسول الله؟ فقال ناس من امتي
عرضوا على غزاة في سبيل الله يركبون شجر هذا البحر
ملوكا على الاسرة او قال مثل الملوك على الاسرة قلت ادع
الله ان يجعلني منهم فدا ثم وضع راسه فنام ثم استيقظ
يضحك فقلت ما يفعلك يا رسول الله قال ناس من امتي
عرضوا على غزاة في سبيل الله يركبون شجر هذا البحر ملوكا
على الاسرة او مثل الملوك على الاسرة فقلت ادع الله ان يجعلني منهم
قال انت من الاولين (بخاری شریف ۲ ص ۹۱۹)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرما رہے ہیں پھر
آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکراتے کا سبب دریافت کرتی
ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری اُمت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی
راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر
بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ
اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر آپ نے سر رکھا
اور سو گئے پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام نے پھر مسکراتے کا
سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا اب میرے سامنے میری اُمت کے کچھ لوگ پیش
کیئے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اور دریا کے درمیان (کشتیوں پر)
اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام نے پھر عرض کی
یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے
آپ نے فرمایا نہیں تم پہلوں میں سے ہو۔“

یقیناً اس حدیث شریف کی اتنی کھلی وضاحت کے بعد ہر وہ قلب و دماغ

جس کا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان ہے ضرور بالضرور مکمل و اکمل طور پر مطمئن ہو گیا ہو گا۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ میں اگر کوئی ایہام پیدا ہو جائے تو اس میں سب سے زیادہ معتبر اور قابل قبول وہ حل ہوتا ہے جو بزبان خیر صادق علیہ السلام ادا ہو۔ پہلی تمام روایات اور بخاری کی اس روایت میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا بیان و کلام ایک ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں راوی نے حضور کا ایک مرتبہ کا فرمان نقل کر دیا اور دوسری مرتبہ صرف اتنا ہی کہہ دیا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ارشاد فرمایا۔ لیکن اس روایت میں راوی نے بجائے اقتصار سے کام لینے کے دوسری مرتبہ بھی آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ پورے کے پورے نقل کر دیے ہیں اور بالکل صاف صاف بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ دو مختلف بڑی شکریں کا ذکر کیا ہے ایک میں حضرت ام حرام کی شمولیت ہو سکے گی اور دوسرے میں نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین و بھنہ ہمارا مدعا بخاری شریف کی صحیح حدیث سے بالکل صاف ثابت ہو گیا ہے اور ہم نے اپنی کسی لمبی چوڑی تقریر کے زور سے کوئی کمزور استدلال نہیں کیا۔ اب تو یقیناً کسی کو کوئی انکار نہ ہو گا۔

البتہ: آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا!

آئیے اب ذرا دیکھیں کہ اس حدیث پر شاہین محدثین نے اس کی کیا شرح فرمائی ہے تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ ہم اکیلے نہیں بلکہ کوئی اور بھی ہمارا ہم خیال ہے۔

یہ روایت شاذ ہے، شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے

ہیں: ثم وضع رأسه فنام - ثم قام ثانية فقامت مثل قولها

فاجابها مثلها۔ وكل ذلك شاذ والمحموظ من طريق انس مساتفقت عليه روايات الجمهور۔ قلت وظاهر قوله فقال مثلها ان الفرقة الثانية يركبون البحر ايضا وقال القرطبي الاول في ادل من غز البحر من الصحابة والثانية في اول من غز البحر من التابعين۔

(فتح الباری شرح بخاری ص ۶۳ طبع بیروت)

یعنی اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روایتیں مذکور ہیں ان میں سے جو روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کی گئی ہے وہ بالکل محفوظ ہے اور جمہور (محدثین) کی روایات بھی اس سے اتفاق کرتی ہیں (الحمد للہ ہم نے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں نقل کی ہیں سب کی سب حضرت انس بن مالک سے روایت ہیں) علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں فقال لھا مثلھا کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ دوسرا لشکر بھی پہلے لشکر کی طرح بحری ہی تھا۔ اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلا بحری لشکر صحابہ کرام کے زمانہ میں گیا تھا اور دوسرا بحری لشکر تابعین کے زمانہ میں گیا تھا۔ نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے۔

شاذ کی تعریف۔ ان الشاذ ما رواه المقبول مخالفا لمن هو اولی منه

(نخبۃ الفکر ص ۵) الشاذ هو الحديث الذي يتفرده بثقة من الثقات وليس له اصل متابع لنا الا الثقة فلم يعتد بالخالفه۔ نزہۃ النظر ص ۵

یعنی شاذ روایت وہ ہے جو کوئی مقبول راوی اپنے سے

اولی راوی کے خلاف نقل کرے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

چند روایات بخاری میں ہیں جن میں ثقہ راویوں میں سے کوئی راوی ایسا منقول ہو کہ اسکی متابعت کی کوئی اصل نہ ملے پس اس کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

یاد رہے جو روایت بخاری ص ۱۴۸ والی یزید دوست حضرات پیش کرتے ہیں وہ حضرت انس سے مروی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی کی تحقیق کے مطابق وہ روایت شاذ ہوئی اور ظاہر بات ہے کہ متواتر اور محفوظ روایت کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے

یہ روایت منکر ہے۔ نیز فرماتے ہیں و لکن قیدہ بالثقة۔ یعنی یہ بات ضروری ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہوں کیونکہ ان الشاذ والمنکر کلاهما ضعیف لکن الشاذ رواۃ قد یؤخذون مقبولا والمنکر رواۃ الضعیف یعنی شاذ اور منکر ہوتی تو دونوں ہی ضعیف ہیں لیکن شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔ و یفترقان فی ان راوی الشاذ مقبول و راوی المنکر ضعیف۔ اور شاذ اور منکر روایت میں صرف یہی ایک فرق ہوتا ہے کہ شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

چند غور طلب امور ۱۔

۱۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت انس کو اسی طرح روایت پہنچی تھی تو غور طلب بات یہ ہے کہ اولاً تو حضرت انس بنا واسطہ خود اپنی سگی خالہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور پھر آپ ۲۔ حضرت ام حرام کے سامنے تمام زندگی اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن حضرت ام حرام نے نہ انہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی بری اور بکری دو طرح کے شکروں کے متعلق تصحیح فرمائی۔ یاد رہے کہ حضرت ام حرام کا انتقال حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں ۳۵ھ میں ہوا تھا۔

۲۔ اگر بالفرض والہامال حضرت ام حرام نے حضرت انس کو وہ مختلف الواقعة،

شاذ اور مضطرب روایت نہیں، بتائی تو جب آپ مدینہ شریف میں بیٹھ کر تمام زندگی دونوں دفعہ کے لشکر بحری بیان فرماتے رہے تو آپ کے خالو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس اختلاف واقعہ سے کیوں باخبر نہ کر دیا

۴۔ دونوں دفعہ کے لشکر بحری ہونے والی روایت حضور کے ایک صحابی حضرت انس بن مالک اپنی سگی خالہ صحابیہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور مدینہ شریف میں تمام صحابہ کے سامنے اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن بری اور بحری جنگ والی روایت محض کارہنے والا ایک آدمی بیان کر رہا ہے اور آگے شامیوں سے ہی وہ روایت بیان کرتا رہا۔ کسی صحابی کے سامنے کبھی یہ روایت بیان نہیں کی گئی۔ ۵۔ اگر بالفرض والجمال حضرت عبادہ بن صامت محض میں جا کر یہ روایت اس طرح سنا آئے تھے تو تمام زندگی مدینہ شریف میں آپ نے وہ روایت کسی کے سامنے کیوں بیان نہ فرمائی۔

۶۔ ان دونوں روایتوں میں واقعات والفاظ کا اتنا فرق ہے کہ کسی طرح ان دونوں مختلف الواقعہ روایتوں کی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ مثلاً..... !

صحاح ستہ کی دیگر روایتیں

محض والی روایت

۱۔ اس روایت میں ویسے ہی کہیں بیٹھے ہوئے حضور کا ایک واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔
 دیگر تمام روایات میں حضور کا آرام فرمنا اور ہر دو مرتبہ بیدار ہو کر ایک ایک لشکر کی خبر دینا بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ اس روایت میں ہر دو شکروں کیلئے حبش اولیٰ کی قید ہے۔
 دیگر روایات میں یہ قید کہیں مذکور نہیں ہے۔

۳۔ اس میں حبش اولیٰ کے لیے وہب حبش کی بشارت مذکور ہے۔
 دیگر روایات میں اس لشکر کے لیے کسی خصوصی بشارت کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

۱۴ اس روایت میں مذکور جیش ثانی مدینہ
 قیصر پر حملہ آور ہو گا
 ۱۵ اس روایت میں مذکور دوسرے
 لشکر کیلئے منفرت کی بشارت مذکور ہے۔
 ۱۶ اس روایت کے الفاظ و واقعات
 کی ۱۲۴۰۰۰ صحابہ یا تابعین میں سے
 کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور نہ ہی یہ
 روایت ان شامیوں کے علاوہ کسی
 اور سند سے بیان کی گئی ہے۔
 ۱۷ اکابر اسلاف میں سے کسی محدث،
 مفسر یا مؤرخ نے اس روایت کی تائید
 کرتے ہوئے دیگر روایات پر
 اعتراض نہیں کیا۔

دیگر روایات کے مطابق دوسرا لشکر
 بھی دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنا والا ہے۔
 دیگر روایات میں اس بشارت کا
 کہیں نام و نشان تک نہیں ہے۔
 حضرت انس کی روایت خود بخاری نے
 تین سندوں سے مسلم نے چار سندوں سے
 ابو داؤد نے تین سندوں سے نسائی نے
 دو سندوں سے، ترمذی اور ابن ماجہ نے
 ایک ایک سند سے بیان فرمائی ہے۔
 جبکہ ان روایات کی تائید اور اس شامی
 سند والی روایت سے اختلاف کرتے
 ہوئے مفسران کثیر رقمطراز ہیں۔

تقریباً ۱۰۰۰ صحابیوں (البدایہ والنہایہ ۷/۲۲۲) یعنی
 بخاری اس روایت میں صحاح ستہ کے اصحاب میں بالکل اکیلے ہیں۔

یعنی دو طرح کی بحری اور بری جنگ اور پھر پہلے لشکر کے لیے وجہ جنت
 اور دوسرے لشکر کے لیے منفرت کی بشارت والی روایت میں بخاری تمام محدثین
 صحاح ستہ میں بالکل اکیلے ہیں اور کسی کتاب و روایت سے ان کی اس انفرادیت
 کی تائید نہیں ہوتی۔

۱۸ اور تو اور خود بخاری بھی اسی اپنی صحیح میں اس روایت بشارت سے چند
 صفحے قبل دیگر محدثین کرام کی طرح حضرت انس والی روایت تین مختلف طریقوں سے

(ص ۲۹۱، ص ۴۰۳، ص ۴۰۴ پر) بیان کی ہے جس میں دونوں لشکر ایک ہی طرح کے بیان کئے گئے ہیں اور کسی لشکر کے لیے کوئی خصوصی بشارت بیان نہیں کی گئی بلکہ آگے جاکر بخاری نے (ص ۹۲۹ پر) یہی حضرت انس والی روایت بیان کرتے ہوئے بغیر کسی اشارے کنائے کے بالکل صاف صاف لکھ دیا اور تسلیم کر لیا ہے کہ واقعی دونوں دفعہ حضور کے بیان فرمودہ لشکر بکری ہی تھے اور آپ نے ان کیلئے کوئی مخصوص بشارت بھی بیان نہیں فرمائی۔ باقی تمام محدثین تو ایک طرف خود بخاری نے ہی اپنی اس روایت میں اضطراب پیدا کر دیا۔

۹۔ یہ تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ صاحب فتح الباری شرح بخاری علامہ عسقلانی حضرت انس والی روایت کو محفوظ اور اس کے علاوہ دیگر (شامی سند والی) روایت کو شاذ قرار دے چکے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ روایت مدرج ہے۔ اس وضاحت کو بغور پڑھنے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ایک ہی راویہ سے الفاظ و واقعات کا جو تافرق بیان کیا گیا ہے، وہ اختلاف اور بشارت و مغفرت کے الفاظ مذکورہ راویہ کی طرف سے نہیں بلکہ بعد کے کسی راوی کی طرف سے روایت میں اضافہ کیا گیا ہے۔

اس لحاظ سے یہ منفرد اور شاذ روایت مدرج المتن کے حکم میں آجاتی ہے نیز ہمہ النظر شرح نخبۃ الفکر علامہ عسقلانی شارح بخاری المقدمہ ترمذی ص ۲۸ پر علامہ جہاٰنی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں۔ هو ما درج فی الحدیث من کلام بعض الرواة فیظن انه من الحدیث۔ یعنی راوی کی طرف سے حدیث میں کوئی فقرہ لگا دینا اور گمان یہ ہو کہ یہ فقرہ بھی حدیث کا ہے۔ اور ظاہر ہے حضور مخرصادق علیہ السلام کے ارشاد فرمائے ہوئے الفاظ و واقعات کے مقابلہ میں اہل اسلام کسی راوی کے اضافہ شدہ الفاظ کو کب قابل قبول سمجھ سکتے ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے بھی

ان کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہوگی۔
منظور ہے گذارش احوال واقعی اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے
حدیث قسطنطنیہ کے راوی

قارئین کرام! الفاظ حدیث پر مخقر مگر جامع و مدلل بحث کرنے کے بعد اب
ذرا اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہیں اور اس روایت کے راویوں کی تحقیق
کرتے ہوئے روایت کے صحت و سقم کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی یہ
ہیں ۱۔ اسحاق بن یزید دمشقی ۲۔ یحییٰ بن حمزہ دمشقی ۳۔ ثور بن یزید حمصی ۴۔ خالد
بن میان حمصی ۵۔ عیمر بن اسود عسلی۔

اولاً تو صاحب بصیرت حضرات کے سمجھنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ
اس منفرد شاذ اور مدرج روایت جس سے یزید دوست حضرت یزید عنید کی مغفرت
پر استدلال کے لیے اعتدال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، کے تمام راوی شامی ہیں
جیسا کہ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والاسناد کلدہ شامیون
(فتح الباری شرح بخاری ۷ ص ۷ طبع بیروت) اور شامیوں کے دل میں اہل بیت
کرام کی جو کچھ عظمت و محبت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بخاری شریف
کے صفحہ ۵۳ اور ص ۸۸ پر اور دیگر کتب صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما کی ایک روایت ہے۔ سألہ رجل عن دم البعوض فقال ممن انت
تقال من اهل العراق قال انظر والی هذا یسألنی عن دم البعوض
وقد قتلوا ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال النبی صلی
الله علیه وسلم هما ریحاننا من الدنیا۔

ترجمہ: کہ آپ سے ایک آدمی نے مجھ سے خون کے بارے
میں (احرام کی حالت میں پھر مارنا) مسئلہ پوچھا۔ آپ نے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا

ہے اُس نے کہا عراق کا۔ آپ نے فرمایا لوگو اس عراقی کو دیکھو، یہ مجھ سے مجھ کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیارے نواسے کو شبہ کیا ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ دونوں شہزادے (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔“ ان شامیوں کی زبان بے لگام سے خاندان بنو اُمیہ کی تعریف کوئی تعجب والی بات نہیں ہے بلکہ وہ تو بنو اُمیہ کی محبت میں اتنے سخت ہیں کہ انہوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنو اُمیہ کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (لبستان المحمّدین ص ۱۱۱) لہذا کسی شامی راوی سے یہ بات بالکل بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب خلیفہ یزیدؓ کے لیے کی شان کو چار چاند لگانے کے لیے کسی روایت میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرے البتہ اس اضافے کی شرعی طور پر کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اب ذرا ان راویوں کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ روایت کا ضعف بالکل واضح ہو جائے۔ مذکورہ روایت کا پہلا راوی ہے اسحاق بن یزید دمشقی۔ اس کا اصل نام اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے اور یہ اپنے والد کی بجائے دادا کی نسبت سے معروف ہے (تقریب التہذیب ص ۲) اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ قال ابن ابی حاتم سمعت ابازرعة يقول ادرکنا ولا نکتب عنه وروی له الازدی فی الضعفاء

قال ابن عدی دھذا غیر محفوظ (تہذیب التہذیب ص ۲۱۹)

یعنی حضرت ابوزرعم فرمایا کرتے تھے اسحاق بن یزید ہمارا ہم عصر تھا لیکن ہم (اس کے نامعتبر ہونے کی وجہ سے) اس کی روایت نہیں لکھا کرتے تھے اور ازدی نے اسے ضعیف (نامعتبر) راویوں میں شمار کیا ہے اور ابن عدی نے اس کی بیس

روایتیں نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ اس کی روایت کردہ یہ تمام روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن عدی کا یہ بیان نقل کر کے اس کی ان بیس حدیثوں کو غیر محفوظ لکھا ہے (میزان الاعتدال ص ۱۸۱) اس روایت کا دوسرا راوی ہے یحییٰ بن حمزہ دمشقی، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وکان یرمی بالقدر... عن ابن معین کان قد مر یا (تہذیب التہذیب ص ۱۸۱) یعنی یحییٰ بن حمزہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تھا بلکہ وہ قدری تھا۔ حضرت ابن معین بھی یہی فرماتے ہیں۔ نیز شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رحمی بالقدر یعنی یہ قدری تھا (تقریب التہذیب ص ۲۷۷) علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کے ہمنا ہیں آپ فرماتے ہیں کان یرمی بالقدر یعنی وہ قدری تھا (میزان الاعتدال ص ۱۸۱) اس روایت کا تیسرا راوی ہے ثور بن یزید گھسی، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ثبت الا انه یرمی القدر۔ یعنی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ثور بن یزید قدری تھا (تقریب التہذیب ص ۵۲) علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں قال ابن معین ما رأیت احدا یشک انه قدری قال احمد بن حنبل کان ثور یرمی القدر وکان اهل

حمص نفوة واخرجوه۔ وقال ابو مسهر عن عید الله بن سالم قال اد رکت اهل حمص وقد اخرجوا ثورا وحرقوا داره بکلامه القدر۔ کان الاوزاعی سیئ القول فی ثور عن ابی رواد انه کان اذا اتاه من یرید الشام قال ان بها ثورا فاحذر لا یطعمک بقر نیه۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۷۷ میزان الاعتدال ص ۱۸۱)

(مقدمہ فتح الباری ص ۲۷۷) یعنی ابن معین فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

عنہ فرماتے ہیں ثور قدری تھا اور اس کے شہر والوں نے اسے اپنے شہر سے قدری ہونے کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ نیز حضرت عبداللہ بن سالم فرماتے ہیں، میں نے دیکھا اہل حمص نے ثور کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور اس کے گھر کو جلا دیا تھا۔ علامہ اوزاعی اس کو غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔ ابن رواد فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی ملک شام کو جائے تو خیال رکھے کہ وہاں ایک بیل رہتا ہے (ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں) اس سے بچ کے رہنا کہیں وہ اپنے سیگوں سے تجھے کچل نہ ڈالے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بھی دیگر ائمہ رجال کے ہمنوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں انہ کان قدریا۔ یعنی بے شک ثور بن یزید قدری تھا (تہذیب التہذیب ۲ ص ۳۳۷) نیز فرماتے ہیں کان الاوزاعی یتکلم فیہ ویسبحہ وقال عبد اللہ بن احمد عن ایبہ ثور بن یزید کان یری القدر۔ فنبھی مالک عن عیالستہ ولیس لیمالک عنہ روایۃ۔ اوزاعی اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی برائی بیان کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ ثور قدری تھا، امام مالک اس کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے اور امام مالک اس کی روایت نہیں لیا کرتے تھے۔ چونکہ اس حدیث کے دو راوی یحییٰ بن حمزہ اور ثور بن یزید قدری ہیں لہذا ہم زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدریوں کے متعلق کیا ہوا فیصلہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المریئة والقدریۃ۔ (ترمذی شریف ۲ ص ۲۸۰) (ازالۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۲۵۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ان میں سے ایک مرتبہ ہیں اور دوسرے قدری“

قدریہ کا معنیہ کفریہ! القداریۃ هم المنکرون للقدرة. القائلون

بان افعال العباد مخلوقة بقدر رتھم لا بقدرۃ اللہ و ارادته۔

رحاشیہ ترمذی شریف قدری فرقہ اللہ کی قدرت (تقدیر) کا منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں

کے کام ان کی اپنی قدرت (طاقت) کا نتیجہ ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی

تقدیر اور ارادے کا کچھ عمل دخل نہیں ہے۔“ (استغفر اللہ)

۲: عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القداریۃ

مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعود وهم وان ماتوا فلا تستشهدهم

رواة احمد وابو داود۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱)

ازالۃ الخلفاء مترجم ص ۲۵۳، حیاۃ الصحابہ ص ۳۸، فضائل کبریٰ ص ۲۷۴)۔

ترجمہ: مسند امام احمد بن حنبل، ابو داؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

قدری اس اُمت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر

وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔“ ان دو روایات سے صاف صاف ثابت

ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدریوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے کیونکہ مسلمانوں

کے متعلق بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

۱۷۵: حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام و عیادۃ المریض و اتباع الجنائز (مشکوٰۃ

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا اگر وہ بیمار ہو جائے

تو اس کی عیادت کرنا ^۱ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پر جانا... الخ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدیوں کے متعلق ان تمام باتوں سے منع فرما رہے ہیں علامہ ملا علی قاری راویوں کی جرح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں دامنا الکفر و فو خارج عن البحت لان السلام فی الراوی الاسلام شرح نخبۃ الفکر ^{۱۷۲} یعنی جس راوی کا کفر ظاہر ہو جائے اس کے متعلق تو پھر کسی بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ " نیز اسی نوٹ بن یزید کے متعلق شارح بخاری علامہ عقیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اذا ذکر علیا قال لا احب رجلا متد جدی -

یعنی جب اس کے سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کیا جاتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا میں اس شخص کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ اس نے میرے دادا کو قتل کیا تھا " (تہذیب التہذیب ص ۳۳۳) اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ یہ حضرت شیر خدا سے اتنا بغض رکھتا تھا کہ آپ کا نام تک سنا گوارہ نہیں کرتا تھا۔ انحصار کا دامن تھا۔ ہونے چاہئے یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ حضرت حمید کرار رضی اللہ عنہ کی محبت یا دمعاز اللہ عداوت کے متعلق خبر صادق علیہ السلام کا کیا فرمان ہے یا اس کے متعلق نجوم ہدایت صحابہ کرام کا کیا عقیدہ تھا۔ ص ۲۱۱۔ مسلم شریف ص ۲۷۷ اور ترمذی شریف ص ۲۱۵ پر خود جناب حمید کرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یا علی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق -

یعنی اے علی جو مومن ہو گا وہ تم سے ضرور محبت کرے گا اور جو منافق ہو گا وہ تم سے بغض رکھے گا۔ ص ۳۔ نیز ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من احب علیا فقد

احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی
ومن ابغضنی

فَقَدْ ابْغَضَ اللَّهُ (رضو اعق محرقہ ص ۱۷۸) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو علی سے محبت رکھے گا گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس کی محبت مجھ سے ہو گئی گویا اس کی محبت خدا سے ہے اور جو علی سے بغض رکھے گا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا گویا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ ”یا مختصر الفاظ میں یوں کہہ لو، علی کی محبت خدا کی محبت علی کی دشمنی خدا کی دشمنی۔“

۱۵۴ھ مشہور صحابی رسول کھرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنا نعرف المنافقين ببغضهم علیا (ترمذی تشریف ۲ ص ۲۱۳، مشکوٰۃ تشریف ۵۵۲) ہم گروہ صحابہ منافقوں کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے، ”یعنی صحابہ کرام اس شخص کو منافق سمجھتے تھے جو حضرت علی سے بغض رکھتا ہو۔“ نیز بزرگوار پاک و ہند میں حدیث کے مسلم اُستاد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے معاملہ بالکل ہی صاف فرما دیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ نزد اہل سنت بغض اہل بیت و امیر المؤمنین از قواعد صحت روایت است (تحفہ اثنا عشریہ ص ۶) یعنی ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل بیت کرام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بغض و عناد رکھنے والے شخص کی روایت نامعتبر ہے۔ ”قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ آثار صحابہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اتنی عداوت رکھتا ہے کہ آپ کا نام سُنا بھی گوارا نہیں کرتا اس کی بیان کردہ روایت کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا اہمیت و وقعت ہوگی بلکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق تو کسی بھی ”ما انا علیہ و اصحابی“ پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت علی کے کسی

دشمن کی روایت کو قبول کرے۔ اللہ ہزار زقناحب محمد آلہ واصحابہ واحفظنا
عن بعضہم اس روایت کا چوتھا راوی ہے خالد بن معدان حمصی، اس کے متعلق
شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کان بیرسل کثیرا
(تقریب التہذیب ص ۹) یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روایتیں بیان کیا کرتا تھا اور
مرسل کی تعریف ہے یقول التابعی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلہ کذا او فعل کذا - (مقدمہ ترمذی ص ۳، نخبۃ الفکر ص ۶)
یعنی تابعی اپنے اوپر والا صحابی راوی بیان نہ کرے اور تابعی براہ راست حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرے، یعنی تابعی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
فرمایا، یا یوں کیا، مرسل روایت کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رقمطراز ہیں۔
لم یقبل المرسل ولا ارسلہ العدل (نخبۃ الفکر ص ۷) شرح نخبہ علی قاری (ص ۱۵)
(یعنی احکام اور تھاؤں میں) مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ اسے ارسال کرنیوالا
عادل ہی کیوں نہ ہو۔ اس روایت کا پانچواں راوی ہے عمیر بن اسود عسفی اسکے
متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فلیس لہ لبخاری
سوی ہذا الحدیث (فتح الباری شرح بخاری ص ۷) یعنی بخاری کے نزدیک یہ راوی
اتنا با اعتماد ہے کہ پوری بخاری میں اس ایک روایت کے علاوہ صاحب بخاری نے
اس عمیر بن اسود عسفی کی کوئی روایت نہیں لی۔ نیز اسود عسفی نے حضور کے زمانہ میں
نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لوجواب یہ ہیں اس حدیث قسطنطنیہ کے راوی۔ اب آپ
خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے بدعتیہ دشمن اہل بیت، مجروح اور ضعیف راویوں کی
روایت ہمارے لیے حجت ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ رواۃ کے مجروح،
مضطرب اور ضعیف ثابت ہو جانے کے علاوہ یہ روایت مضطرب، درج اور شاؤ ہی نہیں
بلکہ منکر اور شاؤ مردود بھی ثابت ہو چکی ہے، چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں۔

قال الشافعي رحمه الله الشاذ ما رواه الثقة عن لغالما رواه

الناس قال ابن الصلاح فما خالف مفردة واحتفظ منه واضبط فشاذا مردودا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر ثقہ ہوں تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی یہ ابن الصلاح اور علا علی قاری کی وضاحت ہے، "بیر علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں فان الائمة لا يردون عن الضعفاء شيئا يحتجون به على انفردا في الاحكام۔ (متقدمہ مسلم ص ۱۷۱) نووی شرح مسلم بر حاشیہ ارشاد الساری را ص ۱۶۲ طبع مصری) یعنی احکام میں ضعیف روایت حجت نہیں ہوتی۔ تو کیا ایک منکر روایت کو خفیہ کے سلسلے میں دلیل اور حجت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تاثریامی رُو د دیوار کج !

جس مذہب کی بنیاد ایسی مضطرب، شاذ بلکہ منکر اور مدرج روایات پر استوار کی جائے گی اس مذہب کا پھر خدا ہی حافظ ہوگا۔ لہذا یزید دوست تھڑات سے ہمدردانہ عرض ہے کہ " شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پیچتر نہ پھینکیے۔ "

بشارت اور یزید

اگرچہ تمام راویوں کے نامعتبر ثابت ہو جانے کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت تو باقی نہیں رہتی لیکن مسئلہ کی مزید وضاحت کی خاطر اب ہم حدیث کے الفاظ پر بحث کرتے ہیں۔ اول تو گذشتہ وضاحت سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایتوں میں حضرت ام حرام

رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے یہ بات بالکل وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ استراحت فرمانے کے بعد بیدار ہو کر جن دو لشکروں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دونوں لشکر بکری ہیں (اور یزید کسی بکری لشکر میں شامل نہیں ہوا) اور پھر صحاح ستہ کی ان تمام احادیث مبارکہ میں کسی لشکر کے لیے کسی مخصوص بشارت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لہذا ایک طرح کے واقعہ کو دو مرتبہ کے وقوع سے دو الگ الگ بکری اور بری لشکر مراد لینا اور ان کے لیے دو الگ الگ بشارتیں بیان کرنا یہ محض ایک ڈرامہ ہے جو بغض اہل بیت میں یار لوگوں نے کھیلا ہے لیکن اگر تمام حقائق کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر بھی دروغ گورا حافظہ نباشد والی بات سامنے آتی ہے کہ بشارت بھی گھڑی تو وہ جو بیچارے ڈوبتے یزید کو تنکے کا سہارا بھی نہ دے سکی اور جملہ محدثین اس روایت بشارت کی موجودگی میں بھی یزید عنید کو جہنمی ماننے سے انکار کر رہے ہیں یا پھر شاید حدیث کا جو مفہوم آج یار لوگوں نے سمجھا ہے وہ متقدمین محدثین اور مفسرین کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ بلکہ تارٹنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے جب بعض من پسندوں کا یہ استدلال بے اعتدال سنا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ!

احیاب بان هذا اجار علی طریق الحمیة لبني امیة - (ارشاد السامی)

شرح بخاری ص ۱۷۱) یعنی یہ استدلال بے اعتدال بنو امیہ کی محبت میں سرشار لوگوں نے ان کی حمایت کے لیے گھڑا ہے بہر حال مذکورہ روایت کے متن پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان کردہ بشارت بھی عام نہیں ہے بلکہ اس بشارت کو بھی اول عیش کے الفاظ قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں۔ لہذا یہ بشارت قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور

ہونے والے لشکروں کو شامل نہیں ہو سکتی۔ اب اگر بشارت کا رخ فتح قسطنطنیہ کی طرف کیا جائے پھر تو فیصلہ ایسا نکھر کر سامنے آتا ہے کہ ہر کوئی تسلیم کے بغیر چارہ نہیں پاتا جیسا کہ علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ ”مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے پورا کرنے کے لیے قسمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی ۳ ص ۶۹۹) اس بیان سے تو یہ ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس بشارت کا تعلق قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ تھا اور ہر باہمت اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قسمت میں آئی اور اس فتح کے بعد اس نے سب سے شکر ادا کیا تھا اور کہا تھا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ جس لشکر کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ الحمد للہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی۔ اگر علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی اس تحقیق کو مان لیا جائے تو پھر ہر قسطنطنیہ پر حملہ آور لشکر کے دل میں اس آرزو کا ہونا بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مذکورہ بشارت کا مستحق سلطان محمد فاتح کا لشکر بنتا ہے۔ پس جھگڑا ختم ہوا۔ سلطان محمد خان علماء و فضلاء، عابدوں اور زاہدوں اور اپنے پیرومرشد کو دعا کے لیے عرض کر کے ۲۰ مئی ۱۴۵۳ء کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیرومرشد نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا تھا جب تک شہر فتح نہ ہوا۔ اسی لیے یہ مشہور ہے کہ قسطنطنیہ دعاؤں سے فتح ہوا تھا۔ سلطان نے ایشیائے کوچک کے پانچ ہزار (۵۰۰۰) مسلمانوں کو یہاں آباد کیا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے متصل ایک مسجد بنوا دی۔ اس طرح سلطان محمد خان ثانی، سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ۳ ص ۵۲۸) اور اگر بشارت کو صرف حملہ کرنے تک محدود رکھا جائے تو پھر بھی یزید بے دید اس ضمن میں نہیں آسکتا کیونکہ تاریخ کی

ورق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کی زیر سرپرستی کیا گیا تھا چنانچہ مورخ ابی یعقوب رقمطراز ہیں۔ واغزی عثمان جیشا امیر ہم معاویہ علی الصلۃ سنة اثنتین وتلاثین فبلغوا الی مضیق القسطنطنیة وفتحوا فتوحا کثیرة (تاریخ یعقوبی۔ طبع بیروت) مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں۔

فی سنة ۳۲ھ غزا معاویہ مضیق القسطنطنیہ ومعہ زوجتہ عاتکہ (تاریخ کامل ص ۳۲) مورخ اسلام مفسر قرآن علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

غزا معاویہ بلاد الروم حتی بلغ المضیق القسطنطنیة (البدایہ والنہایہ ص ۵۵)

مورخ اسلام علامہ ابن خلدون ایک اور لشکر کا تذکرہ کرتے ہیں ودخل المسلمون سنة اثنتین واربعین الی بلاد الروم فہزموہم وقتلوا جماعۃ من البطارکہ واشتخروا فیہا شہدۃ حل بسربین ارطاط ارضہم سنة ثلاث واربعین ومشی بہا وبلغ القسطنطنیة (تاریخ ابن خلدون ص ۱۹)

عمر حاضر کے مورخ شاہ معین الدین ندوی تقریباً "تواریخ مذکورہ بالا کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں بلکہ تقریباً" ان کا ترجمہ ہے۔ لکھتے ہیں "ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں اور فتوحات بھی حاصل ہوئیں۔

نیز ۳۳ھ میں حضرت امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا" (تاریخ اسلام ندوی ص ۲۵)

قارئین کرام! آپ نے پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات سے دیکھ لیا کہ جس سالہ والی جنگ میں یزید عنید بادل نمانواستہ مجبور و مہضوف ہو کر گیا تھا وہ جیش اولی نہیں تھا بلکہ اس سے بہت پہلے ۳۲ھ اور ۳۳ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر حملہ آور ہو چکے تھے۔

جب یزید والا لشکر جیش اولی نہیں ہے تو پھر اس روایت میں بیان کردہ

بشارت کا مستحق بھی نہیں ہے کیونکہ بشارت اول جیش کے الفاظ کے ساتھ صرف جیش اول کے ساتھ مختص ہے۔ ایسے منکھ رجل رشید اور جیش اول بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ کے زیرِ کمان ۳۲ھ میں پیدا کیا گیا تھا لیکن یزید کی پیدائش بالاتفاق ۲۵ھ یا ۲۶ھ کی ہے، جیسا کہ علامہ دمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، **انه لم يكن من الصحابة لانه ولد في ايام عثمان** - (حياة الحيوان ۱/ ۵۷۵) ترجمہ: یزید بے دید

صحابہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا تھا۔ نیز مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں:

ولد يزيد في سنة ست وعشرين (البدایہ والنہایہ ۱/ ۱۴۶) ترجمہ: یزید ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ خاتم الحفاظ محدث و مفسر مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، **يزيد بن معاوية ابو خالد الاموي ولد سنة خمس اوست وعشرين تاريخ الخلفاء ۱/ ۱۴۳** ترجمہ: ابو خالد یزید بن معاویہ اموی ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ نیز محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں - **ولد يزيد الشقي المرید سنة خمس اوست وعشرين في خلافة سيدنا العثمان رضي الله عنه** - (ما ثبت من السنہ ۴) یعنی یزید بد بخت شقی و سرکش ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔

اسی طرح حاشیہ مکتوبات شریف ۱/ ۱۴۳ اور تاریخ ابن خلدون ۱/ ۳۵ پر بھی مذکور ہے، بلکہ تاریخ کی تمام کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید ۲۵ھ یا ۲۶ھ میں پیدا ہوا تھا، بلکہ علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو ایک قول ۲۷ھ کا بھی نقل کیا ہے (البدایہ والنہایہ ۱/ ۱۴۶)۔ قارئین کرام! بحوث طوالت صرف سات

حوالہ جات پیش کئے ہیں، ویسے باقی تمام تواریخ بھی انہی کی مہنواہیں کسی نے بھی اس بات سے اختلاف نہیں کیا۔ اس حساب سے یزید بے دید کی عمر ۳۲ھ میں ۲۵ کے مطابق سات سال، ۳۶ کے مطابق پھر سال اور ۲۷ کے مطابق پانچ سال بنتی ہے تو کیا پانچ یا چھ یا سات سال کا بچہ کسی جنگ میں جانے کے قابل بھی ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی لشکر کا سپہ سالار بنے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اتنے کم عمر بچے کو تو ابھی مکمل طور پر اپنی ہوش بھی نہیں ہوتی۔ دنیا کا کوئی احمق ترین انسان بھی اس مفروضہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہو گا۔ نیز ۳۵ھ میں حضرت امیر معاویہ نے حضرت سفیان بن عوف کے زیرِ کمان ایک لشکر بلادِ روم کی طرف بھیجا تھا اور یزید کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم فرمایا تھا لیکن یزید خیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا اور لشکر میں نہ گیا چنانچہ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ ستۃ شمسين سیر معاویۃ حیثا کثیفا الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیہم سفیان بن عوف وامر ابنہ یزید بالغزاة معہم فتناقل واعتل فامسک عندہ الوۃ۔

(تاریخ کامل ۲ ص ۱۸۹) ہاں البتہ یزید عنید حضرت امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں ۳۵ یا ۳۶ھ میں بادلِ ناخواستہ بلکہ جبراً و زبراً بھیجا گیا تھا جس کی تفصیل کتبِ تواریخ میں موجود ہے۔ مثلاً مؤرخ ابی یعقوب لکھتے ہیں۔ واغزی معاویۃ یزید ابنہ الصائفة ومعہ سفیان بن عوف فسبقہ بالدخول الی بلاد الروم قتال المسلمین فی بلاد الروم حتی وجد ری وکانت ام کلثم بنت عبد اللہ تحت یزید وکان لہا حبالما بلغہ ما نال الناس من الحنی والجدری فقال۔

ما ان ابالی بما لاقت جموعہم

بانغز قد وثتہ من حنی ومن موم

اذا نكأت على الانماط في غرف - بدیر مزان عندی امر کلثوم
فبلغ ذالك معاوية فقال اقم بالله لتدخلن ارض الروم
فليصينك ما اصابهم فاردت به ذالك الجیش فغراه
حتى بلغ القسطنطيه -

تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۲۹

مورخ علامہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں (جو کہ تقریباً "اوپر کی عربی عبارت کا ترجمہ
ہے) "شہ ۳۵۰ میں سفیان بن عوف کے زیرِ کن امیر معاویہ نے ایک لشکرِ حارِ بلاد
روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا
حکم دیا۔ یزید جیلے بہانے بنا کر بیٹھ رہا امیر معاویہ نے اس کو رخصت دے دی
شوئی قسمت سے اس لشکر میں وبا پڑ گئی جب اس کی اطلاع یزید کو ملی تو اس
نے "دو شعر کہے" مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس لشکر پر بخار اور بلائیں
نازل ہوئی ہیں، میں تو اُن کے تحت پر تکیہ لگانے بیٹھا ہوں اور ام کلثوم (یزید
کی محبوبہ بیوی) میری آغوش میں ہے۔" جب امیر معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو
انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ضرور بھیجوں گا
تاکہ اس کو بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو لشکر والوں کو پہنچی ہیں (تاریخ کامل
ابن اثیر اردو ۲ ص ۱۹۷) تاریخ ابن خلدون اردو ۲ ص ۲۸، مروج الذهب ۲ ص ۳۲
شہید کر بلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۹۷ اور جو معزز صحابہ اس
جیشِ ثانی میں شامل تھے وہ یزید کے ماتحت نہیں تھے بلکہ وہ حضرت سفیان
بن عوف کے ماتحت تھے جیسا کہ الامامہ فی تمیز الصحابہ ۲ ص ۵۷ پر بھی ہے۔ نیز
شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ بہت واضح فیصلہ فرماتے ہیں۔ آپ
فرماتے ہیں الاظهر ان هؤلاء السادات من الصحابة كانوا مع

سفیان بن عوف ولم یکنوا مع یزید بن معاویة (لانہ لم یکن
اهلا ان یكون هؤلاء السادات فی خدمتہ..... ای منقبۃ کانت
لیذید و حالہ مشہور (عمدة القاری شرح بخاری ص ۱۹۸)

یعنی آپ فرماتے ہیں یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس لشکر
میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف کے ساتھ تھے اور وہ یزید بن معاویہ
کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اسکی
مانحتی میں ہوتے۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی درحالیکہ اس کا کردار عام مشہور
ہے۔ اسی طرح ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۴ میں قسطنطینیہ پر حملہ کی روایت مذکور ہے
اور روایت کے الفاظ ہیں نریدا ان قسطنطنیة و علی الجماعة عبد الرحمن
بن خالد بن ولید۔ یعنی قسطنطینیہ پر حملہ کے وقت لشکر اسلام کی ایک جماعت
حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمن کے زیرِ کمان تھی اور یہ
وہی لشکر ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک تھے جیسا کہ
ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۴ کی روایت سے صاف ظاہر ہے۔ اور اگر ابتداً حملہ میں
یزید وہاں موجود ہوتا تو ضرور اس کا بھی کہیں ذکر ہوتا لیکن ان دونوں روایتوں
میں یزید بے دید کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے کیونکہ وہ تو بعد میں جبراً و زبراً
بھیجا گیا تھا اور شرعی اعتبار سے انما الاعمال بالنیات کے تحت اس طرح کا
بالا کراہ زبردستی دھکیلا ہوا شخص کسی بشارت و مقرر کا مستحق نہیں ہو سکتا چنانچہ
ارشاد خداوندی ہے۔ لن ینال اللہ لحو مہا ولا دماء ہا و لکن ینالہ التقوی
منک ۱۲ ع ۱۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری قربانیاں
کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کی بارگاہ میں تو تمہارا تقویٰ (دل کی کیفیت)
دیکھا جاتا ہے۔

مغفور لہم کی تحقیق

برصغیر پاک و ہند میں بالاتفاق علی الاطلاق حدیث کے اُستاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

تمسک بعض الناس بهذا الحديث في نجات يزيده لانه كان من جملة هذه الجيوش الثاني بل كان رأسهم ورأسهم على ما يشهد به التواريخ والصحيح انه لا يثبت بهذا الحديث الاكونه مغفوره ما تقدم من ذنبه على هذه الغزوة لان الجهاد من الكفارات وشأن الكفارات ازالة الذنوب السابقة عليها لا الواقعة بعدها لو كان مع هذه الكلام انه مغفوره الى يوم القيامة يدل على نجاته واذ ليس فليس بل امره مفوض الى الله تعالى فيما ارتكبه من القبائح بعد هذه الغزوة من قتل الحسين عليه السلام وتخريب المدينة والاصرار على شرب الخمر ان شاء عقابته وان شاء عذبه كما هو مسطر في حق سائر العصاة على ان الاحاديث الواردة في شأن من التحف بالعترة الطاهرة والمحدد في الحرم والميدل للسنة تبقى مخصصات لهذا العموم لو فرض شموله بجميع الذنوب (شرح تراجم بخاری ص ۳۲)

ترجمہ:- جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”بعض لوگ مغفور لہم کے الفاظ کو دلیل بنا کر یزید کی نجات پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جہاد کفارات

میں سے ہے، کفارات سے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے نہ کہ بعد کے گناہوں کا بھی۔ ہاں البتہ اگر حضور یوں فرما دیتے کہ اس غزوہ میں شریک ہونا قیامت تک کے لیے نجشت ہوا ہے تو پھر واقعی اس سے استدلال ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ الفاظ حدیث میں موجود نہیں ہیں لہذا مذکورہ الفاظ سے یزید کی نجات بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ نیز اس غزوے کے بعد اس نے جن برائیوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل، مدینہ منورہ میں قتل و فساد اور شراب نوشی وغیرہ۔ تو پھر جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے متعلق حکم ہے ایسے ہی اسکے متعلق کہیں گے کہ اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو چاہے کرے یعنی اگر چاہے تو معاف کر دے، اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے، اور اگر اس کی شمولیت ان تمام (کردہ) گناہوں میں مان کر فیصلہ کیا جائے تو پھر اس کے لیے وہ عوم بھی باقی نہیں رہتا بلکہ پھر اس کے لیے وہ حدیثیں عذاب کو ثابت کر دیں گی جن میں اہل بیت کو ام کی توہین کرنے والوں، حرم محترم کی توہین کرنے والوں اور سنت مصطفویٰ کو تبدیل کرنے والوں کے لیے وعید مذکور ہے ”نیر ملاحظہ فرمائیں سراج المنیر ص ۱۱۱ اور شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۱۱ نیز ان ہدائیوں پر کچھ بحث احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ستۃ لعنہم ولعنہم اللہ کے تحت لکھی جا چکی ہے وہاں سے دوبارہ مطالعہ فرمائیں تاکہ مسئلہ ہذا مزید واضح ہو جائے۔

اور سنت کو تبدیل کرنے کے متعلق تو خود محضر صادق علیہ السلام نے یزید بے دید کا نام لے کر اس کی برائی بیان فرمائی تھی جیسا کہ مسند فردوس ص ۹۲ طبع بیروت، صواعق محرقہ ص ۲۱ طبع مصری، تطہیر الجنان ص ۶۶ طبع مصری، البدایہ والنہایہ ص ۲۲ طبع بیروت، تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵ طبع دہلی، اسعاف الراغبین برہان شریف نور اللہ آبادی

صاحب طبع مصری اور انا ثبت من السنہ ۳۹۷ وغیرہ پر مذکور ہے (احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۷۷ کے تحت یہ مضمون مختصر طور پر بیان کیا جا چکا ہے) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لا یزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یكون اول من یشلمہ رجل من بنی امیة یقال له یزید۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید۔ یعنی میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ اندازی اور میری سنت میں تبدیلی بنو امیہ کا ایک شخص کرے گا جس کا نام یزید ہوگا۔ شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ ان ”مغفور لہم“ کے الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قلت لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله مغفور لہم مشروط بان یشکروا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد من غزاه بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم۔

(عمدة القاری شرح بخاری ۱/۱۷۹ طبع بیروت) انہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تبصرہ فرماتے ہیں۔ انہ لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لہم مشروط بان یشکروا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد من غزاه بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقاً قد دل ان المراد مغفور لمن وحید شرط المغفرة فیہ متلہم۔ (فتح الباری شرح بخاری ۱/۱۷۹)

ان ہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ عسقلانی حاشیہ آرائی فرماتے ہیں۔ ولا یلزم

من دخوله في ذلك العمود ان لا يخرج بيد ليل خاص اذلا
خلاف ان قوله عليه الصلوة والسلام مغفور لهم مشروط
بكونه من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد
ذلك لم يدخل في ذلك العمود اتفاقا -

(اتنے بیان پر تو تقریباً تمام شارحین یک زبان ہیں لیکن علامہ قسطلانی آگے
مزید اضافہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) فيما نقله المولى سعد الدين للعت
على يزيد لما اته كفر يقتل الحسين واتفقوا على جواز اللعن على
من قتله او امر به او اجازة ورضى به والحق ان رضا يقتل
الحسين واستبشارة بذلك واهانة اهل بيته صلى الله عليه وسلم
مما تواتر معناه وان كان تفاصيله احاداً فحق لا نتوقف في شأنه
بل في ايمانه لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره -

(ارشاد الساری شرح بخاری ۵/۵۷۱ طبع مصری) یعنی
اس بشارت میں کسی کے عمومی طور پر (اجتماعی طور پر) داخل ہونے سے یہ لازم نہیں
آتا کہ وہ کسی خاص دلیل سے اس بشارت سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم اس
بات پر متفق ہیں کہ حضور کا فرمان ”مغفور لہم“ مشروط ہے صرف اس شخص کے
لیے جو مغفرت کا مستحق بھی ہو۔ یعنی اگر کوئی آدمی بالفرض اس بشارت ولے غزوے
میں شامل ہونے کے بعد (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس تشکر میں
شامل ہونے کے باوجود بھی بخشش کا مستحق نہیں ہوگا (آگے علامہ قسطلانی کی
زائد عبارت کا ترجمہ ہے) اس مسئلہ میں علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ وضاحت
فرماتے ہیں۔ بے شک یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے کفر کیا ہے اور
اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ وہ شخص ضرور ملعون ہے جس نے آپ کو قتل کیا یا

آپ کے قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کی اجازت دی اور جو آپ کے قتل پر راضی ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا (اس بات کی تفصیل اگلے باب میں انشاء اللہ مفصل و مدلل آئے گی) اور اہل بیت اطہار کی توہین کی۔ اور یہ بات معنوی لحاظ سے تو اتر کو پہنچ چکی ہے اگرچہ اس کی تفصیل احاد ہیں پس ہم صرف اس کی شان میں توفیق نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان میں توفیق کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔“

میر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ ”اس حدیث سے بعض نے نکالا کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب اس نے قسطنطینیہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ امام برحق امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکو خلافت تفویض کی تھی، اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس لشکر کا ہر فرد بخشا جائے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نبی بہادری سے لڑ رہا تھا لیکن آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ (بات دراصل یہ ہے کہ بہشتی یا دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے تو اچھا کام کیا کہ قسطنطینیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گنہگار پیٹ سے نکلے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کر لیا اہل بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا کہ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے

قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اسلئے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر (تیسرے الباری شرح بخاری ص ۹۶)

کاروان دیوبند کے سرخیل بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔ چنانچہ بر تاریخ دانان و حدیث خوانان پوشیدہ نیست غایت مافی الباب خرابیہا نے پنهانی کہ داشت ہجوں منافعان کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق رضوان اللہ تعالیٰ اوشاں نشد بیزید ہم از فضائل ایں بشارت محروم ماند (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۳) ترجمہ: چنانچہ تاریخ جانتے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی تھی اسی طرح بیزید بھی (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہے۔ ”حالانکہ فرمان خداوندی ہے۔
لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة ۱۲۸ انس
البتہ تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جنہوں نے بیعت کی آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔“ اسی وجہ سے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔
جن لوگوں کی بیعت کو خدا تعالیٰ اپنی بیعت قرار دے رہے ہیں اور جن بیعت کرنے والوں کے لیے رضائے خداوندی کا قرآن کریم میں بیان ہو رہا ہے اگر ان میں سے کسی کے دل میں کوئی خرابی ہو تو وہ منافق ان آیات مقدسہ کی موجودگی اور صحت کے باوجود بھی رضائے الہی سے محروم رہے تو ایک شرابی، زانی، قاتل اور ظالم و موہن شخص اگر زبردستی کسی جنگ میں دھکیل بھی دیا جائے تو تمام شکر اسلام کے

کفاراتِ ذنوب ہو جانے کے باوجود بھی وہ بد بخت ویسے کا ویسا ہی رہ جائے گا اُسے اس کی بد منتی کی وجہ سے ثواب، رضایا مغفرت کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قيل فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم اول جيش من امتي منقول له ويزيد اول غزاه اقلنا فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله من اخاف اهل المدينة - ان يزيد اخاف اهل المدينة وسبى اهلها نهبها واولاها واهلها وتسمى وقعه الحرة يعد ما قتل الحسين والاخر ينسخ الاول -

(مذکورہ نواص الامہ ص ۲۸۸) ترجمہ :- اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو پہلا لشکر میری امت میں سے جنگ کرے گا وہ بخشا جائے گا تو چونکہ یزید نے اول غزوہ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو اہل مدینہ کو ڈرائے، بے شک یزید بے دید نے اہل مدینہ کو ڈرایا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنایا، مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کیا۔ حرمِ محترم میں ہر ناجائز کام کی اجازت دی، اس وقوعہ شنیعہ کا نام واقعہ حرہ رکھا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ شہادت امام عالی مقام کے بعد پیش آیا۔ اور یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد والا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے، لہذا مغفرت والا حکم منسوخ ہے اور لعنت جاری و ساری ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا!

بیو تھاباب

اکابرین اسلام کے نظریات کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب ایمان والوں کو صراطِ مستقیم کا سوال کرتے ہوئے طریقہ ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمادی کہ صراطِ الذین انعمت علیہم یعنی سب جگہ سے صراطِ مستقیم کا سوال کرو تو ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کرو اسے اللہ میں نجد سے اسی راستے اور طریقے پر چلنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جو نبی کے انعام یافتہ بندوں والا راستہ ہے۔ دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے فہذا ہما قد دیٰ ^{سۃ} ^{انعام} ^{۹۷} اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ان ہدایت یافتہ گروہ (انبیاء سابقین) کی اتباع کریں سورہ لقمان میں ارشادِ خداوندی ہے واتبع سبیل من اناب الیٰ پل لقمان ^{۱۵} اور اتباع کر اس کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا "سورہ عنکبوت ^۹ میں ارشاد خداوندی ہے والذین امنوا و عملوا الصالحات لندخلنہم فی الصالحین ^{۳۱} یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو بطور انعام نیک لوگوں کی سنگت عنایت فرمانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا والذین آمنوا و اتبعوا ذریعتہم یا ایمان الحقنابہم ذریعتہم ^{طہ} ^{۱۱} یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے انکی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا "بلکہ سورہ توبہ میں تو اللہ تعالیٰ نے سابعون الاولون

کی اتباع پر صاف صاف اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان عام فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے والذین اتبعوه هم باحسان رضی اللہ عنہم ورضاعنتہ پل توبہ میں اور ان نفوس قدسیر کی سنگت اور اتباع پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کی بشارت بھی دی گئی ہے چنانچہ فرمان خداوندی ہے واعد لہم جنات تجری تحتہا الانهار خالدين فیہا ابدًا پل توبہ آیت میں اور سورہ فجر میں ارشاد ہوتا ہے کہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پل فجر ۲۹ تیر ذالک الفوز العظیم پل توبہ میں فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ ان نفوس قدسیر کی اتباع بہت بڑی کامیابی ہے۔ مگر نیک یہ تمام مذکورہ بالا آیات اور دوسری سینکڑوں آیات (جو بغرض اختصار ذکر نہیں کی گئیں) اس بات پر بین دلیل ہیں کہ منشاء خداوندی یہی ہے کہ بعد میں آنے والا ہر مسلمان اپنے سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہو اس پر اس اتباع کو رضائے الہی بھی نصیب ہوگی اور وہ کامیاب و کامران ہو کر مستحق جنت بھی قرار پائے گا۔ نیز جہاں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر سلف صالحین کی اقتداء و تعلیم کا حکم فرمایا ہے وہاں ان کی مخالفت پر وعید بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویقتع غیر سبیل المؤمنین تولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءل مصیبا پل نساء ۱۱۵ ترجمہ اور جو خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بعد کہ اس پر حق واضح ہو چکا ہو اور وہ اختیار کرے مومنوں کے راستہ سے جدا راستہ۔ ہم اس کو اس کے حال پر پھوڑ دیں گے اور بالآخر اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔“

یعنی جو شخص اجماع امت مسلمہ کے خلاف طریقہ یا عقیدہ رکھے وہ حکم خداوندی دوزخی قرار پاتا ہے۔ نیز متعدد احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ سے بھی اس بات کا

ثبوت ملتا ہے مثلاً حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے قرآن کریم اور سنت مصطفویٰ کے بعد تیسرے درجہ کی مشعل راہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: *ينظر فيه العابدون من المؤمنين* (دارمی شریف ص ۲۵) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مسئلہ میں صاحب ایمان حضرات میں سے نیک لوگوں کا طریقہ دیکھو۔ نیز آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر میری سنت کو نمونہ سمجھنا اور اس کے بعد قانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ به (دارمی شریف ص ۲۶) اجماع اُمت مسلمہ پر عمل کرنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قاضی شریح کو لکھ کر بھیجا کہ جب تمہارے پاس کوئی فیصلہ آئے تو سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر سنت مصطفویٰ کو مشعل ہدایت تصور کرنا اور اس کے بعد قانظر ما اجتمع علیہ الصالحون (نسائی شریف ۲ ص ۲۰۶ دارمی شریف ص ۲۳) نیک لوگوں سے کئے ہوئے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً فلیقتضی بماقتضی بہ الصالحون (نسائی شریف ۲ ص ۲۰۶، دارمی شریف ص ۲۳) نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے

مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً
 فلیقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ۲ ص ۳۳۲، دارمی شریف ص ۲)
 نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔ "ایک اور روایت کے الفاظ ہیں
 فما اجمع علیہ المسلمون (دارمی شریف ص ۲۴۲) یعنی اجماع امت مسلمہ کے
 مطابق فیصلہ کرو۔"

قارئین کرام! ان آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن
 کی طرح واضح ہو گئی کہ صراطِ مستقیم، یعنی سیدھا راستہ اور صحیح عقیدہ صرف اور صرف
 وہی ہے جو سلف صالحین اور اجماع امت مسلمہ کے عقیدہ و نظریہ کے مطابق
 ہو۔ نیز ہدایت یافتہ اور ناجی گروہ صرف اور صرف وہی ہے جو سلف صالحین کا
 صحیح متبع ہے۔ لہذا اب ہم اپنے موقف کی مزید وضاحت کے طور پر مسلم ہذا
 کے متعلق چند مشہور و معروف اکابرین اسلام کے قرامین نقل کرتے ہیں تاکہ آپ
 بھی ان اسلاف جیسا عقیدہ قائم کر کے رضائے الہی حاصل کر سکیں اور ویتبع
 غیر سبیل المؤمنین کے تحت غضب الہی اور وعید عذاب کے مستحق قرار نہ پائیں

یزید کے متعلق اسلاف کا عقیدہ

|| لاؤ تو حکم نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

ویسے تو اپنے اپنے مقام پر مسئلہ ہذا کے متعلق متعدد آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ پیش کی جا چکی ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کو شروع کرنے سے پہلے بھی بطور تبرک ایک آیہ مبارکہ اور ایک حدیث شریف نقل کر دی جائے۔ اس کے بعد اکابرین اسلام کے وہ فرمودات پیش کئے جائینگے جن سے ان پیشوایان اسلام کا یزید کے متعلق عقیدہ اور نظریہ بالکل واضح ہو جائے گا۔ اللہ قائلے ہر مسلمان کو حق بات ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللہم یا ربنا۔ بجاہ سید المرسلین

فرمان خداوندی | اَفْئِن كَانَ مَوْصِلًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوِي

اما الذين اٰمَنُوا و عملوا الصالحات قلهم جنات الماویٰ نزلا بما كانوا يعملون
واما الذين فسقوا فمأواهم النار ۲ سجده ۱۸-۱۹-۲۰

ترجمہ :- تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق ہے۔ یہ برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے، پس واسطے ان کے ٹھہرنے کے جنتیں ہیں اور ان کے اعمال کی وجہ سے وہاں ان کی جہان نوازی ہوگی اور جو فاسق ہیں پس ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔“

فرمان مصطفوی | عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شر الناس عند الله وفي

روایۃ ابو سعید ان ابغص الناس) منزلة يوم القيامة روق
 روایۃ ابو سعید۔ وشد هم عذابا وابتعد هم منه مجلسا امام جاثر
 خرق - (مشکوۃ شریف ص ۲۱۵، ترمذی شریف ص ۱۷۷) ترجمہ :- حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ظالم حاکم ہے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ
 کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ”تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غضب اور سب
 سے زیادہ سخت عذاب اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے دوری ظالم حاکم کے لیے ہے۔“
فرمان ام المؤمنین | حبیبۃ الرسول فقہۃ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ لا یرک اللہ فی یزید الطعان الملعات
 (ما ثبت من السنۃ ص ۳) اللہ تعالیٰ یزید طعان و لعان کی عمر خراب میں برکت نہ
 دے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 واقعہ کربلا سے پہلے وصال فرما چکی تھیں لہذا آپ کا وقوعہ کربلا کے بیان کرتے
 ہوئے یزید کے لیے بد دعا کرنا اس بات کا یقینی ثبوت پیش کرنا ہے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کا ذمہ دار
 نام لے کر یزید بے وید کو ٹھہرایا تھا۔ تبھی تو ام المؤمنین یزید پر ناراضگی کا اظہار
 فرما رہی ہیں۔ اگر حضور یزید کا نام نہ لیتے تو ام المؤمنین یزید کا نام کیوں لیتیں
 (جیسا کہ احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۱ کے تحت مسند فردوس کی حدیث
 اور دیگر حوالہ جات نقل کئے جا چکے ہیں) نیز حنا بہ صدیقہ کی یزید کے حق میں
 بد دعا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ام المؤمنین کو جناب امام عالی مقام
 رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت تھی۔

جناب حیدر کرار کا نظریہ | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اور مولانا

ابن اثیر نے جناب حیدر کرماء رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت نقل کی ہے کہتے ہیں۔
 وقد ظهرت کرامات علی ابن ابی طالب فی هذا فاته لقی عمر
 بن سعد یوما وهو شاب فقال ویحك یا ابن سعد کیف بک اذا
 قمت یوما مقاما تخیر فیہ بین الجنة والنار فتختار
 الناس - (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۴، تاریخ ابن اثیر ص ۱۵۸)۔
 یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک
 دن عمر بن سعد (ابن سعد - یزیدی فوج کا کربلا میں سپہ سالار) سے ملے جبکہ وہ
 ابھی نوجوان تھا تو آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اے ابن سعد (یا تیری
 بربادی ہو) اُس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے جنت (معبیتِ امام) اور
 دوزخ (معبیتِ یزید) میں اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کو اختیار کرے گا۔

تم نے اجاڑا حضرت زہرا کا بوستان

تم خود اُجڑ گئے تہیں یہ بد دعا ملی

امام حسین کا نظریہ | سید الشہداء امام کرب و بلا جناب امام حسین رضی اللہ
 عنہ کے سامنے جب یزید کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے یہ کہہ کر بیعتِ یزید
 سے انکار فرمادیا۔ لانه کان فاسقا مدنا الخمر ظالمنا دمر الشہادتین
 ص ۳۶ سوانح کربلا ص ۶۵، انوار الحمود شرح البوداؤد از مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی
 ص ۶۵، یعنی یزید فاسق و فاجر اور ہمیشہ کا شرابی اور ظالم ہے (لہذا میں اس کی
 بیعت کیسے کر سکتا ہوں) نیز مولوی عبدالباق صاحب دیوبندی، یزید کی بیعت
 کے متعلق جناب امام عالی مقام اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک
 مختصر مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”حضرت امام حسین نے مسجد نبوی میں حضرت
 عبداللہ بن عباس کو کہا کہ مجھے ولید (یزید کی طرف سے گورنر مدینہ) نے بلایا ہے

وہ مجھ سے یزید کی بیعت طلب کرے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، ایسے کو امام بنانا کب جائز ہے (مرج البجین ص ۲۸۳)

علامہ ابن خلدون (یزید دوست حضرت کا معتمد مورخ) علامہ ابن جریر، مورخ ابن اثیر اور مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی، حضرت امام عالی مقام کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے اپنے بھائی، بچوں اور عزیزوں کی لاشوں کے درمیان کھڑے ہو کر خود لڑائی شروع فرمانے سے پہلے بطور اظہار حق اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا سبب بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا تھا۔ الا ان هؤلاء قد لمروا طاعة الشيطان وتركوا طاعة الرحمن و اظهروا الفساد و عطلوا الحدود و ستاثروا بالافساق و اخلوا احرام الله و حرموا حلاله و انا حق من تاريخ ابن خلدون اردو ص ۲ ص ۳، تاریخ طبری ص ۳۹، تاریخ کامل ص ۳۹، حیات الصحابہ ص ۳۹ ص ۴۰ ترجمہ: اے لوگو! کان کھول کر سن لو۔ انہوں (یزید یوں) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور رحمن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد برپا کر دیا ہے، حدود اسلام کو معطل کر دیا ہے، فی کا مال کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور اس کے حرام کو حلال کر رکھا ہے لہذا مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالم و جابر حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کروں۔“

علامہ مومن شبلنجی مصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب امام عالی مقام تمام اقرباء و خدام کی شہادت کے بعد خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو بعض عاقبت نا اندیش گستاخی کے ارادے سے مخدرات کے خیموں کی طرف بڑھے تو آپ نے یزیدیوں کو لٹکار کر فرمایا دیکھو یا شیعة الشیطان کفوا سقمہا لو کہ عن الحسب۔ (نور الابصار طبع مصری ص ۱۴۱، تنویر الازہار ص ۲۲۲) ترجمہ: اے شیطان کے لشکر۔

ان اپنے بے حیاؤں کو مخدرات عصمت کی طرف جانے سے تو روکے رکھو۔

میں شیر ہوں جو گرج رہا ہوں کچھار میں
 بلی نہیں کہ گھر میں کروں میاؤں میاؤں

سیدہ زینب کا نظریہ | تحت جگر سیدۃ النساء نور چشم شیر خدا، ہمیشہ
 جناب سید الشہداء و حسن مجتبیٰ، پروردہ آغوش سیادت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
 نے یزید کے سامنے یہ الفاظ بیان فرمائے ”اے یزید ہم عفریہ اپنے نانا جان
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان
 کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں“ (صحابیات و عارفات ص ۴۳)

امام زین العابدین کا نظریہ | حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب
 بمع اسیرائن خاندان اہل بیت، دربار یزید میں پہنچے تو ایک درباری نے کہا کیف
 اصبحتم یا علی بن حسین فقال اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ یسعی
 اسرائیل فی آل ذرعون ید بحون ابتلاء فادیسحبون نساءنا ویلعنون
 سیدنا وشیعنا علی المناہد ویمنعونا حقنا (تذکرۃ الخواص ص ۲۲۵، کشف المحجوب فارسی
 طبع ایران ص ۶۴) اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا ہمارا حال
 اس قوم میں ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعونوں میں تھا۔
 انہوں (یزیدوں) نے (فرعونوں کی طرح) ہمارے مردوں کو شہید کر دیا ہے اور ہماری
 عورتوں کو زندہ رکھتے ہیں (قیدی بنا کر) اور ہمارے بزرگوں پر منبروں پر لعنت کی جاتی
 ہے اور ہمارا حق روکا گیا ہے۔ تمام تواریخ میں یہ بات موجود ہے کہ اموی دور حکومت
 میں جموع کے خطبوں میں علی الاعلان حضرت علی پر سب و شتم کیا جاتا تھا، بلکہ اموی
 بادشاہوں کے دربار میں کسی کو حضرت علی کا نام تک لینے کی اجازت نہیں تھی۔
 قارئین کرام! امام عابد کا یہ چھوٹا سا مگر جامع فقرہ بار بار پڑھیں آپ کی اس

تشبیہ پر غور فرمائیں اور آپ کا نظریہ یزید اور یزیدلوں کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے خاندانِ نبوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے اور یزید اور یزیدلوں کو فرعون اور فرعونوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سیدہ سکینہ کا نظریہ | حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ

رضی اللہ عنہا کا ایک فرمانِ علامہ ابن جریر مؤرخ ابن اثیر اور علامہ شبلنجی مصری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں: ”سانحہ کربلا کے بعد جب لوگ یزید کے خلاف ہو گئے تو یزید کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آنے لگی لہذا اُس نے پھر خدمتِ اہل بیت کا ڈرامہ شروع کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو بہت بڑا محبِ اہل بیت ہے اور حادثہ کربلا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ عذراتِ صحت کو اپنے محل میں ٹھہرایا اور لگا بھر طرح خدمت کرے۔ چنانچہ سیدہ سکینہ اس کے اس حال کا ذکر فرماتی ہیں کانت سکینۃ یقول ما رأیت رجلاً کافراً باللہ خیر من یزید (تاریخ طبری ۳۶ ص ۱۵، تاریخ کامل ۱۵ ص ۱۵، نور الابصار ۱۴ ص ۱۴، تنویر الانوار ۱۴ ص ۱۴) سیدہ سکینہ فرمایا کرتی تھیں میں نے یزید سے اچھا کوئی خدا کا منکر نہیں دیکھا“ شائد کوئی کورہن شخص ”خیر“ کے لفظ پر بغلیں بجانے کا ارادہ کرے لیکن ذرا غور سے اس سے ماقبل کے الفاظ بھی زیرِ نظر رہنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا کوئی شبہ نہ آنے پائے۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی

سلام! اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

عمراد مصطفیٰ کا نظریہ | سیر الامت مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہا نے حادثہ کربلا کے بعد واقعہ حرہ سے قبل یزید کو اس وقت ایک خط لکھا تھا جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف اس کے شوق و فخر کی وجہ سے بغاوت کر دی تھی تو یزید نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور آپ کو ایک خوشامدی خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل خط لکھا۔ اس میں سے چند اقتباسات مطالعہ فرمائیں اور یزید کے متعلق آپ کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔ ما اردت حمدك ولا ودك ترانی كنت ناسيا قتلک حسینا..... و کتابك الی ابن مرجانہ تأمرک بقتله وانی لارجو من الله ان يأخذک عاجلا حیث تثلث عترۃ بنیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضیت بذک..... وانی علی یقین من الله ان یعدنکم کما عدت قوم عاد و ثمود و قوم لوط و اصحاب مدین..... فالویل لک من دیان یوم الدین..... قواللہ لنظفرن غدا بین یدئ الحاکم العدل الذی لا یجور فی حکمہ و سوف يأخذک سریعا الیناد یخرجک من الدنیا مذ صوما مدحورا اثیما۔

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۷، تاریخ کامل ص ۵۵) ترجمہ: اے یزید نہ تو مجھے تجھ سے محبت ہے اور نہ ہی میں تیری تعریف کرتا ہوں کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا حسین کو قتل کرنا بھول گیا ہوں..... اور تو نے ابن مرجانہ کی طرف حسین کو قتل کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا اور میں بارگاہ خداوندی سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور تجھے جلدی پکڑے گا۔ کیونکہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو شہید کیا ہے اور تو ان کی شہادت پر راضی تھا، اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور تم سب کو قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی طرح عذاب کرے گا..... پس اے یزید قیامت کے دن کا بدلہ تیرے لئے

بربادی اور تباہی ہے..... پس خدا کی قسم ہم کل قیامت کو اس حاکم عادل کے سامنے جس نے کبھی ظلم کا حکم نہیں دیا۔ ضرور غلبہ حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ تجھ پر غلبہ ہی المتاک گرفت فرمائے گا اور تو اسی طرح گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے ذلیل و خوار اور راندہ بارگاہ کر کے نکالے گا۔“ آپ کا یہ مکتوب گراتی کئی ایک مسائل کو واضح کر رہا ہے مثلاً یہ کہ راجناب ابن عباس یزید سے حدودہ متنفرت تھے مگر آپ قتیل امام کا ذمہ دار یزید کو قرار دیتے ہیں مگر یزید نے قتیل حسین کا حکم دیا تھا مگر اس دنیا میں آپ یزید سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا پورا پورا بدلہ ملنے کے اُمیدوار ہیں مگر یزید کے ان مظالم کے سبب اس کی طرف سے توبہ کے متعلق بھی مکمل طور پر آپ ناامید ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ بطور عذاب ظاہری یزید کے لیے دنیا کی ذلت اور رسوائی کے خواہاں اور اُمیدوار ہیں مگر آخرت میں آپ یزید کے مظالم کی بنا پر اُسے بارگاہ خداوندی سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کی طرح ذلت ناک اور سخت ترین عذاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر کا نظریہ | حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ نبایع من یلعب بالنقد و دوا الکلاب و یشرب الخمر و یظلم من النفس و ما حیثنا عند اللہ (تاریخ یعقوبی ص ۲۲۸ طبع بیروت) یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر ہم ایک ایسے شخص کی بیعت کر لیں جو بندروں اور کتوں سے کھیلتا ہے اور شراب پیتا ہے اور علی الاعلان برائیاں کرتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | مولانا محمد یوسف صاحب گاندھلوی دیوبند

نے لکھا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت جسے ابو نعیم نے علیہ میں بیان کیا ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا بہت زیادہ عبادت گزار تھے، اکثر روزہ رکھتے (صائم الدھر) اور تقریباً ساری ساری رات مسلسل پر گزار دیتے (قائم اللیل) تھے۔ اور آپ کے اتنا زیادہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو لوگ مسجد کا کیوتر کہتے تھے۔ (حیۃ الصحابہ، ص ۳۵۵)

حضرت سیدنا صدیق اکبر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا نے جب حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر سنی تو آپ نے مختصر خطبہ دیا۔ اسکا ایک فقرہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں، پڑھیں اور یزید کے متعلق آپ کے خیالات کا اندازہ فرمائیں آپ نے فرمایا: رحمہ اللہ حسینا واخزى قاتله ولعن من امر بذا اللک
در ص ۱۵۰ (تذکرہ خواص الامم ص ۲۶۸) ترجمہ :- پس اللہ تعالیٰ جناب امام حسین پر رحم فرمائیں اور آپ کے قاتل کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے اور جس دیزید نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس میں من امر سے مراد یزید ہے جیسے کہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے نیز آپ نے فرمایا اما واللہ ما کان یبدل بالقرآن عیاد ولا باللبکاء من خشية اللہ حدا ولا بالصیام مشرب الخمر ولا بالمجالس فی حق المذاکر بکلاب الصيد یعرض بیزید فسوف یلقون عیاد۔

(تاریخ کامل ص ۱۷۸) ترجمہ :- خدا کی قسم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بجائے گمراہی کی طرف بلانے والے نہ تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے حد گریہ زاری کرنے والے تھے اور آپ روزہ رکھنے کے بجائے شراب نوشی نہیں کیا کرتے تھے اور وہ اپنی محنتوں کو اللہ کے ذکر کے بجائے شکاری کتوں کے ذکر سے آلودہ نہیں کیا کرتے تھے اور آپ نے یہ تمام باتیں یزید کے متعلق کہی تھیں۔

(نیز آپ نے فرمایا) پس جلد ہی ایسے لوگ (یزید جیسے) جہنم میں ڈالے جائیں گے۔
نیز علامہ محمد بن موسیٰ دمری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ وعاب یزید
بشرب الخمر واللعب بالکلاب والتمہاد والدين واطهر تلبس حياة الحيوان (اصناف)
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کیں۔ آپ نے
فرمایا وہ شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے اور دین کی توہین کرتا ہے۔
اسی طرح اس کی اور بھی بہت سی برائیاں بیان کیں۔

واقعہ مرہ سے قبل جب یزید نے اہل مدینہ پر اپنی بیعت پیش کی تو حضرت
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ لا طاعة لمخلوق في معصية
الخالق وقد فسد علينا ديننا (تاریخ یعقوبی ص ۳۳۸ طبع بیروت) اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت نہیں ہو سکتی اور (میں یزید کی بیعت
کس طرح کروں حالانکہ) اس نے ہم پر ہمارے دین کو خراب کر دیا ہے۔“ نیز
بسط ابن الزبیر لسانہ فی یزید بن معاویۃ وتنقصہ وقال بدعتی انہ
یصبم السكران ویحسی کد اللک - (السناب الاشراف بلاذری ص ۱۷۱)
حیاء الحيوان (اصناف) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کرنا
شروع کیں نیز فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یزید شام کو سوتا بھی شراب کے نشہ
میں ہے اور صبح کو جاگتا بھی شراب کے نشہ میں ہے۔“

جب شامیوں نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اچانک یزید کی موت کی خبر
پہنچی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا یا اهل الشام قد اهلك
طاغوتیکم - (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۷) اے شامیوں تمہارا گمراہ نبی الایڈمر گیا ہے۔

آئیں جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

حضرت ابوہریرہ کا نظریہ | مفسر قرآن علامہ آلوسی، مفسر قرآن علامہ قاضی شاد اللہ پانی پتی، شارح بخاری علامہ عسقلانی، شارح بخاری علامہ قسطلانی، محدث ابن ابی شیبہ مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر، شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب، علامہ ابن حجر مکی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہم اللہ علیہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دعا نقل کی ہے ان ایاہدیرۃ یقول اعوذ باللہ سبحانہ من رأس السیتین وامارۃ الصبیان یشیر الی خلافة یزید الطرید لعنہ اللہ تعالیٰ علی رغمہ انف۔

(تفسیر روح المعانی ۶ ص ۱۲ طبع بیروت) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، ”میں ستم کے اخیر اور لوگوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی حکومت کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس ذلیل پر۔ کیونکہ یزید ستم میں حکمران بنا تھا۔“ نیز فتح الباری شرح بخاری ۱ ص ۱۳، تفسیر مظہری ۱ ص ۱۲، ارشاد الساری شرح بخاری ۱ ص ۱۳، الاصابہ فی تیز الاحیاء ۱ ص ۲۲، مظاہر حق ۳ ص ۲۲، البدایہ والنہایہ ۲ ص ۲۳، جذب القلوب الی دیار المحبوب فارسی ص ۳۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۳ ص ۳۵، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ۳ ص ۴۹ سوانح کربلا ص ۶۳ وغیرہم پر بھی حضرت ابوہریرہ کی یہ دعا موجود ہے۔

حضرت ابوسعید خدری کا فرمان | عن ابی سعید الخدری۔ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینزل من بعد ستین سنة اضاعوا الصلوٰۃ والتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا۔ البدایہ والنہایہ ۲ ص ۲۲، مسند امام احمد ۲ ص ۳۵، فتح القدیر ۳ ص ۲۲۹، تفسیر ابن کثیر ۲ ص ۱۲، مجمع الزوائد ۶ ص ۲۳۳ وغیرہم) ترجمہ یہ مشہور صحابی رسول حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ستہ کے بعد ایسے لوگ (حاکم) ہوں گے جو نمازیں صانع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے پس جلد ہی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ چنانچہ ستہ کے آنے میں یزید حکمران ہوا اور پھر ساٹھ کے بعد اس کے دور حکومت میں ۱۱۷ کے ابتداء میں سانحہ کربلا اور ۱۱۸ میں حرہ کا شرمناک واقعہ ہوا۔ اسی واقعہ حرہ میں راوی حدیث ہذا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یزیدیوں نے بہت توہین کی۔ آپ کا تمام اسبابِ فتنہ لوٹ لیا اور آپ کی دائرہ مبارک کوچ ڈالی۔ تفصیل کے لیے اخبار الطوال ص ۲۶۹، تطہیر الجنان ص ۶، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲، تاریخ مدینہ ص ۴ دیکھیں۔

حضرت معقل بن سنان کا نظریہ | مشہور صحابی رسول حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ نے جب زبردستی یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے لیے گرد و نواح کی طرف بھیجا تو وہاں جا کر آپ نے جو بیان دیا آپ بھی پڑھیں ذکر معقل بیزید بن معاویہ فقال معقل انی خرجت کرھا لبدیعة هذا الرجل وقد کان من القدر والقضاء خروجی الیہ وهو رجل یشرب الخمر ویزنی بالحرم ثم نال منه و ذکر خصالا کانت فیہ - (مسند ذک ۲ ص ۵۲۲، طبقات ابن سعد ۴)

ص ۲۸ طبع بیروت، سوانح کربلا ص ۶۲) ترجمہ: حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص (یزید) کی بیعت لینے کے لیے زبردستی بھیجا گیا ہے اور اس کام کے لیے میرا نکلتا میری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے (ورنہ میں تو خود بھی یزید کا قائل نہیں ہوں کیونکہ) وہ ایک ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے اور حرام (جنگے) ساتھ شرعی لحاظ سے نکاح حرام ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ پھر حضرت معقل نے

اس کی ان دیگر برائیوں کا بھی ذکر کیا جو اس میں تھیں۔

حضرت منذر کا حلفیہ بیان | صحابی رسول حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں انی قد اجاز فی ہماۃ الف ولا یمنعنی ما صنع بی ان اخبرکم خبرہ واللہ انہ یشرب الخمر واللہ انہ یسکر حتی یدع الصلوۃ۔ (تفسیر کامل ص ۲۷)

وقاد الوفاء (ترجمہ) میں مانتا ہوں کہ یزید نے مجھ کو ایک لاکھ درہم دیئے ہیں البتہ اس کا یہ عطیہ مجھے تمہارے سامنے اس کے حالات بیان کرنے سے نہیں روک سکتا۔ خدا کی قسم یزید شراب پیتا ہے اور خدا کی قسم وہ شراب میں اس حد تک مخمور رہتا ہے کہ اسے نماز کا خیال ہی نہیں رہتا۔ نیز انہی حضرت منذر کا مفصل فرمان آیات کے باب میں آیت مٹا کے تحت جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۲ از شیخ عبدالحی محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے

ابن حشیل ملائکہ کا حلفیہ بیان | حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کا یزید کی بیعت توڑنے کا واقعہ علامہ ابن خلدون اور ابن عساکر ثانی رحمہما اللہ نے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے پڑھیں اور غور فرمائیں۔ عبداللہ بن حنظلہ۔ دکان اشیاخ من اهل المدينة یخدثون ان من وفد الی یزید عبداللہ بن حنظلہ ومعہ ثمانیۃ بتین لہ فاعطا مائة الف واعطى بنیہ کل واحد منهم عشرة آلاف سوى کسوتهم وحملاتهم فلما قدم عبد اللہ المدینۃ اتاہ الناس فقاوا ما وراک قالوا انتیتکم من عند رجل واللہ لو لم اجد الابن ہؤلاء لجاہدتہ یہم قالوا فانہ بلغنا انہ اکرمک واعطاک قال قد فعل وما قبلت ذلک منه

الا ان اتقوى به عليه وحقق الناس فبايعوه۔۔۔۔۔ ان اهل المدينة
لما دثبوا لياالى الحرة فاخرجوا بنى امية عن المدينة واطمروا عيب
يزيد بن معاوية وخلافه اجمعوا على عبد الله بن حنظلة وقال
يا قوم۔ اتقوا الله۔ فوالله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان نرمي بالحجارة من
السماء ان رجلا ينكم الامهات والبنات والاخوات ويشرب الخمر۔

د تازیخ ابن عساکر ۲ ص ۲ طبع بیروت، تاریخ ابن خلدون اردو ۲ ص ۱۲ نفس کیڈمی
تاریخ کامل ۲ ص ۲، طبقات ابن سعد ۵ ص ۶، تذکرۃ الخواص ۲ ص ۲، ثابت بن السنہ
ص ۴، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳، سوانح کربلا ص ۶، مستدرک ۲ ص ۲، مومناہ
از خواجہ حسن نظامی ص ۴، تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۲ اردو ص ۲، انساب الاشراف بلاذری
۲ ص ۲، حیاۃ الصحابہ ۲ ص ۲، علامہ ابن حجر مہتمی کی نے اتنا زیادہ لکھا ہے ۔
ویقتل اولاد آل یاسین ولحم یدارک اللہ فی عمرہ ۔ (صواعق مرقومہ ص ۳)

ترجمہ ہر حضرت عبداللہ بن حنفہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کے بزرگوں (سرداروں) میں
سے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ بھی اس وفد کے ایک رکن تھے جو اہل مدینہ کی
طرف سے (یزید کے حالات معلوم کرنے کے لیے) یزید کے پاس گیا تھا۔ آپ کے
ساتھ آپ کے آٹھ (۸) بیٹے بھی تھے۔ وہاں سے واپسی پر یزید نے آپ کو (بطور
خوشامد) ایک لاکھ درہم دینے اور آپ کے بیٹوں میں سے ہر ایک کو دس، دس ہزار
(۱۰۰۰) درہم دینے۔ اس کے علاوہ انہیں سواریاں اور غنیمتیں بھی دیں۔ جب حضرت
عبداللہ مدینہ منورہ پہنچے، لوگ پوچھنے لگے وہاں کی کیا خبر ہے۔ آپ نے فرمایا میں
ایک ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں کہ اگر میرے ان بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی
میرا ساتھ نہ دے تو پھر بھی میں اُس سے ضرور جنگ کروں گا۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو
سننا ہے کہ اس نے آپ کی عزت کی ہے اور آپ کو کچھ مال بھی دیا ہے۔ آپ نے

من اور از بیعت خود بر آوردم ہم چنانکہ دستار خود را از سر خود بر آوردم و جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۹) یعنی یزید کے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد گورنر مدینہ نے مدینہ منورہ کے معززین کا جو وفد یزید کے پاس بھیجا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن ابی عمر خزومی بھی تھے جب آپ واپس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اگرچہ یزید نے مجھے انعام و کرام دیا ہے لیکن چونکہ وہ خدا کا دشمن پکا شرابی ہے لہذا میں اس کی بیعت کو توڑنا ہوں اور آپ نے اپنا محاسبہ (ریگریڈی) اتار کر پھینک دیا اور فرمایا جس طرح میں نے اپنی ریگریڈی اتار دی اسی طرح میں نے اپنے سر سے یزید کی بیعت اتار دی۔
شرفاء مدینہ کا فیصلہ | علامہ بلاذری لکھتے ہیں۔

فكتب یزید الی عثمان بن محمد عاملہ ان یوجہ الیہ وفد یتستمع مقالہ ہم یتسمیل قلوبہم (انسب الاشراف ص ۲۱) یعنی یزید نے عثمان بن محمد بن ابوسفیان (یزید کا چچا زاد بھائی) گورنر مدینہ کو حکم بھیجا کہ مدینہ منورہ سے (شرفاء مدینہ کا) ایک وفد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان کے خیالات سنوں اور (انکی خوشامد اور مالی خدمت کر کے) ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کروں۔

لیکن علامہ ابن کثیر، علامہ طبری، علامہ ابن اثیر وغیرہم لکھتے ہیں۔

ولما رجع الوفد المدینۃ الیہا اظہروا اشتہار یزید و عیدہ وقالوا قد منامن عند رجل لیس له دین یشرب الخمر ویغرب الطنائہ و یعد عند القیاق و یلعب بالکلاب و لیس عندہ الحرب و ہما اللصوص۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۹، تاریخ طبری ص ۷، تاریخ کامل ص ۳۱، خلاصۃ الوقایہ ص ۳۸، وقاد الوقایہ ص ۳۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۹۔ ترجمہ: یہ حبیب وہ وفد مدینہ منورہ واپس پہنچا تو علی الاعلان یزید پر سب و شتم کرنے لگا اور اسکے عیب (جو وہاں دیکھ کر آئے تھے) بیان کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم ایک ایسے

شخص کے پاس سے آرہے ہیں جس کے پاس دین نہیں ہے، وہ شراب پیتا ہے
 طہور سے بجاتا ہے اور لونڈیاں اس کے پاس گایا کرتی تھیں، کتوں کے ساتھ کھیلا کرتا
 تھا اور رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر کہانیاں سنایا کرتے تھے۔
 پھر سب نے بیک زبان کہا۔ انا نشہد کما نانا قد خلعنا۔

فتا بعہم الناس علی خلعه۔ (حوالہ مذکورہ بالا) ”اے لوگو! ہم تمہیں گواہ
 بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی ہے۔ پس تمام لوگوں نے انکا اتباع
 کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑ دی۔“ حالانکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
 کی روایت ہے کہ دعانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبايعتنا
 ان لا ننازع الامراء هذه الا ان تروا كفرا بواجبا

عندكم من الله فيه برهان۔ (بخاری شریف ۲، ص ۴۵۱، سنائی
 شریف ۲، ص ۴۱۱، مشکوٰۃ شریف ۳) آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم حاکموں سے اس وقت تک جھگڑا نہیں
 کریں گے جب تک ہم ان میں کوئی کفر مرتکب نہ دیکھ لیں جس پر ہمارے لیے
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اختلاف کرنے کی) دلیل بن جائے۔

علامہ ملا علی قاری ”ان لا ننازع“ کے تحت لکھتے ہیں۔

ای لا نطلب الامارة ولا نغزل الامیر منا ولا نخاربه۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۷، ص ۲، حاشیہ مشکوٰۃ ۲، ص ۳۱) یعنی ہم نہ خود (مسلمان حاکم
 کے ہوتے ہوئے) حکومت کے طالب ہوں گے اور (جب تک کوئی شرعی عذر
 پیدا نہ ہو جائے) نہ خلیفہ وقت کو معزول کریں گے اور (جب تک شرعی حدود
 سے وہ تجاوز نہ کرے) ہم اس سے لڑیں گے بھی نہیں۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دست حق پرست پر یہ بیعت کی تھی کہ جب تک عالم وقت میں ہم کفر صریح نہ دیکھ لیں گے اس سے کسی قسم کا نزاع نہیں کریں گے چنانچہ جب صحابہ کرام نے یزید کے فسق و فجور کا چرچا سنا تو فوراً کوئی کاروائی نہ کی بلکہ معتمدین مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس بھیجا تاکہ اس کے شب و روز کے معمولات سے آگاہی ہو۔ چنانچہ مدینہ شریف کے معززین کا وفد یزید کے ہاں گیا چند دن وہاں رہا اور کردار یزید کی تحقیق کر کے واپس آئے اور آکر باقی تمام مسلمانوں کو یزید کے آنکھوں دیکھے حال سے مطلع کیا اور سب کے سامنے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کیا۔

اس طرح شرعی حجت قائم ہو جانے کے بعد لاطاعۃ لخلق فی معصیۃ الخلق کے فرمانِ مصطفویٰ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعت صحابہ نے یزید کی بیعت بھی توڑ دی، اس کو معزول کرنے کی بھی کوشش کی اور جب وہ حکومت سے دست بردار نہ ہوا تو پھر اس سے جنگ بھی کی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر ہم ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو پھر کل قیامت کو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے (حوالہ گزر چکا) تو جناب اگر ابتداءً بعض صحابہ نے بوجہ یزید کی بیعت کر لی تھی۔ تو اس کو دلیل بنانے والے دوست بعد کا فعل تسخیرِ بیعت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد کا قول و فعل پہلے والے قول و فعل کو منسوخ کر دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور منسوخ قول و فعل کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا لہذا تمام صاحبِ ایمان حضرات پر لازم ہے کہ ارشاد خداوندی و الدین اتبعوہم یا احسان اور فرمانِ مصطفویٰ ما اتانا علیہ و اصحابی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یزید کو فاسق و فاجر مرتکب کہاؤں اور جبر و استیاد سے بننے والا ظالم اور جھٹک امت بے وقوف نوجوان حاکم تسلیم کر لیں اللہ تعالیٰ حق پر ایمان لائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقاضا ہے مہجوں کا طوفاں سے کھیلو
 کہاں تک چلو گے کنارے کنارے
 ملت عربیہ کا فیصلہ | علامہ ابن جریر ہیتمی کی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔
 ولما فعل یزید باهل المدينة ما فعل مع شربة الخمر واتيانه
 المتكرات اشتد عليه الناس وخرج عليه غير واحد ولم
 يبارك الله في عمره - (صواعق مرقومہ ص ۲۲۱) ترجمہ :- جب یزید نے اہل
 مدینہ کے ساتھ ظلم بے انتہا کیا (واقعہ حرہ) اور اس کے شراب پینے اور اس کی دیگر
 برائیوں کا جب لوگوں کو علم ہوا تو لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور
 (مملکت عربیہ کے) بہت لوگوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اللہ تعالیٰ یزید
 بے دید کی عمر خواب میں برکت نہ دے۔“

یہ بیعت توڑنے والے ظاہرات ہے یا صحابی تھے یا تابعی۔ تو ان غیر القرون
 والوں کا اور وہ بھی قرن اولیٰ اور ثانیہ کا جب یزید کے فسق و فجور پر اجماع ہو چکا
 ہے اور یہ پاکباز ہستیاں جب اسے امیر المؤمنین ماننے سے انکار کر رہی ہیں
 تو آج کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے امیر المؤمنین کہے۔

شب دیجور تاروں سے سنورتی ہے عجب نشید
 بری صورت کسی کو کب بھلی معلوم ہوتی ہے
 حضرت عمران بن حصین کا انکشاف | عن عمران بن حصین

قال مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يكره ثلاثة
 احياء ثقیف وبنی حنیفہ وبنو امیة - (ترمذی شریف ص ۲۲۳)
 مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵) مشہور صحابی رسول حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک تین قبیلوں سے نفرت

فرماتے رہے "ما شقیف" بنی حنفیہ اور "بنو امیہ" اس حدیث شریف کے الفاظ "بنی امیہ" کے تحت شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما از الیشاں بود کذا قیل و عجب است ازین قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبید اللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامر وے و برضائے وے کرد و باقی بنی امیہ ہم در کار ہائے بد تفصیر کردہ اند یزید و عبید اللہ را چگونہ و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت در خواب دید کہ یزید ہاں بر منبر شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم بازی میکنند و تعبیر آن یہ بنی امیہ کردہ دیگر چیز ہاں بسیار است چہ گوئید (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۲ ص ۲۴)

اسی حدیث کے اپنی الفاظ کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) بنی امیہ کو بسبب اس کے کہ پیدا ہوا ان میں سے عبید اللہ بن زیاد کہ جو مباشر تھا قتل امام حسین کا۔ بڑا ہی پلید تھا..... اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس (یزید) کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا۔ اور جو کچھ کہ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بد ذاتوں میں کچھ قصور نہیں کیا صرف یزید اور ابن زیاد کو کیا کہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اس کی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہاں تک بیان کریں (مظاہر حق ۲ ص ۲۴)

حضرت سمرہ بن جندب کا نظریہ مشہور صحابی رسول حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ یزید کے دربار میں بیٹھے تھے جب یزید نے امام حسین کے لبوں پر چھری

ماری تو آپ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا "اللہ تیرا ہاتھ کاٹے، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے اور اب تو ان ہونٹوں میں لکڑی لگاتا ہے۔ اسے ظالم تو خاندان نبوت پر اتنا ظلم کر چکا ہے لیکن اب تک تجھے بس نہیں ہے۔" (مرج البحرین ص ۲۵۹)

حضرت حسن بصری کا نظریہ | علامہ شیخ مومن شیبغی مصری رحمہ اللہ مشہور

تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ایک فرمان نقل فرماتے ہیں جس سے آپ کا احترام نبوی، محبت اہل بیت اور آپ کی دشمنان اہل بیت سے بے حد نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔ وکان الحسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ یقول لو کان لی مثل فی العصۃ مع قتلۃ النجین بن علی وخیرت بین الجنة والنار لاخترت دخول النار حیاً ومن رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقع بصرہ علی فی الجنة۔

(نور الابصار ص ۱۲۹ طبع مصری)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اگر (خدا نخواستہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہو اور مجھے جنت اور دوزخ میں جہاں چاہوں جانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی وجہ سے دوزخ میں جانا پسند کروں گا، تاکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر نظر نہ پڑے۔ "کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہر حال جنت میں تشریف فرما ہوں گے اور اگر میں بھی جنت میں چلا جاؤں اور قاتلین حسین سے میری کچھ رشتہ داری ہو تو حضور جب مجھے دیکھیں گے تو ظاہر بات ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے نواسے کا قاتل تیرا رشتہ دار ہے تو میں آپ کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاؤں گا۔ لہذا اگر خدا نخواستہ امام پاک کے قاتلوں سے میرا کوئی رشتہ ہو تو میں دوزخ میں جانا گوارہ

کروں گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے) یزید دوست حضرات کے لیے لمحہ فکرمیہ۔

جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو پھونک دو

اعظم اگرچہ وہ اپنی ہستی ہی کیوں نہ ہو

نیز آپ کا ایک بیان وضاحت نشان خاص یزید کے متعلق بھی ہے۔

آپ نے حضرت امیر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ استخلافہ بعدہ ابنہ

سکیوا اخصیدا (تاریخ کامل ۲ ص ۱۹۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کے بعد آپ کا

بیٹا یزید حکمران ہوا اور وہ شراب کے نشہ کا بہت زیادہ عادی تھا۔

حضرت عمر ثانی کا فیصلہ | تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

وہ عادل خلیفہ تھے کہ آپ کے دور حکومت میں بکری اور بھیریا اکٹھے چرتے تھے

حنور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تو امیہ میں ایک ایسا عادل شخص ہوگا جو دنیا

کو انصاف سے بھر دے گا۔ تمام دنیائے اسلام آپ کو عمر ثانی اور خلیفہ راشد خامس

مانتی ہے، صاحب کشف حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیع اپنے رفقاء

کے آپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لاتے دیکھا۔

بہر حال آپ وہ عادل خلیفہ ہیں کہ تمام دنیائے اسلام آپ کے عدل و انصاف

اور آپ کی شرافت و بزرگی کو مانتی ہے۔ فقہ حنفی کے معتبر مصنف علامہ عبدالعزیز قرطاری

شارح بحاری علامہ عسقلانی، مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر، فاضل الحدیث علامہ جلال الدین

سیوطی، علامہ ابن حجر مکی اور محدث بالاتفاق شیخ عبداللہ بن محمد رحمہم اللہ بیان

فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں یزید کو امیر المؤمنین

کہہ دیا تو آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔ اتقول له امیر المؤمنین فامر

به فخر بعشرين سوطا انما شرح، شرح عقائد ۵۵، تہذیب التہذیب ۱ ص ۱۵۱،

سوانحی حوقہ ص ۳۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۲، تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۳ اردو ص ۲۵
 ماثبت من السنہ ص ۳۴ ترجمہ دہ کیا تو اسے امیر المومنین کہتا ہے۔ پھر آپ نے
 حکم دیا تو اُسے (یزید کو امیر المومنین کہنے والے شخص کو) بیس کوڑے لگائے گئے۔
 حالانکہ آپ بھی اموی خلیفہ تھے لیکن ایک منصف مزاج شخص حق بات میں اپنے
 پرانے کافرق نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ
 کو خلیفہ راشد ماننے کے باوجود یزید کو امیر المومنین کہنے والے حضرات عبرت حاصل کریں۔

حضرت امام اعظم راضی اللہ عنہ کا مسئلہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ ایسے ظالم و جاہل حکمرانوں کا دور تھا کہ جب
 لوہے کے محاسبے حکومت قائم کی گئی تھی اور زبان سے کسی اصلاحی لفظ کا نکلنا
 اپنے خون سے کیلنا تھا اسی لیے بڑے بڑوں کے پائے استقلال ڈگمگ چکے تھے۔
 خواجہ حسن بھری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی اور شعیب جیسے اللہ عظام کے بے خاموشی
 کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۲۸) اکثر دیکھا جا رہا
 تھا کہ زبان سے بات نکلی نہیں کہ سرتن سے جدا ہو گیا (امام اعظم کی سیاسی زندگی
 ص ۱۸) ان حالات میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا کسی مسئلہ میں سکوت فرمانا ویں
 نہیں بنایا جاسکتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ما اتانا عن اللہ و
 رسولہ قبلناہ علی الرأس والعین وما جاءنا و ما اتانا عن
 الصبیاء اخترنا احسنہ ولم نخرج عن اقاویلہم (نور الابصار ص ۲۲ طبع معری)
 یعنی آپ فرمایا کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
 طرف سے ہمیں ملتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں اور ہمیں جو کچھ

صحابہ کرام کے فرامین و اہتمام میں ان میں سے احسن کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ہم کبھی بھی ان کے فرامین سے تجاوز نہیں کرتے۔“ اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک قول مخالف حضرات بھی اکر بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اذا صح الحديث فهو مذہبی یعنی جو چیز صحیح حدیث سے خوب اچھی طرح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ تو جناب جب یہ مسئلہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب، مؤطا امام مالک، مسند فردوس، سنن الکبریٰ بیہقی، معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند رویانی، مشارق الانوار، مستدرک، مسند امام احمد وغیرہم جمع ان کی مشہور و معروف اور مستند و معتبر شروح سے خوب اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے تو حضرت امام کے مذکورہ قول کے مطابق ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ یزید عنید کے متعلق آپ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ان احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

اموی قرماں روا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۱۱۰ھ میں کوفہ کا گورنر ابن النضرانیہ خالد بن عبداللہ تھا وہ نہایت ظالم اور بے دین شخص تھا۔ اس نے مسجدوں کے مینار گروا دیئے اور اپنی نفرانی ماں کے لیے کوفہ میں ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا۔ اموی خلفاء کو راضی کرنے کے لیے حضرت علی کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ بلکہ بے دین خوشامد میں یہاں تک بڑھا کہ کہنے لگا۔ ان الخلیفۃ ہشاماً افضل من رسول اللہ۔ (تاریخ کامل ۵ ص ۱۰۱) یعنی (معاذ اللہ) خلیفہ ہشام رسول اللہ سے افضل ہے، بیت المال سے اس نے مالیشان گرجا بنوانے اور اپنی جاگیر میں سات نہریں نکلوانے اور دیگر اپنے تعیش پر خرانے کا پچاس کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ ہشام کے پوچھنے پر کہا کہ میں نے اس رقم کا بڑا حصہ حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کے پاس جمع کر رکھا ہے۔

ہشام نے آپ کو کوفہ بلایا اور وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا بھلا جو شخص ہمارے
 آباد اجداد کو ہمیشہ گالیاں دیتا ہو وہ ہمارے پاس مال کیسے بھیجے گا۔ خلفاء بنی امیہ
 ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ سادات میں سے کوئی کوفہ میں نہ آنے پائے
 لیکن ہشام نے مکمل اطمینان کر لینے کے بعد بھی حضرت زید بن علی بن حسین کو
 بجائے واپس مدینہ منورہ بھیجنے کے کوفہ بھیج دیا۔ کوفہ والوں نے بھولے سید سے
 پھر وہی رویہ اختیار کیا جو وہ حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین سے کر چکے
 تھے۔ کوفیوں نے ہشام کے خلاف حضرت زید بن علی کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع
 کی حتیٰ کہ تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) کوفیوں نے بیعت کر لی۔ اہل بیت کے حب
 حضرات اگرچہ حضرت زید کو اہل کوفہ کی بے وفائیاں یاد دلاتے رہے لیکن آپ نے
 اہل کوفہ پر پھر اعتماد کر ہی لیا اور ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ حضرت زید نے
 اپنے ایک خادم فضیل بن زبیر کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا آپ بیماری کی وجہ
 سے فوج میں شامل تو نہ ہو سکے لیکن سامان حرب کے لیے حضرت زید بن علی
 کی خدمت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے نذرانہ پیش کیا اور حوام الناس کو سید زاورے
 کی معاونت پر ابھارنے کے لیے ایک تاریخی فتویٰ جاری فرمایا کہ خرد وجہ
 ایضا ہی خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم بدر
 (روضہ المغیر ص ۲۴، ہدیت المہدی ص ۹۰، اسعاف الراغبین ص ۲۵۵، نور الایضاد مطبع مری
 ص ۲۲، الجصاص ص ۱۵۵، تاریخ طبری ص ۴۸۲، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۵۵،
 تنویر الازہار ص ۲۵۵، تحفہ اثنا عشریہ ص ۱) یعنی اموی خلیفہ ہشام کے خلاف
 سید زاورے کی معاونت میں لڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور کے ساتھ غزوہ بدر
 میں شمولیت تھی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور حضرت زید
 بھی اپنے دادا حضرت امام حسین کی طرح شہید ہو گئے لیکن اس واقعہ سے حضرت

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں اموی خلفاء سے نفرت اور سادات کرام سے محبت و مودت بالکل واضح ہو رہی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے بعد میں جب کبھی بھی حضرت زبید بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بہت رویا کرتے تھے (مناقب موفق ص ۲۹) ، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی مندرجہ

۳۲ھ میں سلطنت بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا اور بنو عباس کا پہلا فرمانروا ابو العباس سفاح تخت نشین ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد ۳۶ھ میں اس کا بھائی منصور تخت نشین ہوا، منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کر دی کیونکہ سادات خلافت کا خیال رکھتے تھے اور یہ ان کا حق بھی تھا۔ اگرچہ سادات کی طرف سے اس وقت کوئی سازش ظاہر نہیں ہوئی تھی پھر بھی عروت بدگمانی پر منصور نے سادات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ محمد بن ابراہیم کو زندہ دیوار میں پٹوا دیا۔ جو لوگ سادات میں ممتاز ہوتے ان کے ساتھ زیادہ بے رحمیاں کرتا۔ ان بے رحمیوں کی ایک بڑی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیے۔ آخر تلک آکر ۷۵ھ میں اپنی مظلوم سادات میں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے یعنی حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی نفس زکیہ رضی اللہ عنہم نے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا تو حضرت محمد نفس زکیہ نے اپنے بھائی حضرت ابراہیم کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا اس وقت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی عمر تقریباً پچاس (۶۶) برس ہو چکی تھی۔ اس وقت کا آپ کا رویہ یوں مذکور ہے۔ کان ابو حذیفۃ یجاہر فی امرہ ویاصر بالحن وجہ معہ۔ (السیاقی الشافعی ص ۲۳، سیرۃ النعمان از شبلی ص ۵۹، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۴۴، تاریخ الخلفاء ص ۱۸) ، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۳۴۳) یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اعلانیہ لوگوں کو حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کی رفاقت پر ابھارتے تھے اور لوگوں کو ان سیدوں کی معیت میں عالم حکومت کا

مقابلہ کرنے کا علم دیتے تھے۔ نیز کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا نفی حج کرنا زیادہ ثواب ہے یا محمد بن زکیہ کی رفاقت میں حکومت سے لڑنا۔ تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس جنگ میں شرکت بچاؤ نفی حجوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (مناقب موفق ص ۱۷۸، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۲۲) نیز آپ نے چار ہزار درہم بطور تدارک بھی دیا (سیرۃ النعمان ص ۱۷۸) اسی طرح آپ کی حب اہل بیت اور دشمنان اہل بیت سے دشمنی کے متعلق علامہ شبلی نعمانی مصری رحمہ اللہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ وقالت له امرأة اشترت علي ابني بالخروج مع ابراهيم ومحمد بن عبد الله بن حسن حتى قتل فقال ابو حنيفة ليتني مكان ابنك۔ (خوارزمي ص ۲۲۷ طبع مصری، تنویر الازہار ص ۲۲۷) یعنی حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی بجائی خلیفہ ابو جعفر کے ساتھ لڑائی کے بعد ایک عورت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو محمد بن عبد اللہ کے ساتھ خروج پر ابھارا تھا۔ وہ اب ان کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہو گیا ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا کاش تیرے بیٹے کی جگہ سادات کی معیت میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں ہوتا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ ہمیشہ سادات کی خدمت اور ان کے دشمنوں سے مخالفت کا تھا چنانچہ ان اہل بیت کے دشمن خلفائے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کو زیر دام کرنے کے لیے اپنا ملازم بنانا چاہا، آپ کو کبھی وزارت غلطی کی پیش کش کی گئی (معجم ص ۱۷۸) یہ پیش کش مروان کی حکومت میں ۱۳۸ھ میں گورنر کوفہ (ابن ہبیرہ) یزید بن عرو بن ہبیرہ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے اس عظیم کا نام بھی یزید تھا۔ کبھی قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا (مناقب موفق ص ۱۷۸) لیکن آپ نے ہمیشہ محبت اہل بیت میں سرفراہ ہو کر دشمنان اہل بیت کی

ہر فرمائش کو ٹھکرا دیا حتیٰ کہ اہل بیت کرام کی اسی وفاداری کے تحت آپ گرفتار ہوئے۔ آپ پر کئی مرتبہ کوڑے برسائے گئے لیکن آپ کا قدم مصائب دنیا پر کبھی نہ ڈل سکا۔ حتیٰ کہ ۱۴ رجب المرجب ۶۱ھ کو عباسی خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اس طرح یہ شیدائے اہل بیت محبت اہل بیت سے سرخرو ہو کر اکابر سادات شہداء کے خادموں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بلکہ کتابوں میں یہاں تک مذکور ہے کہ جب امام اعظم رحمہ اللہ نے ہوش سنبھالا اور آپ کو وقوعہ کربلا کا علم ہوا تو آپ نے اس کے بعد تمام زندگی حب اہل بیت کے طور پر نہ فرات کا پانی نہیں پیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس نہر کا پانی اہل بیت کرام پر بند کیا گیا تھا ابو صفیہ بھی اس پانی کو اپنے اوپر بند کرنا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حب اہل بیت کو بد نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا کہ ”یزید کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ تھا۔“ اب بہت آسان ہو گیا ہے اور جہاں تک اس مسئلہ پر آپ کے سکوت کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب مروان کے دور حکومت میں گورنر کوفہ یزید بن عمر کے حکم پر امام کو کوڑے مارے جا رہے تھے تو تقریباً بیس کوڑے لگانے کے بعد یزید نے جلا دیکر روکا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنا فیصلہ بدلا ہے یا نہیں۔ اسی اشارہ میں ایک یزیدی خوشامدی بنقض امام میں کھڑا ہوا اور گورنر سے کہا کہ یہ اموی خلفاء کو حق پر نہیں سمجھتے چنانچہ آپ سے یزید کے بارہ میں پوچھا گیا لیکن آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اموی گورنر کے سامنے آپ پہلے ہی ذبح خاب ہیں اور اس کیلئے نے آپ کو مزید مزا دلوانے کے لیے یہ مسئلہ چھڑا تھا لہذا آپ نے اس دلیل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ غصے سے خاموش ہو گئے ہوں کہ جاہل ابھی تو واقعہ کر بلا و حشرہ اور اہانت بیت اللہ وغیرہ کل کے واقعے ہیں کیا ایسے واضح اور کھلے مسئلے پر بھی کسی فتوے کی ضرورت باقی ہے۔ بہر حال سکوت کا سبب کچھ بھی مراد دیا جائے لیکن یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنے وقت میں دشمنانِ اہل بیت کے متعلق اپنا مال اور قلم استعمال کر کے اہل بیت اطہار کی خدمت بجالانے والا شخص اپنے سے قبل اس سے بڑے مظالم اہل بیت پر کرنے والے کے متعلق نیک لگان رکھتا ہو۔ اس بات پر آپ کے وہ فتاویٰ جو آپ نے اہل بیت کی حمایت میں دیئے وہ شاہدِ عادل ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص دنیا کی کسی معتبر کتاب سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یزید کی شان اور فضیلت میں یا یزید کا خلیفہ برحق ہونا یا یزید کے جنتی اور بچنے ہوئے ہونے کے متعلق دکھا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو فی حوالہ مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین فان لکم تفعلو اولن تفعلو افا تقوالنار الہی وقودھا الناس ^{والجہادۃ} اعدوت للکافرین۔ والسلام علی من التبع الہدی۔

اور پھر جو لوگ مثل غزالی کے تخصیص و تعیین لعنت سے منع کرتے ہیں وہ بھی یزید کو اچھا نہیں کہتے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ لعنت کافر کے لیے مخصوص ہے اور یزید جیسا بھی تھا اس نے کلمہ پڑھا تھا لہذا وہ ایک دن اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر دوزخ سے نکالا جانے کا لیکن اکثر اکابر علمائے اتنی بات ماننے سے بھی انکار کیا ہے اور اگر کوئی شخص حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے سکوت کو غلط رنگ دے تو پھر اکابر اسلاف حنفیہ مثلاً علامہ ابن ہمام، علامہ ملا علی قاری، علامہ عبدالعزیز فرہاروی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ عبدالرحیم محدث دہلوی، قاضی تہا اللہ پانی پتی، فتاویٰ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ تھانی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، حضرت سلطان العارفین

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہم کے فتوے، تصریحات و تلغینات کا کیا جواب ہوگا (جو کہ اسی کتاب میں اپنی اپنی جگہ تحریر کر دیئے گئے ہیں) نیز مہر حاضر کے صنفی علماء و مشائخ مثلاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، علامہ قطب الدین خان، مولوی عبدالحی لکھنوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا رکن عالم، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولوی زکریا صاحب دیوبندی، شبلی نعمانی دیوبندی، سید سلیمان ندوی دیوبندی شاہ معین الدین ندوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم علی نانوتوی دیوبندی، قاری محمد طیب دیوبندی، حسین احمد مدنی دیوبندی، سید امیر علی دیوبندی، مولوی عبدالباق دیوبندی، مفتی محمد شفیع کراچی وغیرہم کے فتاویٰ اور نہایت واضح بیانات کا کیا جواب ہوگا! ظاہر بات ہے کہ اگر یہ علماء و مشائخ حنفیہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا فتویٰ یزید کے حق میں پاتے تو کبھی بھی اس وضاحت و مہارت سے یزید بے دید کے خلاف فیصلہ دے کہ حضرت امام اعظم کی مخالفت نہ کرتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اکابر علماء حنفیہ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دشمن اہل بیت یزید عنید کے خلاف فتوے دے کر اپنی محبت اہل بیت اور تقلید امام اعظم رحمہ اللہ کے اپنے صحیح حنفی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ **فَاخْتَبَرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ**

حضرت امام احمد بن حنبل کا فتویٰ | حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ صالح نے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آپ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ **کیف لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ** **نقال عبد اللہ قد قرأت کتاب اللہ عزوجل فلما وجد لعن یزید** **فقال الامام ان اللہ تعالیٰ یقول فلعن عسیم ان تولیہتم ان**

تفسد وافی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم
اللہ الخ وای فساد قطیعة اشد مہا فعلہ یزید ۔

و تفسیر روح المعانی ۲۲ ص ۲۲ طبع بیروت، تفسیر مظہری ۲۵ ص ۲۳، صواعق محرقہ ص ۲۲۲
مکتوبات قاضی شہ، اللہ ص ۲۳، تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸، فتاویٰ عبدالحی ص ۲۸، شہید اربابنا
شرح شفا قاضی عیاض ۲ ص ۵۵، شرح فقہ اکبر ص ۵۸، حاشیہ ہدیت المہدی ص ۹۰ از
مولوی وحید الزمان غیر مقدم، تفسیر معارف القرآن ۲ ص ۲۴ از مفتی محمد شفیع دیوبندی،
مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۵ از مولوی حسین احمد دیوبندی، تکمیل الایمان ص ۵۸،
اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار طبع مصری ص ۲۱، نبراس ص ۵۵۔

یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! اس شخص پر
کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔
آپ کے بیٹے نے عرض کی ابا جان قرآن پاک تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن مجھے
تو قرآن کریم میں کہیں یزید پر لعنت کا ذکر نہیں ملا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا بیٹے
قرآن خداوندی ہے ”پس کیا عفریہ اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد
پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت
کی ہے۔“ پس جو کچھ یزید نے کیا ہے اس سے بڑھ کر کون سا فساد ہو گا۔

جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ، حضرت امام احمد کے اس فتویٰ پر
تبصرہ فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام احمد بكفرة وناهيك
ورعا وعلما يقتضيان انه لم يقل ذلك الا لما ثبت عند
من امور صريحة وقعت منه توجب ذلك وواقفه على
ذلك جماعة كابن الجوزي وغيره واما نسقه فقد اجمعوا
عليه و اجاز قوم من العلماء لعنة بخصوص اسمه وروى

ذالک عن الامام احمد قال ابن جوزی صنف القاضی ابو یعلیٰ کتابین کان
 يستحق اللعنة وذكر من ملحد يزيد (اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۲۱)
 اور تحقیق حضرت امام احمد بن حنبل نے یزید کو کافر کہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت
 امام کا علمی مقام اور آپ کی پرہیزگاری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ نے یزید
 کو تنہی کافر کہا ہو گا جب کہ آپ کے نزدیک اس کو کافر کہنے کے واضح دلائل ثابت
 ہو گئے ہوں گے اور اس بات پر علماء کی ایک جماعت نے آپ سے موافقت
 کی ہے مثلاً ابن جوزی وغیرہ اور یزید کے فاسق ہونے پر تو تقریباً سب کا اجماع
 ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے تو یزید کا نام لے کر لعنت کرنا بھی جائز کہا ہے
 اور حضرت امام احمد بھی یہی فرماتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ قاضی ابویعلیٰ
 نے مستحقین لعنت اختصار کے بارہ میں ایک کتاب لکھی ہے اور ان (مستحق
 لعنت) لوگوں میں یزید کا بھی ذکر کیا ہے ۔“

میں نے تو یہی خاک پہ پھری تھیں انگلیاں

دیکھا جو غور سے تو تیری تصویر بن گئی !

علامہ تفسارانی حنفی کا فیصلہ | فقہ حنفی کے معتبر مصنف علامہ سید الدین

نقلاً ازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، فنحن لا نتوقف فی شانہ ید فی

ایمانہ لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره....وكان

يزيد انه شرب الخمر وامر باللاهى والغناء ومنع الحق على اهله

و نفسی فی دینہ (شرح عقائد نفسی) ارشاد العساری شرح بخاری ۵ ص ۱۴۷، تفسیر روح المعانی ۲۶

۳۷) ترجمہ :- پس ہم یزید کے حق میں (لغت کہنے میں) خاموشی اختیار نہیں کرتے

بلکہ اس کے ایمان کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں (یعنی اس کے ایمان کی گواہی

تہیں دیتے، اللہ کی لعنت ہو زندہ اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام

ساتھیوں پر، اور یزید شراب پیتا تھا اور برائیوں کا علم دیتا تھا اور گانے بجانے کا شوقین تھا اور حق دار کو اس کا حق نہیں دیتا تھا اس طرح اس نے اپنا دین خراب کر لیا تھا۔

علامہ ملا علی قاری حنفی | علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔

قال ابن الہمام ما يدل على كفره من تحليل الخمر ومن تفوهه بعد قتل الحسين واصحابه اني جازيتهم بما فعلوا باشباه قریش (شرح فقہ کبیر ص ۷۸)

علامہ ابن الہمام حنفی | یعنی فقہ حنفی کے مستند مصنف علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ

نے فرمایا۔ یزید کے کفر پر جو چیزیں دلالت کرتی ہیں وہ اس کا شراب پینا اور اسے حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کرنے کے بعد جو یہودہ کوئی کرتے ہوئے کہا کریں نے انہیں اس بات کی جزا دی ہے جو انہوں نے جنگ بدر میں قریشی بزرگوں کے ساتھ کیا تھا اس وجہ سے میں اس کی تکفیر کو جائز سمجھتا ہوں۔

علامہ عبد العزیز حنفی | فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ عبد العزیز فرہاروی حنفی

رحمہ اللہ فرماتے ہیں وبعضہم اطلق اللعن علیہ منہما ابن الجوزی المحدث صنف کتابا سماه الرد علی المتعصب العنید لما نفع عن ذم یزید ومنہم قاضی ابو یعلیٰ۔ (نبراس، شرح، شرح مختصر ص ۵۵)

اور علماء اسلاف میں سے جو یزید پر لعنت کا اطلاق کرتے ہیں ان میں سے محدث ابن جوزی بھی ہیں آپ نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ”الرد علی المتعصب العنید لما نفع عن ذم یزید“ ہے (یعنی اس متعصب عنید کا رد جو یزید کی بُرائی کرنے سے روکتا ہے) اور یزید پر لعنت کرنے والے اسلاف علماء میں سے قاضی ابویعلیٰ بھی ہیں۔

قاضی ابویعلیٰ | علامہ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ

صنف القاضی ابو یعلیٰ کتابا یمن کان یستحق اللعنة و ذکر منہم یزید ۔

(اسعاف الراغبین برماشیر نوزالابصار ص ۲۱۱) ترجمہ :- علامہ قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے لعنت کے مستحق لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس میں آپ نے یزید کا بھی ذکر کیا ہے۔

یعنی علامہ قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے اور آپ نے جن اشخاص کو مستحق لعنت قرار دیا ہے، ظاہر بات ہے ان کے استحقاق لعنت پر آپ نے دلائل بھی قائم کئے ہوں گے کیونکہ آپ جیسا عالم بلا دلیل تو فتویٰ نہیں دے سکتا۔

علامہ ابن جوزی | محدث ابن جوزی رحمہ اللہ نے یزید کے مستحق لعنت ہونے پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔

لیس العجب من فعل عمرو بن سعد وعبد اللہ بن زیاد بل العجب من خذلان یزید وضربه بالقضیب علی سنیۃ الحسین... لا نقنع لفاعله ومعتقدہ باللعنة... وقد حصل مقصوده من القتل ولكن احقاد جاہلیۃ دلیلہا ما تقدم من اشعارہ۔ لیت اشیاخی بیدر شہد والخ (الرد علی المتعصب العنید لمناظر عن ذم یزید ص ۹۲)

ابن زبیر نے بھی سرکار ام کی توہین کی (بخاری ص ۳۰۵)

ترجمہ :- مجھے ابن سعد اور ابن زیاد کی حرکات پر اتنا تعجب نہیں ہے جتنا تعجب مجھے یزید کے ذلیل کاموں پر ہے اور جب امام عالی مقام کا سر اس کے پاس آیا تو اس نے آپ کے دستان مبارک پر پھڑی ماری (اور اس نے جو باقی سلوک آل اطہار کے ساتھ کیا ہے) ہم صرف اس کی اس وجہ سے لعنت پر تنازع نہیں کرتے (بلکہ اسے اور بھی بہت کچھ کہتے اور سمجھتے ہیں) حالانکہ امام پاک کے قتل سے یزید کا مقصد تو پورا ہو گیا تھا لیکن (شہادت امام کے بعد اس کا مرقد اس

کی توہین کرنا) یہ اس کی جاہلیت کے حدود کینہ کی دلیں ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا، کاش کہ میرے بدر والے بزرگ آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے محمد کی اولاد سے آج بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔“

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میزان الاعتدال میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

یزید بن معاویہ: لیس باہل ان یروی عنہ وقال احمد بن حنبل (لا یلتبغی ان یروی عنہ۔ (میزان الاعتدال ص ۴۴)

یزید بن معاویہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے نیز حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی یزید سے روایت کرے۔

علامہ عسقلانی | شارح بخاری فن رجال کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی

رحمہ اللہ بھی علامہ ذہبی کے ہمنا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ

ولیس باہل ان یروی عنہ۔ (تقریب التہذیب ص ۲۸۴) یعنی یزید

بن معاویہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے۔“

نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بخاری مسلم وغیرہما کی حرمت مدینہ والی حدیث یعنی

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے.....“ کے تحت لکھتے ہیں۔

ویمثل ان یكون المراد لمن اراد هاني الدنيا بسوء وانه لا يميل

بل يذهب سلطانه عن قرب كما وقع لمسلم بن عقبة وغيره

فانه عوجل عن قرب وكذا الك الذي ارسله۔ (فتح الباری

شرح بخاری ص ۴۵۵) ترجمہ :- احتمال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اس دنیا

میں اہل مدینہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عہدت نہیں دیتا

بلکہ جلد ہی اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مسلم بن عقبہ وغیرہ کے ساتھ ہوا

وہ بھی جلد ہی ہلاک ہوگی اور اسی طرح اس کو بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا۔

شیخ صبان | جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں واما

جواز لعن من قتل الحسين او امر بقتله او اجازة اورضى به

من غير تسمية فاتفق عليه كما يجوز لعن شارب الخمر واكل

الربا - (اسعاف الراغبين برعاشية نورالابصار ص ۲) ترجمہ: یہ کہ

جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا یا جس نے

آپ کے قتل کی اجازت دی یا جو آپ کی شہادت پر راضی ہوا، ان سب پر بغیر

تمام یہ لعنت کرنے کے جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، جیسے شراب پینے والے اور

سو دینے والے پر لعنت کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں۔

اس عبارت سے (جو کہ آئیت و احکام کے تحت آیات قرآنیہ کے باب میں تفسیر

روح المعانی ۳۲ ص ۲۷ کے حوالہ سے بھی بیان کی جا چکی ہے) یہ تو صاف صاف ثابت

ہو گیا کہ حضرت امام کا قتل، قتل کا حکم، قتل کی اجازت اور قتل امام پر راضی ہونا ہر حال

موجب لعنت ہے۔ جب یہ تمام افعال قبیحہ لعنت کا سبب بنتے ہیں اور اس بات

پر سب کا اتفاق ہے تو پھر جس شخص کے بارہ میں معتبر دلائل و براہین سے یہ بات

ثابت ہو جائے کہ اس نے امام عالی مقام کے قتل کا حکم دیا تھا اور وہ آپ کی شہادت

پر راضی ہوا تھا، اس شخص کے مستحق لعنت ہونے پر بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا

آئندہ باب میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے۔

کہ یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور میدان کربلا میں

جو کچھ ہوا وہ سب یزید کے حکم اور اجازت سے ہوا، آپ کی شہادت پر یزید راضی

ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ امام حسین کو شہید کرنے کے سبب ابن زیاد کا مرتبہ

یزید کی نگاہ میں بہت بڑھ گیا، اس نے یوم فتح منایا، مبارک بادیں وصول کیں

اور یزید اور طنزیہ اشعار کہے بلکہ بعض اشعار تو کفریہ بھی ہیں وغیرہم۔ اور یہ سب باتیں یزید کو امام عالی مقام کے قتل کا ذمہ دار ثابت کرنے کے لیے کافی والی ہیں۔
علامہ قسطلانی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ سعد الدین قفازانی رحمہ اللہ کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والحق ان رضاہ بقتل الحسين واستبشارہ بذاك واهانة اهل بيته صلى الله عليه وسلم... فتحن لانتوقف في شأنه بل في ايمانه لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره (ارشاد الساری شرح بخاری) اور حقیقت یہ ہے کہ یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور آپ کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنی بیت اطہار کی توہین کی، پس ہم یزید کے حق میں توہمت نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔“

علامہ سیوطی | مفسر قرآن محدث ڈکٹران مورخ اسلام علامہ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ واقعہ کربلا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔
 لعن الله قاتله وابن زياد ومعه يزيد ايضا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۷)
 (تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۵۱ اردو ص ۳۲۷) ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اس کے ساتھ یزید پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔“

علامہ عینی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ حدیث شریف ”میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان بے وقوف حاکموں کے ہاتھوں سے ہوگی۔“ بیان فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں۔ **واولہم یزید علیہ ما یشیق** (معدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۱۷ ض ۱) اور پہلا نوجوان بے وقوف فساد کا حکم یزید تھا۔ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔“ علیہ ما یشیق کی تشریح حدیث کے تحت دیکھیں

علامہ کرمانی | شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ
بخاری کی حدیث ”جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا معاملہ کرے گا وہ اس طرح
گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“ (اس حدیث کی دیگر
روایتوں میں یہ الفاظ بھی ہیں ”اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو
اور وہ دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔ اور اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔“ کے
تحت لکھتے ہیں۔ کما انقضی شان من حاربہا ایام بنی امیہ مثل
مسلم بن عقبہ فانہ هلك فی منصرفہ عنہا ثم هلك مرسلہ
الیہ یزید بن معاویہ علی اثر ذالک۔
(المکوکب الدراری شرح بخاری ص ۶۷)

علامہ نووی | تقریباً یہی الفاظ علامہ شرف الدین نووی رحمہ اللہ نے بھی نقل
فرمائے ہیں (نووی شرح مسلم، حاشیہ مسلم ص ۴۹) ترجمہ:- جیسا کہ بنو امیہ کے ان
لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ سے لڑے، جیسے مسلم بن عقبہ، وہ مدینہ شریف سے
واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے بعد جلد ہی اس کو بھیجنے والا یزید بھی ہلاک ہو گیا۔
علامہ مسعودی | علامہ مسعودی رحمہ اللہ نے یزید کی موت کا ذکر کیا ہے اور
اس کی قبر کے متعلق کسی شاعر کا ایک شعر نقل کیا ہے۔

یا ایہا القدر بحوارینا + ضمت شر الناس اجمعینا
(مروج الذهب ص ۶۴)

اے وہ قبر جو حوارین کے مقام پر ہے۔ تو تمام انسانوں سے بُرے آدمی کو
پھپھانے ہوئے ہے۔

علامہ آلوسی کا نظریہ | وانا اقول الذی یغلب علی ظنی ان
الحديث لم یکن مصداقاً برسالة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وان مجموعہ ما فعل مع اهل حرم الله تعالى و اهل حرم نبيه
 صلى الله عليه وسلم و عترته الطيبين الطاهرين في الحيات
 و بعد الممات و ما صدر منه من الخازي ليس باضعف دلالة
 على عدم تصديقہ (تفسير روح المعاني ج ۲ ص ۲۳) ترجمہ: علامہ آلوسی رحمہ اللہ
 فرماتے ہیں ”میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے
 اہل مکہ اور اہل مدینہ اور اہل بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کئے ان کی
 زندگی میں اور ان کی شہادت کے بعد اور یہ کام اس کی عدم تصدیق کے ثبوت کیلئے
 کافی و دافی ہیں۔“

قال ابو هريرة اعوذ بالله سبحانه من رأس السنين و اماراة
 المصبيان يشير الى خلافة يزيد الطريد لعنة الله تعالى على رغم انهم
 (تفسير روح المعاني ج ۲ ص ۱۹۲) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں
 اللہ کے سرے اور نو عمروں کی حکومت سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ کا اشارہ
 یزید مروء کی خلافت کی طرف تھا۔ اس ذیل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

مفسر قرآن علامہ آلوسی ص ب علی کے علامت ایمان
 اور بغض علی کے علامت نفاق بنونے پر دلائل پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔
 انه عليه اللعنة كان يبغضه رضى الله عنه اشد
 البغض وكذا يبغض ولديه الحسن والحسين علي حدهما
 وابويهما وعليهما الصلوة والسلام كما تدل على ذلك الآثار
 المتواترة معني وحينئذ لا مجال لك من القول بان اليعين كان منافقا
 ترجمہ: بے شک یزید ملعون حضرت علی سے شدید بغض رکھتا تھا اور اسی طرح

آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین۔ آپ پر اور آپ کے
آباد اہلاد پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ کے ساتھ بھی حد و درجہ کی عداوت رکھتا تھا جیسا کہ
اس پر آثار متواترہ دلالت کرتے ہیں۔

(اے قاری) اب تو یقیناً سمجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہ ہو گا کہ.....!

”یزید لعین منافق تھا۔“

علامہ ابن کثیر مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قد روی ان یزید کان قد اشتہر بالمعازف و شرب الخمر
والغناء والصیید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والتطاح
بین الکباش والریاب والقروہ۔ مامن یوم الا یصفیہ محمد (الصلی علیہ وسلم) والنفایس
ترجمہ: یزید کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ وہ گانے بجانے کا شوقین ہے اور شراب
پیتا ہے، غنا اور شکار کا دلدادہ تھا، لونڈے اور لونڈیوں کا شوقین تھا، کتے پالنا
میںڈھوں اور رینگھوں اور بندروں میں لڑائی کراتا تھا۔ ہر روز وہ شراب کے نشہ میں
مست بیدار ہوتا تھا۔“

مؤرخ ابو یعقوب تیسری صدی کے مؤرخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں۔

هو یلعب بالکلاب والقروہ وید من الشراب (تاریخ یعقوبی ۲)
ص ۲۳ طبع بیروت) یزید کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ
شراب پیا کرتا تھا۔“

مؤرخ دینوری | مؤرخ ابی حنیفہ دینوری مدینہ شریف کے ایک تابعی کی

یعنی گواہی پیش کرتے ہیں۔ قال محمد بن ابی جهم نرجعت الی المدینة
اشہد علیہ یشرب الخمر۔ (اختیار الطوال ص ۲۶۶، طبع بیروت)

حضرت محمد بن ابی جهم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یزید کے پاس سے ہو کر واپس

مدینہ شریف آیا تو میں نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی یزید شراب پینا ہے۔

مورخ ابن خلدون | علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں، لمّا حدث فی یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابة حیثئذ فی شأنه۔

۱۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۷۷۱

لما ظهر فسق یزید عند الکافة من اهل عصره بعثت شیعة

اهل بیت بالکوفة للحسین (مقدمہ ص ۱۸)

ترجمہ۔۔ یزید کے فسق و فجور کے متعلق جب وہ ظاہر ہو گیا جو کچھ کہ ظاہر ہوا تھا (ماحدث کے الفاظ سے پردہ ڈالا گیا ہے) تو صحابہ کرام میں اس کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

جب یزید کے ہم مھر تمام لوگوں پر اس کا فسق و فجور ظاہر ہو گیا تو اہل بیت کے شیعہ کوفہ سے امام حسین کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ "یعنی آپ کو بلانے کے لیے خطوط لکھنے لگے۔

یاد رہے کہ یہ وہی ابن خلدون ہیں جن پر عباسی صاحب کا مکمل اعتماد ہے عباسی صاحب رقم طراز ہیں "پسح کو بھوٹ سے تیز کرنے کی یا وضعی روایتوں اور مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ نقد و روایت سے جانچنے کی کوئی کوشش سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مورخ نے نہیں کی (خلافت معاویہ و یزید ص ۱۷۱)

مورخ اصفہانی | علامہ ابوالفرج اصفہانی یزید کے ایک جج کا حال

لکھتے ہیں، ولما حج فی خلافة ابیہ جلس بالمدینہ علی شراب۔

فاستأذن علیہ عبد اللہ ابن العباس والحسین بن علی فامر بشراب

نرفع وقیل له ابن عباس ان وحید ریح شرابک عرفه فجبه واذن

لحسین فلما دخل وحید را حجة الشراب مع الطیب۔

دکتاب الامانی (ص ۷۱) یعنی جب حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یزید لعنہ علیہ حج مدینہ منورہ میں آیا تو وہ ایک دن بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ باہر سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے اندر آنے کے لیے پوچھا چنانچہ یزید نے شراب کو سامنے سے اٹھانے کا حکم دیا اور انہیں اندر بلایا پہلے حضرت ابن عباس اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ حسین تیری شراب کو بوسے پہچان لیں گے پس شراب کو ڈھک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے خوشبو ملی شراب کی بوسہ محسوس کی "چنانچہ آپ نے پوچھا (آگے مورخ ابن اثیر بیان کرتے ہیں)

مورخ ابن اثیر | ثم دعا یقده فشربه ثم دعا بآخر فقال اسق اباعبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لاعين لك متى فقال يزيدي

الا يا صاح للعجب دعوتك ذا ولم تحب

الى الفتيات والشهوات والصمهاود الطرب

فتهض الحسين بن علي - (تاریخ کامل ص ۶ ص ۵)

یعنی پھر یزید نے شراب کا ایک پیالہ منگوا یا اور پی لیا پھر ایک اور پیالہ منگوا یا اور کہنے لگا اے حسین پی لو۔ آپ نے فرمایا تم اپنی شراب اپنے پاس ہی رکھو میں تو اسے دیکھوں گا بھی نہیں۔ پس یزید نے کہا!

اے حسین تیری اس بات پر تعجب ہے کہ تو نوجوان لونڈیوں، شہوت کے سامان، شراب اور گانے کی طرف رغبت نہیں کرتا

سید علی ہجویری | سید الاولیاء جناب سید علی ہجویری المعروف داتا گنج

بخش رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ "چوں ایشان را بر اشتراک برہنہ بد مشق

اندر آور دند بیش یزید بن معاویہ اختراہ اللہ (کشف المحجوب فارسی طبع مصری ص ۶۷)
جب محذرات عصمت برہنہ اوتھوں پر سوار کر کے دمشق میں یزید کے دربار میں
لائی گئیں، اللہ تعالیٰ یزید کو ذلیل کرے۔“

واقعہ تو خیر طویل ہے لیکن صرف ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے کیونکہ فی الحال
ہمارا مقصود صرف حضور داتا صاحب رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق تقریر بیان کرنا ہے
اور وہ ”اختراہ اللہ“ یعنی خدا اسے ذلیل کرے، کے الفاظ سے ظاہر و باہر
ہے۔ فافہم۔

شیخ احمد سرہندی حنفی | امام ربانی مجدد الف ثانی برصغیر پاک و ہند میں
دو قومی نظریہ کے بانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اپنے مشہور زمانہ مکتوبات
شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یزید بے دولت از اصحاب نیست در بختی او کرا سخن است کارے کہ اُس
بد بخت کردہ یاچ کافر و فونگ کند (مکتوبات شریف ص ۳۲)

مستی لعنت است..... اِس سخن در باب یزید میگفت گنجائش داشت....
یزید بے دولت از ذمہ فسق است توقف در لعنت او ناہر اصل مقدار اہل سنت
است کہ شخص معین را تجویز لعنت نہ کردہ اند مگر آنکہ بیقین معلوم کند کہ خاتمہ او
بر کفر بودہ..... نہ آنکہ او شایان لعنت نیست (مکتوبات شریف ص ۶۹)

یعنی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”یزید بد بخت اصحاب
میں سے نہیں تھا اس کی بد بختی میں کیا کلام ہے۔ جو کارہائے بد اس بد بخت
نے کئے ہیں کسی کافر فرنگی نے بھی نہیں کیے۔“

مستی لعنت۔ اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جائے تو گنجائش ہے
یزید بد بخت فاسقوں میں سے ہے اس پر لعنت میں جو (بعض علماء کی طرف سے)

توقف کیا جاتا ہے۔ وہ اہل سنت کے ایک اصول کے مطابق ہے کہ جب تک کسی کے متعلق یقین نہ ہو جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ کسی شخص معین پر لعنت نہیں کرتے۔ یہ توقف اس لیے نہیں ہے کہ یزید لعنت کا مستحق نہیں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی | محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

مراد بآں علم (ہلکۃ امتی علی یدی علمۃ من قریش) یزید بن معاویہ، عبد اللہ بن زیاد و مانند ایشان نزلہم اللہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۲ ص ۱۵۵) ان مہلک امت بے وقوف نو عمر ظالم قریشی حاکموں سے مراد۔ یزید بن معاویہ، ابن زیاد اور ان جیسے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ذلیل کرے۔ "نیز فرماتے ہیں شرفائے مدینہ کا وفد جب واپس آیا تو انہوں نے کہا "یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے زانی ہے تارک الصلوٰۃ ہے اور عمار کو بھی حلال جانتا ہے بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں تو کیا یہ آئیم کہ یہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا (۲۲ احزاب ۵۷) کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذاب نار نہیں ہے (تکمیل الامان ص ۱۷۸) نیز فرماتے ہیں۔ لعن اللہ قاتلہ و ابن زیاد و معہ یرید ایضا (ما ثبت من السنۃ ص ۱۷۸) یعنی اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اسکے ساتھ یزید پر بھی۔ نیز واقعہ حرہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ "و فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷۸" وقوع آں در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است بعد از خراب شدن مدینہ ہمیں شکر را بیک فرستادہ و ہم دریں سال آں شقی بدار البوار رفت (اشعۃ اللمعات ۲ ص ۱۵۵)

ولما فعل یزید باهل المدينة ما فعل مع شرب الخمر واتیانہ
المنكرات اشتد عليه الناس ولعبارك الله في عمرك۔

(ما ثبت من السنہ ص ۹۷) جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا نیز اس کا
شراب پینا اور برائیوں کا ارتکاب کرنا ہوا تو لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے
اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر خراب میں برکت نہ دی۔

آپ یزید کی موت کے متعلق لکھتے ہیں۔ یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک
فرصت ہلاک شد و بقاب الہی الم دق و سل بگداخت وفانی شد (اشعۃ اللمعات
ص ۳۹۵) یعنی واقعہ حرہ کا وقوع یزید شقی کے زمانہ میں ہوا۔ وہی لشکر مدینہ منورہ
کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد مکہ پہنچا۔ اسی سال یزید شقی واصل جہنم ہوا۔ یزید
شقی واقعہ حرہ کے بعد جلد ہی ہلاک ہوا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل
اور دق جیسی موذی مرض میں گھل گھل کر ہلاک ہو گیا نیز دیکھیں اشعۃ اللمعات
ص ۳۹۳۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد
محدث بالاتفاق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
دعاة الضلال یزید بالشام والمختار یا لعراق ونحو ذلک۔

(حجۃ اللہ الباقیہ ص ۲۵ مترجم) گمراہی کی طرف بلانے والے ملک شام میں یزید
اور عراق میں مختار تھے (مختار نے نبوت کا دعوٰی کیا تھا) حجۃ اللہ الباقیہ اردو
ص ۳۴۷۔ نیز آپ فرماتے ہیں

فتنہ احلاس جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والوں کا فتنہ ہے اور یہ فتنہ
اس زمانہ پر صادق آتا ہے جو حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد اختلاف ہوا۔

(حجۃ اللہ الباقیہ ص ۳۴۸ اردو)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ قال الیغوی اراد بالفتنه الاولی مقتل عثمان
وبالثانیة الحرّة پس فتنہ ثانیہ بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار
خلافت عبد الملک - (الذات الخلفاء مترجم ص ۲۵) ترجمہ: علامہ بغوی فرماتے
ہیں فتنہ اولی سے مراد (جو مدینہ میں واقع ہوئے) شہادت عثمان ہے اور فتنہ ثانیہ
سے مراد واقعہ حرہ ہے۔ لہذا فتنہ ثانیہ حضرت امیر معاویہ کی وفات سے لے کر
عبد الملک کے دور حکومت تک کا زمانہ ہے۔“

علامہ قطب الدین خان حنفی | شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ
لکھتے ہیں امت کو ہلاک کرنے والے نو عمر بے وقوف قریشی حاکم۔ مراد ان لوگوں
سے یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں خزیم اللہ (اللہ تعالیٰ
انہیں ذلیل کرے) (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۳۲)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے
بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہوا (مظاہر حق ص ۳۲)

نیز آپ حدیث شریف ”بنو امیہ سے حضور کو آخر دم تک نفرت رہی“ کے
تحت لکھتے ہیں ”اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے (بنو امیہ کے برے
لوگوں میں) ابن زیاد کا نام تو لیا ہے لیکن یزید پلید کا نام ذکر نہیں کیا حالانکہ
یزید ابن زیاد کا بھی امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ یزید کے حکم سے کیا
(مظاہر حق ص ۶۴)

قاضی شمس اللہ پانی پتی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے
شاگرد رشید مفسر قرآن علامہ قاضی شمس اللہ پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق اپنے
خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ثم کفر یزید ومن معہ بما انعم اللہ علیہ

وانتصبا بعد اولا آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقتلوا وصیت

رضی اللہ عنہ ظلمسا و کفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم -
 (تفسیر مظہری ص ۵۷۴) ترجمہ :- پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں
 کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا بھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت حسین
 کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین محمدی کا ہی انکار کر دیا۔

و يمكن ان يكون قوله تعالى ومن كفر بعد ذلك إشارة الى
 یزید بن معاویہ..... و فعل ما فعل حتى كفر بدین اللہ -
 (تفسیر مظہری ص ۵۷۵) اور ممکن ہے کہ فرمان خداوندی ”اور جس نے کفر کیا بعد
 اس کے“ میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو..... اس نے کیا جو کچھ
 کیا حتیٰ کہ اللہ کے دین کا منکر ہو گیا (واجح انحر) اور شراب کو جائز قرار دے دیا۔
 نیز فرماتے ہیں ”غرضیکہ کفر بر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او
 مستحق لعنت است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب للہ والبغض فی
 اللہ مقتضی آنست (مکتوبات قاضی ثناء اللہ ص ۲۰) غرضیکہ یزید کا کفر معتبر روایات
 سے ثابت ہو چکا ہے پس وہ لعنت کا مستحق ہے اگرچہ اس پر لعنت کرنے کا
 کوئی ظاہری فائدہ نہیں ہے لیکن الحب للہ والبغض فی اللہ (کسی سے اللہ کے
 لیے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لیے عداوت رکھنا) اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔“
 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے
 صاحبزادے جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جب یزید پلید قتل امام و ہتک حرمت اہل بیت سے فارغ ہوا تو اس
 غرور سے اس کی شقاوت و فسادات اور زیادہ ہوئی چنانچہ لواطت اور زنا، بھائی
 کا بہن سے بیاہ اور سود و غیرہ منہیات کو اس نے علائقہ رواج دیا جس دن اس
 پلید کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی کی گئی اسی دن ٹھس میں وہ واصل جہنم ہوا۔

(سرالشہادتین ص ۳۱) نیز فرماتے ہیں !

ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کس طرف تھے۔ حضرت نے فرمایا میزان عدل پر تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اس مردود کے ظلم پر غالب آیا (کلمات عزیزی ص ۱۱) نیز آپ فرماتے ہیں ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں بلکہ حضرت امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے ابھی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے (فتاویٰ عزیزی ص ۳۶۶)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی حنفی | اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو منع نہیں کریں گے (الکوئتہ الشہابیہ ص ۱۱۵، ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۱۵) نیز فرماتے ہیں ”یزید پلید“ (نعم نبوت ص ۱۶) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مح ہمارہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفیٰ کے گود پائے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑنے کے تمام استخوان پور ہو گئے حرم معذرات شکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے ملعون ہے وہ شخص جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، شک نہیں کہ یزید نے ملک میں فساد پھیلایا (عرقان شریعت ص ۱۲)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید علیہ صایستحقہ یقیناً باجماع اہل سنت فاسق فاجرو و جری علی الکبائر تھا، یزید کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا صاف خطا ہے و بد دینی ہے (عرقان شریعت ص ۱۲)

تیز آپ فرماتے ہیں اس خبیث نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ منکبہ پر بھیج کر سترہ سو
جہا برین و انصار کو شہید کر لیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے پھر بیت اللہ کی بے رحمی
کی اور اسے جلایا (احسن الوما ص ۱۵)

مولانا حسن رضا خاں بریلوی حقیقی | مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر صغیر اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی رحمہما اللہ کہتے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نادر کا اے دشمنِ اہل بیت
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
ذن دہارے لٹ رہا ہے کاروانِ اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے یاکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت!
(ذوقِ نعت ص ۱۵)

خواجہ فرید الدین حنفی | سلطان الاولیاء خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ
فرماتے ہیں!

جہنم اسیر اے جو رو جنادی | دلڑھی قیدی کرب و بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید اے
(دیوانِ خواجہ فرید ص ۳)

سلطان العارفین حنفی | سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

جیکر مندے بیعت رسولی | تاں پانی بند کیوں کر دے ہو
جیکر کردے خوفِ خدا دا | تاں تنہو نیٹھے کیوں سٹرے ہو

(ابیاتِ باہو ص ۱۹)

حضرت بحر العلوم | شارح مسلم الثبوت (درس نظامی کی مختصر مگر جامع کتاب

حضرت بحر العلوم فرماتے ہیں۔ ان یزید کان من اخبث الناس وکان بعیدا امر احد من الائمة بل شک فی ایمانه خزله اللہ۔

(شرح مسلم الثبوت از بحر العلوم ص ۷) ترجمہ: یقیناً یزید النانوں میں سے نفیث ترین الشان تھا اور وہ امامت و خلافت کی اہلیت سے بہت دور تھا بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی | محشی کنز الایمان صدر الافاضل مولانا نعیم الدین

مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محاسب تھا، اسی لیے حضرت امام کی شہادت اس کے لیے باعثِ مسرت ہوئی۔ حضرت امام کا سایہ اٹھنا تھا کہ یزید کھل کھیل اور انواع و اقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہو گئی۔ زنا، بواہت، حوام کاری، بھائی بہن کا بیاہ، سود اور شراب دھڑے سے رائج ہوا۔ آخر کار یزید پلید کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرما دیا اور وہ بد نصیب تین برس سات چھینے تخت حکومت پر شیطنت کر کے جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ معظمہ کی بے حرمتی ہوئی تھی اسی دن ہلاک ہوا (سوانح کربلا ص ۱۱)

نیز فرماتے ہیں! بد باطن، سیاہ دل، تنگ خاندان، فاسق و فاجر، شرابی بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا۔ اس کی بے ہودگیاں اور شرارتیں ایسی ہیں جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے (سوانح کربلا ص ۱۲)

نیز فرماتے ہیں! اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بعد کو ناممکن ہوتا یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے امام کی بیعت سند ہوتی (سوانح کربلا ص ۱۳)

نیز لکھتے ہیں ! حضرت امام حسین کو یزید جیسے عیب محکم شخص کی بیعت پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی بیعت کو کوئی بھی واقف حال دیندار آدمی گوارہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی وہ بیعت کسی طرح جائز تھی (سوانح کربلا ص ۸۷)

یزید وہ بد نصیب شخص ہے جس پر ہر قرن میں دنیائے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور قیامت تک اس کا نام تحقیر سے لیا جائے گا (سوانح کربلا ص ۶۲)

پیر مہر علی شاہ صاحب حنفی | تاجدار گورہ شریف جناب پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے بعد سلسلہ خلافت بالکل جبری حکومت اور دعوت الی جہنم تک پہنچا (فتاویٰ مہرہ ص ۳)

ابو علی قلندر | سدا اولیا، شیخ بوعلی قلندر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید تا خلفت دین خود کردہ یارے اوتلف
زال دنیا چوں درآمد نکاح کرد بر خود خون آں سید مباح
(مشنوی ابوعلی شاہ قلندر ص ۷)

یعنی یزید تا ہنجرانے دنیا کے لیے اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بے وفا لونڈی جب اس کے زیر تسلط آئی تو اس نے اپنے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون جائز سمجھ لیا۔

صدر الشریعہ حنفی کا فیصلہ | صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یزید پلید فاسق و فاجر، مرکب کبار تھا آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلہ سے کیا نسبت۔ وہ بھی شہزادے یہ بھی شہزادہ۔ ایسا کہنے والا مردود، فاجر، ناصبی اور مستحق جہنم ہے (بہار شریعت ص ۶۲)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی | مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی سے پوچھا گیا کہ

یزید کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ تو آپ نے جواب دیا "بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ یزید حبیب باتفاق تمام مسلماناں امیر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی امارت پر مسلمانوں کا اجماع کب ہوا تھا۔ صحابہ اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی۔ اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی حبیب ان کو یزید کی شراب خوری، ترک صلوٰۃ، زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آکر انہوں نے بھی بیعت کو فسخ کر دیا..... اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا (سورۃ احزاب ۵۶) یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ اس کے معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بد نصیب نے جو کارنامے کئے اس امت میں کسی نے ایسے نہیں کیے۔ قتل امام حسین، اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اسکے باشندوں کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مسجد نبوی میں تین روز تک غارت خانہ اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم پاک اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا یزید سر گیا اور جہان کو پاک کر گیا اور بعض بلا تردد یزید پر لعنت جازلہ سمجھتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے اور علامہ نقاش زانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو مقدر و رحمت سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے (فتاویٰ عبدالحی ص ۸۸)

مولانا رکن عالم صاحب حنفی [مشہور زمانہ کتاب ”رکن دین“ کے مصنف مولانا الشاہ محمد رکن عالم صاحب رحمہ اللہ اس مسئلہ پر لکھتے ہیں۔

”یزید پلیدی کی حکومت بھری تھی کیونکہ اہل حل و عقد اس کی حکومت پر ناراض تھے اس کی لعنت میں علماء کے اقوال مختلف ہیں..... یہ اختلاف صرف لفظ لعنت کہنے کے اندر ہے ورنہ مبغوض اور مقہور ہونے میں اس پلیدی کے کسی کو کلام نہیں (توضیح القائد ص ۹)

شاعر مشرق حنفی | شاعر مشرق حمزہ ملت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

زندہ حق از قوتِ شبیری است	باطل آخر داغِ حسرت میری است
چوں خلافتِ رشتہ از قرآن گیسخت	حریتِ راز ہر اندر جامِ ریخت
عاست آں سر جلوہٴ خیرالام	چوں سحابِ قبیلہ بارانِ در قدم
بر زمینِ کربلا با رید و رفت	لالہ در ویرانہا کا رید و رفت
تا قیامت قطعِ استبدادِ کرد	موجِ خونِ اوچینِ ایجادِ کرد
ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست	پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست

موسیٰ و فرعون ، شبیر و یزید

ایں دو قوت از حیاتِ آمد پدید

ترجمہ :- اُتوت شیریں کی برکت سے ہی آج تک حق قائم ہے اور باطل کے مقدر میں آخرِ حرمت و ناکامی ہی ہے۔

۲: بغلاف نے جب قرآن سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور حریت و آزادی کے جام میں زہر گھول دیا۔

۳: خیرالام کا مترج بارانِ رحمت کے بادل کی مانند اُٹھا۔

۴: کربلا کی زمین میں برسا اور ویرانے میں گل لالہ اُگا کر چلا گیا۔

۵: آپ نے اپنا سر دے کر قیامت تک کے لیے جبر و استبداد کا خاتمہ کر دیا اور آپ کے پاکیزہ خون نے ایک پاکستان آباد کر دیا۔

۶: سلطانِ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا غلام بے دام نہیں بن سکتا اور کسی فرعون کے سامنے اس کا سر نہیں جھک سکتا۔

۷: حقیقت یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون اور جناب حسین کے مقابلہ میں یزید آیا ہے اسی طرح ہمیشہ سے اس کشمکش حیات میں یہ دونوں (حق و باطل) قوتیں آپس میں برسرِ پیکار رہی ہیں۔

باقی تمام بیان موعظت نشان کے علاوہ جو آخری شعر میں درویش لاہوری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور فرعون مردود کی یزید بد نصیب کے ساتھ عمل و کردار میں مشابہت بیان کی ہے اس سے آپ کا یزید کے متعلق عقیدہ و نظریہ بالکل صاف واضح ہو رہا ہے اس طرح آپ نے یزید کے ایمان کا بھانڈا پورا ہے میں چھوڑ دیا ہے۔

بانی دارالعلوم دیوبند حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی بیان کرتے ہیں !

بالجملہ براصول اہل سنت حال یزید بہ نسبت سابق متبدل شود نزد بعض کافر

شود و نزد بعض کفر او متحقق نہ گشت اسلام سابق مخلوط بفسق لاحق شد اگر حضرت امام کافر پنداشتند در خروج بر او چہ خطا کردند امام احمد را ہمیں خاطر پسند خاطر افتاد (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۵) در اصل اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کی پہلی حالت بدل گئی تھی۔ بعض کے نزدیک وہ کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کا سابقہ اسلام فسق و فجور کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کافر سمجھا اور اس پر خروج کیا تو کون سی غلطی کی اور حضرت امام احمد کو بھی یہی بات پسند آئی۔

اکابرین علماء دیوبند حنفی | مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی نے ابوداؤد کی ایک مختصر شرح لکھی ہے اور اس کے صفحہ اول پر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ شرح میں نے مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا محمد الہی شاہ صاحب کشمیری، مولانا غنیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا بشیر احمد صاحب عثمانی کی تقریرات (جو کہ انہوں نے ابوداؤد شریف پڑھاتے ہوئے کیں) سے مستفید ہو کے لکھی ہے۔ اس میں ابوداؤد شریف ص ۵۹ کی حضرت عذیفہ کی اندھے اور بہرے فتنے والی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ امایرید فلم یتعاقدا الحسین البیعة معہ لما لم یرہا متاہلا لہا۔ (انوارالمحمود شرح ابوداؤد ص ۶۵)

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اس لیے نہیں کی تھی کہ آپ اسے خلافت و امارت کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔
گنگوہی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

یزید کے اغفال ناشائستہ ہر چند موجب لعن ہیں مگر جس کو متعقی اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مناسبت سے راضی اور خوش تھا اور جائز جانتا تھا اور بدوں توبہ

کے مرگیا وہ تو لعن کے جواز کے قائل ہیں اور دراصل مسئلہ یونہی ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۳) یہاں لنگو ہی صاحب ”مسئلہ یونہی ہے“ کے الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ لنگو ہی صاحب کو مقتدا ماننے والے حضرات متوجہ ہوں۔ مزید تسلی مقصود ہو تو مندرجہ بالا بیانات اور آگے آنے والے چودہویں صدی کے بزم شہما مجدد صاحب کا بیان بھی پڑھ لیں۔

تھا نوی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودہویں صدی کے مجدد مولوی اشرف علی صاحب تھا نوی لکھتے ہیں۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے..... یزید کو اس قتال میں معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد (حضرت امام حسین) سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا..... مسلط ہونا کب جائز ہے۔ خصوصاً نا اہل (یزید) کو (یلک) اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل صل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بنا لیتے (امداد الفتاویٰ ص ۵۵)

سید امیر علی حنفی کا فیصلہ | شرح ہدایہ مترجم فتاویٰ ہندیہ مولانا سید امیر علی شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

”حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجی الہی یہ بات قطعاً معلوم ہو چکی تھی کہ..... آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے معرفت ہو کر توہین کریں گے اور آپ کی عزت طیبین کے ساتھ ظلم کے ساتھ پیش آئیں گے..... آپ نے یہ حجت تمام فرمائی اگرچہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے جس سے ان پر قیامت تک شیعہ بلکہ لعنت باقی رہے گی (تفسیر مواہب الرحمن ص ۷۰)

بیز آپ لکھتے ہیں! یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت

کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی..... حتیٰ کہ حضرت مقدس
امام الدین والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے بیعت کو منظور
نہیں فرمایا تھا۔ (عاشیہ تفسیر مواہب الرحمن ص ۷)

شبلی نعمانی حنفی و سید سلیمان ندوی | مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی

دیوبندی اپنی معروف تصنیف میں لکھتے ہیں۔

امیر معاویہ نے سترہ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا
اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت (بد بختی) کی اولین
شب تھی۔ حضرت ابوہریرہ سے متعدد روایتیں ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ سترہ کے شروع ہونے سے
اور لڑکوں کی حکومت سے پہلے مانگا کرو (سیرۃ النبی ص ۳۷۸)

قاری محمد طیب حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے قاری محمد طیب
صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

”بہر حال یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام کے سب کے سب متفق ہیں اور انکے
بعد علماء راستین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ سیسی، علامہ ابن
جوزی، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکلبی الہرانی جیسے محققین
یزید کے فسق و فجور پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل
ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی
ہے (شہید کر بلا اور یزید ص ۱۵۱)

مفتی محمد شفیع حنفی | مشہور دیوبندی مصنف مفتی محمد شفیع صاحب کراچی

لکھتے ہیں! ”امام پاک کے خطبات کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مقصد
خلافت نبوت کی بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کے عقائد میں مسلسل جہاد تھا (شہید کر بلا ص ۱۵۱)

مولوی عبدالرب حقی

مولوی عبدالرب دیوبندی یزید کے بغض اہل بیت

کا ذکر کرتے ہیں۔

”اور جو پھڑی یزید کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین! اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔“

(مرح البحرین ص ۲۵۹)

ڈاکٹر حمید الدین

عصر حاضر کے مورخ جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب پی، ایچ

ڈی لکھتے ہیں۔

”جب یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تو تمام اہل حجاز نے اس نامزدگی کی

شدید مخالفت کی (ص ۲۳) یزید کی بیعت غیر شرعی بیعت تھی (ص ۲۴)

لوگ واقعہ کربلا سے پہلے ہی یزید کو ناپسند کرتے تھے (ص ۲۵) واقعہ کربلا کے بعد مدینہ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگ باری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

عصر حاضر کے مورخ پروفیسر سید عبدالقادر سابق
وائس پرنسپل و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین

لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین استاد علم تاریخ۔ دیال سنگھ کالج لاہور لکھتے ہیں۔

”تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ بدنام یزید کی شخصیت ہے جسے ہر شخص

نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ابن حنظلہ کا قول ہے یزید نے ساڑھے تین سال

حکومت کی پہلے سال اس نے حسین بن علی کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو

لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا غرضیکہ یزید فاسق و فاجر حکمران تھا اس لئے عام

مسلمان اسے ننگ اسلام سمجھ کر نفرت و بغاوت کی نظر سے دیکھتے تھے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

مولوی خرم علی حقی
شارح مشارق مولوی خرم علی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں!

یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خون ریزی ناسحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مردان کی اولاد (مشارق الانوار ص ۲۸)

قاضی سلیمان منصور پوری مشہور (بزعم شام) الحمد بیٹ مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں !

”فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لاینزعها یا بنی ابی طلحہ منکم الا ظالم۔ (یعنی اے ابی طلحہ کی اولاد تم سے یہ چابیاں کوئی نہ پھینکے گا ہاں مگر وہ جو ظالم ہوگا یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اسکے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرات نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ص ۲۷)

وحید الزمان غیر متحدہ حضرات کے مایہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں !

انما العناہ لانه لعن علیہ اما منا احمد بن حنبل و کذا الذی روى ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ ومنع العزالی عنہ تحکم وهو لم یلتفت الی قوله نعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لهم عذابا مہینا وای ایذا اعظم من قتل آلہ واقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم وھتک حرمتہ وقتل اھل اللدینۃ (حاشیہ ہدیۃ المہملی ص ۹۷)

ترجمہ: دراصل ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام حضرت احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہمارے اسلاف میں سے محدث ابن جوزی

سے بھی یزید پر لعنت کا جواز نقل کیا گیا ہے اور غزالی کا اس سے منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ فرمانِ خداوندی ہے ”بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ اور آپ کی آل پاک اور آپ کے قرابت داروں کے قتل اور آپ کے حرم پاک کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے بڑی ایذا کون سی ہوگی۔

تیرہ لکھتے ہیں! وخرج امامنا الحسين بن علی علی یزید

لعنه الله لأنه ما دخل في بيعته وكذا أكثر أهل المدينة والذين دخلوا في بيعته هم أيضاً نكثوا ببيعته لهؤلاء وأمن فسقه وفجوره والحاجة كتحليل الخمر والزنا وغير ذلك فهو عليه السلام يزيل نفسه لإعلاء كلمة الله وإقامة الشرع الحنيف وصار سيد الشهاداء والصدّيقين

ومن انكر شهادة الحسين وظنه باغيا فقد اخطأ خطأ قاحشا (هبة المهدى ص ٩)

ترجمہ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اللہ کی لعنت ہو اس پر۔“ پر نروج کی کیونکہ اکثر مدینے والے اور اسی طرح اور جو بھی اس کی بیعت میں داخل ہوا تھا سب نے اس کی بیعت توڑ دی جبکہ انہوں نے اس کا فسق و فجور اور الحاد مثلاً شراب کو حلال جاننا اور زنا کرنا اور اسی طرح ان کے علاوہ اس کی اور باتیں دیکھیں۔ پس اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو علماء کلمۃ الحق اور شریعتِ مطہرہ کی اقامت کا زیادہ حقدار سمجھا، اور آپ سید الشہداء اور سید الصدیقین بن گئے اور جو کوئی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہ سمجھے اور آپ کو باغی کہے، تحقیق اس نے غلطی کی، غش غلطی۔“

بہتر کہتے ہیں ! ابن زیاد و یزید لعنہما اللہ (حاشیہ ہدیت المہدی ص ۹۹)

ترجمہ: ”ابن زیاد اور یزید، اللہ کی لعنت ہو ان دونوں پر۔“
یاد رہے کہ یہ وہی ہدیت المہدی ہے جس کے متعلق مصنف مذکور خود ہی
وضاحت کرتے ہیں۔

ان بعض اخواننا من اهل الحديث قد غلّا في الدين ولم يميز
المشركين من المؤمنين وشدّد التنكير في المسائل الخلافية بين
المجتهدين وناس منهم عروا عن علماء اصول الدين واطهروا ما اظهروا
بالظن والتخمين فالهمي دلي ان اؤلف كتابا جامعاً للعقائد والاصول اقتصروا فيها
من المسائل على ما هو الحق المقبول واسميه بمهدة المهدى۔

(ہدیت المہدی ص ۱۷) ترجمہ: ”بے شک ہمارے بعض اہلحدیث بھائیوں نے دین
میں زیادتی کی ہے اور مشرکوں اور مومنوں میں امتیاز نہیں کیا (مثلاً عبد الوہاب نجدی
اور اس کا بیٹا محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ۔ حاشیہ ہدیت المہدی
ص ۲۶) اور مجتہدین کے اختلافی مسائل میں بہت سختی سے انکار کیا ہے اور ان
میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے ہی اصول دین کا علم ہی نہیں
رکھتے اور انہوں نے (اپنی کتابوں میں) وہی کچھ بیان کیا ہے جو کچھ انکے گمان
اور اندازے کے مطابق تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے خفیہ علم دیا کہ میں غلط اور
اصول پر ایک ایسی جامع کتاب لکھوں جس میں صحیح صحیح مسائل بیان کروں اور
میں اس کا نام ہدیت المہدی رکھتا ہوں۔“

نواب صدیق حسن | مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں
وے شارب خمر و زانی و فاسق و مستحل محرم بود (بغیۃ الراشد ص ۱۵) ترجمہ: ”یزید
شراب پیتے والا، زنا کار، فاسق اور محرمات کو حلال جانتے والا تھا۔“

نیز لکھتے ہیں! وے مبعوض توین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ اُس

بے سعادت دریں امت کردہ از دست پہنچ کس ہرگز نیاید (بغیۃ الرائد ص ۹۸) یعنی
یزید عوام الناس کے نزدیک مبغوض ترین انسان ہے جو کارہائے بد اس بد بخت نے
اس امت میں کئے ہیں ایسے بُرے کام اور کسی کے ہاتھ سے سرزد نہیں ہو سکے۔
جنات کا نظریہ | تقریباً سب ہی مؤرخین نے لکھا ہے کہ شہادت امام
عالی مقام کے بعد یہ اشعار سنے گئے۔

ایہا القاتلون ظالمنا حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل
کل اهل السماء یدعو علیکم من نبی و ملک و قبیل
لقد لعنتمو علی لسان داؤد و موسی و حامل الانجیل
تاریخ کامل ص ۱۷۰ (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۸) صواعق محرقہ ص ۱۹۳۔

ترجمہ :- اے امام حسین کو ظلم کے ساتھ شہید کرنے والو، آخرت کے عذاب
اور دنیا کی ذلت کی خوش خبری حاصل کرو۔ تمام آسمان والے نبی ہوں یا فرشتے وہ تمام
کے تمام تم پر بدعا کر رہے ہیں، البتہ تم پر ضرور لعنت کی گئی ہے حضرت داؤد علیہ السلام
کی زبان سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اور صاحب انجیل حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی زبان سے۔

ابن عراوہ | یزید کے ایک ہم عصر شاعر ابن عراوہ نے اس کے متعلق چند شعر
کہے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں۔

ابنی امیۃ ان آخر ملککم جسد ابحارین ثم مقیم
طرقت مغنیۃ وعدو سادۃ کوب و زق راعف مرثم
ومرقۃ تبکی علی نشوانہ بالعجم تقعد تارۃ و تقمر

(تاریخ طبری ص ۱۷۰، تاریخ کامل ص ۱۷۰) ترجمہ :- اے بنی امیہ تمہارا آخری
حکمران ابحارین کے مقام پر پڑا ہے، رات کے وقت اس کی موت آگئی جیسے اسکے

تیکے کے پاس شراب کے پیالے پڑے ہیں اور مشک سرخ رنگ کی شراب سے بھری پڑی ہے اور خوبصورت لونڈی اس پر چیخ چیخ کر رو رہی تھی وہ صدمہ سے کبھی کھڑی ہو جاتی اور کبھی بیٹھ جاتی تھی۔

گھر کا بھیدی لڑکا ڈھاتے | یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے خطبے میں کہا: "انہ لہا ولی سعد المنبر فقال ان هذه الخلافة حبل الله ثم قلدا ابی (یزید) الامر وکان غیر اهل له ونازع ابن بنت رسول الله تقصف عمره وانتیر عقبه وصار فی قبره رهینا بن توبه رصواعق محرقة ص ۲۲، تاریخ اسلام از سید امیر علی ص ۱۱۱) وکان غیر خلیف الخیر فربک هواه واستحسن خطاه وعظم رجاءه فاخلفه الاصل وقصر عنه الاجل وصار فی حفرة رهینا بن توبه -

(البدایہ والنہایہ ص ۲۲۵، تاریخ یعقوبی ص ۲۵۴ فتاویٰ عبدالحی مت) ترجمہ: جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو منبر پر چڑھا اور کہا تحقیق یہ خلافت اللہ کی رسی ہے..... پھر میرا باپ (یزید) خلیفہ ہوا اور تحقیقاً وہ خلافت کا اہل نہیں تھا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نولسے کے ساتھ تنازعہ کیا۔ پس اسکی عمر کم ہو گئی اور اس کے پس ماندگان بکھر گئے۔ اور وہ اچھی عادتوں والا نہ تھا خواہشات کا غلام تھا، اپنی برائیوں پر فخر ہوتا تھا، اپنی امیدیں بہت بڑھا رکھی تھیں۔ بالآخر اس کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اس کو موت نے آدھوچا اور اب وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی وجہ سے گرفتار ہے۔" اسی حق پسندی کی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا گیا تھا (تاریخ طبری ص ۳، تاریخ کامل ص ۱۱۱)

سروان کی لعنت | حضرت سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كنت جالساً مع ابى هريرة في مسجد النبى صلى الله عليه وسلم
 بالمدينة ومعنا مروان - قال ابو هريرة سمعت الصادق المصدوق
 يقول هلكة امتى على يدى غلمة من قریش فقال مروان لعنة الله
 عليه غلمة الخ (بخاری شریف ص ۱۰۴)

میں مدینہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور
 مروان بن حکم بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا میں نے
 صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری اُمت کی
 ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی (شاید آپ مروان کو ہی سنا رہے
 ہوں گے) مروان نے کہا اللہ کی لعنت ہو ان لڑکوں پر۔

مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری
 جن پہ تکبیر تھا وہی پتے ہوا دینے لگے | جب یزید نے سانحہ کربلا کے

بعد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو! وبعث الی
 عبید اللہ بن زیاد یا مراً بالمسیر الی المدینة ومحاصرة ابن الزبیر
 بمكة فقال والله لاجعتهما للفاسق قتل ابن رسول الله وعزوا الكعبة -
 (تاریخ کامل ص ۱۱۷ طبع بیروت، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۹، جذب الغلوب الی
 دیار الحبوب ص ۲۴، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۲۲۷)

ترجمہ :- اور یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے اور
 پھر مکہ شریف میں جا کر عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرے۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی
 قسم میں ایک فاسق (یزید) کے لیے دو برائیاں نہیں کر سکتا یعنی (پہلے تو اس کے
 حکم سے میں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کو قتل کیا (اور اب اس کے
 حکم سے) کعبہ پر حملہ کروں“ (چنانچہ اس نے معذرت کر لی)

ان الفاظ میں جہاں ابن زیاد، یزید کے فسق و فجور کا بیاں دہل اعلان کر رہا ہے وہاں یہ بھی صاف صاف بتا رہا ہے کہ المیہ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ یزید کے حکم سے ہی ہوا تھا۔

اگلے باب میں انشاء اللہ اس مسئلہ کو مدلل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ابن سعد | جب ابن سعد کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کو کہا گیا اور حکم ماننے کی صورت میں رے کی ریاست بطور جاگیر دیتے کا وعدہ کیا گیا اور حکم عدویٰ کی صورت میں رے کی گورنری سے بھی معزونی کی دھمکی دی گئی تو اس پر ابن سعد نے یہ اشعار کہے۔

ترک ملک الرے والرے رغبة

اما رجع مذموم ما يقتل حسین

و فی قتله الناس التي ليس دونها

حجاب و ملک الرے قرۃ عین

(تاریخ ابن خلدون اردو ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ: کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں حالانکہ وہ میری آرزو ہے یا میں امام حسین کے قتل کی وجہ سے مذمت کیا گیا لوٹوں۔ امام حسین کے قتل میں ایسی آگ ہے جس کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت حر شہید | شہید اہل بیت حضرت حر بن یزید رباعی رحمہ اللہ کے برادر اصغر حضرت مصعب بن یزید رباعی نے جب میدان کربلا میں آپ سے آپ کی کپکپاہٹ، پریشانی اور چہرہ کی زردی کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا !

”اے برادر یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جنگ ہے، اپنی

ماقبت سے لڑائی ہے، میں بہشت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں۔ دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھے جہنم کی طرف کھینچ رہی ہے اور میرا دل اس کی ہیبت سے کانپ رہا ہے۔ (سوانح کربلا ص ۳۷)

اس کے بعد آپ کی قیمت نے یاری کی اور آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جاکر شہزادہ کونین کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت مصعب بھی یزیدیوں کا ساتھ چھوڑ کر آئے اور خدام اہل بیت میں شامل ہو گئے۔

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب

روحی قاصد کا اظہار خیال | قصیر رزم کا قاصد کسی شبی کام سے یزید

کے پاس گیا وہاں اس نے یزید کے خزانہ میں ایک سر پڑا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا۔ اے یزید یہ سر کس کا ہے؟ یزید نے کہا یہ سر حسین بن علی کا ہے۔ قاصد نے پوچھا کون حسین بن علی؟ یزید نے کہا فاطمہ کا بیٹا حسین۔ قاصد نے پوچھا کون فاطمہ یزید نے کہا فاطمہ محمد کی بیٹی۔ قاصد نے تعجب سے پوچھا تمہارا نبی محمد؟ یزید نے کہا ہاں وہی محمد۔ پھر قاصد نے پوچھا اس کا باپ کون ہے؟ یزید نے کہا علی ابن ابی طالب۔ قاصد نے پوچھا کون علی؟ یزید نے کہا محمد کا چچا زاد بھائی۔

فقال تبا لكم ولدينكم ما انتقد حق المييم علي شيعي ان عندنا
في بعض الجن ائرد يرفيه حاضر حمار ركيه عيسى السبيد المييم
ونحن نحم اليه في كل عام من الاقطار وننذر له التدور و
تعظمه كما تعظمون كعبتكم فاشهد انكم على باطل ثم قام ولم يعد
(صواعق عرقہ ص ۱۹۹، تذکرۃ الخواص ص ۲۶، اسعاف الراغبین

بر حاشیہ نور الابصار ص ۳۸)

قاصد نے کہا بربادی ہے تمہارے لیے اور تمہارے ایسے دین کے لیے۔
 تم کیسے مسلمان ہو آؤ تمہیں حضرت عیسیٰ کا مقام بتاؤں، بعض جزیروں میں کچھ ایسی
 جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کے نشان ہیں اور ہم
 ہر سال اس جگہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہم وہاں پر منتیں مانتے ہیں اور ہم
 اس جگہ کی ایسے ہی تعظیم کرتے ہیں جس طرح تم مسلمان اپنے کعبے کی کرتے ہو
 اے یزید گواہ رہ یقیناً تم سب (یزیدی گروہ) بھوٹے ہو (اپنے دھوائے ایمان
 میں) پھر وہ اٹھا اور چلا گیا اور پھر وہ کبھی بھی یزید کے پاس نہ آیا۔“

تھا خود بھی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف

یزید کا اقبال حرم

ومما يدل على كفره وزندقته فضلائع سبه ولعنة اشعاره

التي انضم بها الاتحاد وابان عن حديث العماير وسوء الاعتقاد۔
 (تذکرہ خواص الامم ص ۲۶) یعنی اور اس کے کفر اور بے دینی پر دلالت کرنے والی
 باقی چیزیں جس سے اس کو برا کہا جاتا ہے اور اس پر لعنت کی جاتی ہے کے علاوہ
 اس کے وہ اشعار بھی ہیں جس میں اس نے اپنا بے دین ہونا اور اپنی اندرونی
 خباثت اور اپنی بد اعتقادی ظاہر کی ہے۔

لے لیت اشیاء بیدس شہد و

جزع الخزرج في وقع الاسل

تذکرہ خواص الامم ص ۲۶، صواعق محرقة ص ۲۴، البدایہ والنہایہ ص ۲۲۵، بتایع المودة

ص ۲۲۵، نزل الابرار ص ۹، اخبار الطوال ص ۲۶۸۔

ترجمہ: اکاش میرے بدمعاشوں کے لیے وہ بزرگ آج موجود ہوتے جنہوں نے یزید

کے پڑنے میں خورج کا جزع دیکھا تھا۔

۲ فاهلووا استهلوا فرحا ثم قالوا لی هنیئا لا تشل

(البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲)

پس وہ ضرور خوشی سے میرے پاس آتے اور باآواز بلند مجھے کہتے اے یزید

تیرے ہاتھ سلامت رہیں (تو نے ہمارا بدلہ لے لیا ہے)

۳ حین حلت یفنا تھویر کھا واستهر القتل فی عید الاسل

(البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲)

ترجمہ :- جب موت ان کے گھروں میں اتری اور وہاں ٹھکانہ بنالیا۔ اور مدینہ

والوں میں قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔

۴ قد قتلنا القرن من ساداتہم وعدلنا میل بدو فاعتدل

تذکرہ خواص الامم ص ۲۶۱، صواعق محرقہ ص ۲۳، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲، اخبار الطوال ص ۲۶۵

ینابیح المودہ ص ۲۲۵، نزل الابرار ص ۹۵، تفسیر مفہمی ص ۵۵، تیسرے الباری شرح بخاری ص ۱۱۱

ص ۹۶، انساب الاشراف بلاذری ص ۳۵۵۔

ترجمہ :- ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور ہم نے

بدد کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۵ لما بدت تلك الحمول واشرفت

تلك الرؤس علی شفا جیروت

ترجمہ :- جب وہ سواریاں جیرون کے کنارے پر ظاہر ہوئیں اور یہ سر نظر آئے۔

۶ نعب الغراب فقلت نعم اولا تخم

فقد اقتضیت من الرسول دیون

(تفسیر روح المعانی ص ۲۶، تذکرۃ الخواص ص ۲۶)

ترجمہ :- کو اچنی۔ پس میں نے کہا تو ان پر نوہ کر یا نہ کر میں نے رسول سے اپنا قرضہ وصول کر لیا ہے۔

۱۷ لعبت ہاشم بالملك فلا خبر جاء ولا وحى نزل
ترجمہ :- بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لیے (نبوت کا) ایک کھیل کھیلا تھا اور نہ درحقیقت نہ کوئی ان کے پاس خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔
۱۸ لست من خندت ان لما انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ۵ ص ۲۶ اردو ۶ ص ۳۱، تذکرہ خواص الامم ص ۲۷)
ترجمہ :- میں خندت (یا جذب) میں سے نہیں ہوں۔ اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کئے کا بدلہ نہ لوں۔

۱۹ اسقنی شربة تروى فؤادی

ثم مل فاسق مثلها ابن زياد
ترجمہ :- مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔

۲۰ صاحب السرو لا مائة عندي ولتسديد مغني وجهادي
ترجمہ :- یہ میرا راز دان ہے اور میرا صاحبِ امانت ہے۔ اور میری غنیمت اور جہاد کو درست کرنے والا ہے۔

۲۱ قاتل الخارجي اعني حسيناً ومبيد الاعداء والحساد
(تذکرۃ الخواص ص ۲۹)

ترجمہ :- یہ خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو بلیت و نابود کرنے والا ہے۔

۱۲ یفلقن هامامت سرحال اعزة

علینا و هم کانوا عتق و اظلمنا

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۱۹ ، تاریخ طبری ۶ ص ۲۲ ، تاریخ کامل ۲ ص ۳۵ ، نورالابصار ۱۴ ص ۱۴۵ ، صواعق محرقة ص ۹ ، تنویر الازہار ص ۵۲)

ترجمہ: ہر تلوار نے ایسے لوگوں کی کھوپڑی کو پھاڑ دیا جو ہم سے زیادہ مغرزی تھے۔
(لیکن ہماری تلواروں نے انہیں اس لیے پھاڑا کہ وہ بہت زیادہ سرکش اور ظالم تھے۔

۱۳ ما قال ربك ويل للذي شر بوا

بل قال ربك ويل للمصلين

(تاریخ ابن اثیر ص ۶۲)

ترجمہ: تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والوں کی بربادی ہو
البتہ یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو۔

۱۴ صدام كنز في اناع كفضة

وساق كبد مع مدام كالنجم

ترجمہ: انگور شراب کا ایک مستقل خزانہ ہے جو چاندی جیسے برتن میں ہے
اور انگور کی شاخ پر ستاروں کی طرح انگور چمک رہے ہیں۔

۱۵ وشمسہ کرم بر سہا قعرها و مشرقہا الساقی و مغربہا نفی

ترجمہ: اس کا سورج انگور کا خوشہ ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے (شراب
کا برتن) اور اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور مغرب کی طرف میرا ہے۔

۱۶ فان حرمت یوماعلی دین احمد

فخذها علی دین المہمب ابن مریم

(تفسیر مظہری ۵ ص ۲۴ ، اردو ص ۲۰۷)

ترجمہ: اگر آج شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اسے دین مسیح ابن مریم کے مطابق (عیسائی بن کر) پی لیا کر۔

۱۷ اقول لصحب ضمت الکأس شملهم

وداعی صبا یات الہدی یترنم

ترجمہ: میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں تمہاری پریشانیوں کا علاج شراب کے پیانے میں ہے۔ اور جو نغمے گارہا ہے وہ تمہیں صبح راستے کی طرف بلا رہا ہے۔

۱۸ خلنا وابتصیب من نعیم ولدنا

نکل وان طال المدی یتصرہ

(حیاۃ الحیوان ۲۷۷)

ترجمہ: نعمتوں اور لذتوں سے اپنا حصہ حاصل کر لو۔ کیونکہ کسی کو جتنی لمبی مدت بھی مل جائے آخر وہ ضرور ختم ہو جائے گی۔

۱۹ علیہ ہا قی واعلنی وترنمی

بدلک انی للاحب التناجیا

اے علیہ آ اور مجھے شراب پلا اور گانا گا۔ تجھے یہ کام ضرور کرنا ہے اور میں سرگوشی پسند نہیں کرتا۔

۲۰ اذا ما نظرنا فی امور قدیمہ

وجدنا حلالا لشریہا متوالیا

ترجمہ: جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس کا متواتر پنا حلال پاتے ہیں۔

۲۱ حدیث ابی سفیان قدما سمی بہا

الی احد حتی اقام البوا کیا

ترجمہ :- البوسفیان کی پرانی کہانی جو احد میں اس کے نام لگی یہاں تک کہ اس نے رونے والیوں کو کھڑا کیا (ان کافروں پر رونے کیلئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے)

۲۲۔ الہات فاسقینی علی ذالک قہوۃ

تخیر العنسی کرما شاما
ترجمہ :- خبردار آ اور مجھے اس پر قہوہ پلا۔ جسے عنسی نے شامی انگوروں سے تیار کیا ہے۔

۲۳۔ ولا بد من ان ازور محمدا

بمشمولة صفر اتروی عظامیا
ترجمہ :- اور یہ ضرور ہے کہ میں عمر سے ملوں گا۔ زرد رنگ کی شراب کے ساتھ جو ہڈیوں کو سیراب کر دیتی ہے۔

۲۴۔ وان مت یا ام الاحمیر فانکحی

ولا تأملی بعد الفراق تلاقیا
ترجمہ :- اسے ام الحیر اگر میں مر جاؤں تو تم نکاح کر لینا۔ اور جدائی کے بعد ملاقات کی امید نہ رکھنا۔

۲۵۔ فان الذی حدثت عن یوم بعثنا

احادیث طسم تجعل القلب ساہیا
ترجمہ :- کیونکہ اٹھانے والے دن کی جو باتیں کی جاتی ہیں (قیامت کا دن) وہ سب غلط کہانیاں ہیں جو دل کو مایوس کر دینے والی ہیں۔

۲۶۔ معشر التدمان قوموا واسمعوا صوت الاعانی

ترجمہ :- اے میرے ساتھیوں کے گروہ کھڑے ہو اور گانے کی آواز سنو۔

۲۷. واشربوا کأْس مدام و اترکوا ذکر المغانی

ترجمہ: ہمیشہ کا چلنے والا شراب پیو اور مغانی کے ذکر کو چھوڑ دو۔

۲۸. وقوضت عن الحواس خمودا فی الدناتی

ترجمہ: اور میں نے (جنت کی) حوروں کے بدلہ میں مشکوں کا شراب اپنا لیا ہے۔

۲۹. اشغلتنی نغمة العید ان عن صوت الا ذاتی

ترجمہ: مجھے سارنگی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۹)

رقص گاہوں میں اس انداز سے پھلکی پائل

اس کی آواز میں آواز اذان ڈوب گئی

هذا هو المروق من الدين وقول لا يرجع الى الله

ولا الى دينه ولا الى كتابه ولا الى رسوله ولا يؤمن بالله ولا

بما جاء من عند الله - (تاریخ طبری ج ۱ ص ۲۵)

یہ دین سے نکلنا ہے اور ایسی بات ہے جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم، قرآن مجید اور اللہ کے دین کے مطابق نہیں ہے (ایسے اشعار کہنے

والا شخص) نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی وحی پر

قارئین کرام! اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف چند یزیدی اشعار اور ان کا

عام فہم ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور اشعار کی تشریح کی طرف نہیں جاتا اور نہ

پھر مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔

ویسے بھی ہر صاحب عقل و دانش قاری ان صاف اور مرتجح اشعار کو سمجھنے

میں غالباً کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق سمجھنے، اس کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یزید دوستِ حضرات کو یزید کے اپنے بیان کردہ نظریات و عقائد پر غور کرنے اور غلط عقیدہ سے تائب ہو کر محبانِ اہل بیت کی صف میں دست بستہ شام ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

پانچواں باب :

کیا یزید واقعہ کر بلا کا ذمہ دار ہے

اسی طرح جس سے ظلم سیاہ قام ہو گیا
لفظ یزید داخل دشنام ہو گیا

قانونِ خداوندی ارشاد خداوندی ہے لیحملوا اوزارہم کاملۃ
یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضملونہم بغیر علم الاساءۃ یزیدون
پہلے ۹ سخیل ۲۵۷ : ترجمہ ہر تاکہ اٹھائیں اپنا قیامت کے دن کا پورا بوجھ
اور ان لوگوں کے بوجھ میں سے بھی اٹھائیں جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بے
تحقیق۔ خردار ہو جاؤ۔ بُرا بوجھ ہے جو وہ اٹھاتے ہیں۔
یعنی دنیا میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو غلط راستے پر لگائے گا
اور اس کے کہنے پر کوئی شخص برائی کرے گا تو جب کل قیامت کو اُس برائی
کرنے والے شخص کو اپنی برائی کی سزا ملے گی تو ساتھ ہی اس عذاب میں اس
شخص کو بھی شامل کیا جائے گا جس نے اسے اس برائی کا حکم دیا تھا ثابت
ہوا کہ قانونِ خداوندی یہ ہے کہ جہاں کسی جرم کو جرم کی سزا دی جاتی ہے وہاں اس
برائی کا حکم دینے والے کو بھی اس سزا میں سے پورا حصہ ملتا ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ
برائی کا حکم دینے والا بھی برائی کرتے والے کی طرح ہی ہوتا ہے۔ چونکہ معتبر دلائل
و براہین سے ثابت ہے کہ واقعہ کر بلا یزید بے وید کے حکم پر رونما ہوا تھا لہذا

اس قانونِ خداوندی کے مطابق یزید اپنے گھر میں بیٹھا ہوا بھی قتلِ حسین کے گناہ میں ابنِ زیاد، شمر، غولی وغیرہم کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

ایک اور مقام پر خداوند لا یرال فیصلہ دیتے ہیں۔ ومن یتبع خطوات الشیطان فانہ یأمر بالفسشاء والمنکرؕ نور ۲۱ ترجمہ :- اور جو پیروی کرتا ہے شیطان کے طریقہ کی پس وہ شیطان اُسے حکم کرے گا بے حیائی اور برائی کا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ برائی کا حکم دینے والوں کا انجام بیان فرماتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ یأمرون بالمتکرونیہون عن المعروف ولیقضون ایدیہم نسوا اللہ فسنیہم ان المنافقین ہما الفاسقون وعد اللہ المنافقین والنافقات والکفار نار جہنم خالداً فیہا ھمی حسبہم ولعند اللہ ولہم عذاب مقیم ۵۰ سنہ توبہ ۶۹-۷۰ ترجمہ :- منافق لوگ حکم کرتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بندہ کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ بھول گئے وہ خدا کو پس خدا نے بھی ان پر رحمت کرنا چھوڑ دی۔ بے شک منافق وہی ہیں فاسق۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ ان کو کافی ہوگی۔ اور لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ ”تو جب یزید عنید نے شیطان کی اتباع کرتے ہوئے قتلِ حسین جیسے کبیرہ گناہ کا حکم دیا تو وہ ضرور بالفور اس قانونِ خداوندی کے مطابق خدا کی رحمت سے محروم، فاسق و فاجر، مستحقِ عذابِ نار اور ملعون و مقہور ہے۔ ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے ومن یشفع شفاعة سیئة یکن لہ کفد متہا (پچھتاوا آیت ۸۵) ترجمہ :- اور جو کوئی سفارش کرے سفارشِ بری تو ہوگا واسطے اس کے اس میں سے حصہ“ یعنی جو شخص کسی بھی طریقہ سے کسی بھی برائی میں حمد و معاون ہوگا وہ اس برائی کے گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔

بلکہ قیامت کے دن وہ لوگ اپنے برے پیشواؤں پر بارگاہ خداوندی میں گواہی دیں گے جن کی وجہ سے یہ برائی کے مرتکب ہوئے تھے چنانچہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے

قالت اخراهم لاولهه ربنا هو لاء اضلونا فاتهم عذابا ضعفا من الناس۔
 پ: اعراف ۳۸۔ ترجمہ: کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اپنے پہلوں کے لئے ہمارے رب یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس ان کو آگ کا دوگنا عذاب دے۔ ایک اور مقام پر ہے۔ وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبيل لاء ربنا اثمهم ضعفين من العذاب والعنهم لعنا کبیراھ
 پ: احزاب ۶۵۔ ترجمہ: اور کہیں گے اے رب ہمارے بے شک ہم نے حکم مانا تھا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پس انہوں نے ہمیں راہ سے گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔

ایک اور مقام پر بیان ہوتا ہے قالوا ربنا من قدم لنا هذا فزده عذابا ضعفا فی الناس۔ (پ: ص ۶۱)۔ ترجمہ: کہیں گے وہ لے ہمارے رب جس نے پہل کی اس میں واسطے ہمارے پس زیادہ دے اس کو عذاب دوگنا آگ میں۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روز محشر ابن زیاد، ابن سعد، ثمر، غولی اور حرمہ وغیرہم بھی یزید کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور اس کے عذاب میں زیادتی کے خواہش مند ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوگا۔ لکل ضعف ثعلو
 اعراف ۳۸ یعنی تم سب کے لیے ہی دوگنا عذاب ہے۔ "یعنی برائی کرنے اور برائی کا حکم دینے والے دونوں کے لئے ہی (دوگنا) ایک جیسا عذاب ہوگا۔

فیصلہ مصطفویٰ | رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بیان فرماتے ہیں!

اذا عملت الخطیئة فی الارض کان من شہد ما فکرها وقال

موتہ انکرها کان کمین غاب عنها ومن غاب عنها فرضیہا
 کان کمین شہدہا۔ (ابوداؤد شریف ص ۵۱۵) ترجمہ: جب زمین
 پر کوئی برائی کی جاتی ہے تو وہاں موجود ہونے والا ایسا شخص جو اس برائی کو برا سمجھے
 وہ ایسا ہے گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور جو وہاں برائی کے وقت موجود نہ ہو
 لیکن وہ اس برائی پر راضی ہوا تو ایسا ہے گویا وہ اس برائی میں موجود تھا۔ یعنی دور
 بیٹھ کر کسی برائی پر خوش ہونے والا شخص بھی اس برائی میں شامل مقصور ہوگا۔

علامہ خازن کی تحقیق | اسی فیصلہ مصطفوی کے مطابق مفسر قرآن
 علامہ علاؤ الدین محمد الخازن رقمطراز ہیں۔ تقتلون انبیاء اللہ من قبل.....
 انما اصاب القتل للمخاطبین من اليهود وان کان سلفہم
 قتلوا قہم رضوا الفعل لہم قیل اذا عملت المعصیۃ فی الارض فمسی
 کرہا و انکرها بری عنہا ومن رضیہا کان من اہلہا (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۷۷)
 ترجمہ: اس آیت میں قتل کی اضافت حضور کے زمانہ کے یہودیوں کی طرف کی گئی
 ہے حالانکہ انبیاء کرام کو قتل تو ان کے پہلوں نے کیا تھا البتہ یہ ان کے اس کام
 پر راضی تھے یہ (ایک قانون) بیان کیا گیا ہے (اوپر حدیث شریف کے حوالہ سے گزرتا
 چکا) کہ کوئی آدمی جب روئے زمین پر کہیں بھی کوئی برائی کرتا ہے تو جو آدمی اس کی
 اس برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ اس برائی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور جو آدمی اسکی
 اس برائی پر راضی ہوتا ہے وہ بھی برائی کرنے والا ہی شمار کیا جاتا ہے۔“

جب یہ بات قرآن کریم، حدیث مبارک اور تفسیر القرآن سے اچھی طرح واضح ہو
 چکی ہے کہ جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو کسی برے کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور
 وہ برائی سرزد ہو جانے کے بعد اس برائی پر راضی ہوتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے
 تو وہ لڑکاپن جو کم کرتے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی اس برائی میں شامل

سمجھا جائے گا اور اس برائی کی ہر جزا و سزا کا سزاوار ہوگا۔ تو پھر یزید عنید جس نے قتلِ امام کا حکم دیا، آپ کی شہادت پر فخریہ طنزیہ اشعار کہے، خوشی کا اظہار کیا، قاتل کی قدر و منزلت بڑھائی، یومِ فتح منایا، مبارکبادیں وصول کیں۔ اس کو واقعہ کر بلا کا ذمہ دار کیوں نہ سمجھا جائیگا حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ یزید بے دید کی مرضی کے مطابق ہوا۔ اب ذرا اس بات کی وضاحت کے لیے چند اکابرِ اسلاف کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں تاکہ سلیم الفطرت ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو جائے۔

جبر الامت کا نظریہ | عزاد مصطفیٰ مفرق قرآن حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما نے یزید کو ایک خط لکھا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وکتائبک الی ابنِ مرجانہ تأمرہ بقتلِ الحسین وانی لا رجوا من اللہ ان یأخذک عاجلاً حیث قتلت عترۃ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضیت بدلتک (تذکرہ خواص الامم ص ۲۸) ترجمہ :- اے یزید تو نے ابنِ زیاد کو جنابِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم لکھ کر بھیجا تھا اور مجھے اُمید ہے کہ اہل بیتِ اہلبار کے قتل اور ان پر راضی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ضرور بالفور تجھ پر جلد گرفت فرمائے گا۔ ”یہاں آپ بالکل صاف صاف یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جنابِ امام عالی مقام کے قتل کا حکم یزید عنید نے ہی دیا تھا۔

ناپاک اور نجس ہستی طبیعتِ یزید کی
گستاخ و بے ادب ہستی جبلتِ یزید کی

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

عنہ کے نواسے جنابِ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما نے شہادتِ امام حسین کی خبر سنی تو آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کا ایک فقرہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا!

فرحمہ اللہ حسین! واغزی قاتلہ ولعن من امر بہ الذی وصرحی بہ۔

(تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۶۵) ترجمہ: اللہ تعالیٰ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا۔
یہاں من امر بہ سے مراد یزید ہے جیسا کہ خطبہ کے اگلے فقرات سے ظاہر ہے، آپ یزید عنید پر لعنت کرتے ہوئے صاف صاف بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کو یزید بے دین کے حکم سے شہید کیا گیا تھا۔ اور آپ کی شہادت پر وہ خوش بھی ہوا تھا۔
حد سے گزر چکی تھی ثنات یزید کی
مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

سیدہ زینب کا فرمان | بنت خیر خدا ہمیشہ سیدہ الشہداء، محنت چکو
سیدہ زہرہ جنابہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے دربار یزید میں ارشاد فرمایا۔
اے یزید، تم عنتریب اپنے نانا محمد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں۔ (محامیات و مناقب صفحہ ۱۵۴)

حضرت امام احمد بن حنبل کا نظریہ | حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
یزید پر لعنت کا جواز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہو گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔“ (تفسیر معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب دیوبند ص ۴۳)
یہاں جناب امام احمد کا اشارہ واقعہ کربلا کی طرف ہے اور آپ صاف صاف واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید بے دین کو ٹھہرا رہے ہیں۔

ابن عساکر کا نظریہ | حضرت عبداللہ بن عساکر رضی اللہ عنہما یزید
کی بیعت توڑنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کے جواز کے طور پر اس کی
برائیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ویقتل اولاد آل یاسین ولحم

یہاں لکے اللہ فی عمرہ - (صواعق مرقومہ ص ۲۲۱) ترجمہ ہر اور اس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کو تنہید کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں
برکت نہ دے۔“

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا

بد خلقی اور جابر و ظالم یزید تھا

حضرت ابو بردہ اسلمی [صحابی رسول حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ

نے جب یزید کو امام عالی مقام کے سراقہ کی توہین کرتے دیکھا تو آپ برداشت
نہ کر سکے اور یزید کو لعنت طاعت کرنے کے بعد فرمایا۔ یا یزید ان یحییٰ

عبد اللہ بن زبیر شفیعک یوم القیامۃ و یحییٰ ہذا و محمد صلی اللہ
علیہ وسلم شفیعک ثم قام من المجلس (شہید کربلا ص ۹۰) سے یزید کی قیامت کو جیت
گھر کا بھید کی لنگا ڈھائے جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا

تو اس نے عوام الناس کے سامنے ایک خطبہ دیا جس کا ایک فقرہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں
تاکہ گھر کے مجری سچی خبر پڑھیں اور قتل حسین کی ذمہ داری کے متعلق فیصلہ کریں۔

ثم قلد ابی و نازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ - (صواعق مرقومہ ص ۲۲۲) ترجمہ : پھر میرے پیٹ
باپ (یزید) نے حکومت کا پھندا گلے میں ڈالا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نواسے سے جھگڑا اور اب اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں گرفتار ہے۔“

ہم مشرب کی گواہی [میدان کربلا میں جب امام عالی مقام نے ابن

سعد کے ذریعہ سے ابن زیاد کے سامنے اپنی کچھ شرطیں پیش کیں تو ابن زیاد نے
جواباً لکھ کر بھیجا۔ اما بعد۔ یا حسین فان یزید بن معاویۃ کتب الی ان

لا تغض جفینک من المنام ولا تشبع بطنک من الطعام اما ان

نے کاتو تیرا صبیح ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نہ شریف نہیں گئے تو ان کے شیخ حر مصطفیٰ

یرجعہ الحسین الی حکمی او تقتله - والسلام -

(نور الابصار ص ۱۲۲ طبع مصری، تنویر الازہار ص ۴۴) ترجمہ: اے حسین حقیقت یہ ہے کہ یزید نے میری طرف حکمانہ لکھ کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک تجھے سونے اور کھانے کی اجازت نہیں جب تک کہ تو حسین کو میری بیعت پر مجبور نہ کر دے یا پھر اسے قتل نہ کر دے۔“

چنانچہ جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق امام پاک کو بیعت پر مجبور کیا اور بیعت سے انکار کی صورت میں یزید کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا تو اس کے جواب میں جناب حسین نے اپنا پورا گلستان نذر خدا کر دیا لیکن فاسق و فاجر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا قبول نہ کی۔

حسین ابن علی نے کی ہے قائم اک مثال ایسی

کہ تقلید اس کی تقدیر جاودانی ہے

یزید نے یزید نے زمین شریفین پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ابن زیاد کو اس لشکر کی سپہ سالاری کی پیشکش کی لیکن ابن زیاد نے یہ کہہ کر انکار کر دیا....! واللہ لاجمعتهما للفاسق قتل ابن بنت رسول اللہ وغزو الکعبۃ -

(تاریخ کامل ص ۱۲۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب) خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے دو برائیاں جمع نہیں کر سکتا۔ پہلے تو اس کے حکم سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کیا ہے اور اب کعبہ پر حملہ کروں۔“

معتد سپاہی کی گواہی | مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید

کے خاص سپاہی شمر بنین کی یزید منید کے ساتھ ایک گفتگو نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ امام کا قاتل کون ہے۔

جب امام زین العابدین نے یزید سے جناب امام حسین کا قاتل مانگا تو یزید نے کہا قاتل حسین کون ہے، سب نے کہا خولی ہے، خولی نے کہا سنان بن انس ہے۔ سنان نے کہا بشیر بن مالک ہے، اس نے کہا شمر ہے۔ شمر نے کہا قاتل حسین وہ ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور ان کے قتل کے واسطے لشکر بھیجا تھا۔ یزید اس بات سے شرمندہ ہو گیا (مرج البحرین ص ۳۶)

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ یزید کا بیٹا معاویہ اور یزید کا باا اعتماد بھتیجا ابن زیاد اور یزیدی فوج کا معتمد سپاہی شمر ذی الجوشن بھی واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی قرار دے رہے ہیں۔

مورخ ابن اثیر | ایک مقام پر تو ابن زیاد نے اپنی فجھوی کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہتا ہے۔ واما قتل الحسين فانه اشارني يزيد بقتله او قتلي فاخترت قتله۔ (تاریخ کامل ص ۶۹) یعنی یزید نے مجھے اشارتاً یہ سنا دیا تھا کہ اگر تو حسین کو قتل نہ کر سکا تو میں تجھے قتل کروادوں گا چنانچہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے حسین کو قتل کرنا پسند کیا۔

علامہ ابن اثیر نے ایک اور مقام پر جناب امام مسلم کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں۔ بعث ابن زياد برأس مسلم وهاني الى يزيد وكتب اليه يزيد يشكره۔ (تاریخ کامل ص ۶۷)

یعنی جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق جناب امام مسلم کو شہید کر دیا اور آپ کا سر اقدس یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے جوابی خط لکھ کر اس کام پر ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

کیوں جناب کچھ سمجھ میں آیا؟ اب یا تو یزید دوست حضرات و کالت یزید سے تائب ہو جائیں، یا پھر ابن زیاد، ابن سعد یا شمر وغیرہم میں سے کسی کا یہ بیان

دکھا دیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے کیا ہے یزید کا اس سے کوئی تعلق
 واسطہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی حوالہ دکھایا جاسکے اور کسی معتبر و مستند کتاب کا
 ہو تو پھر تو واقعی ہماری دلیل کا جواب بن سکے گا اور اگر کسی کو کوئی ایسا حوالہ نہ
 مل سکے اور انشاء اللہ کبھی نہیں مل سکے گا تو پھر جان بوجھ کر کوسے کو سفید کہہ کر
 دنیا کی جگہ ہنسائی اور آخرت کا پھٹاوا مول نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق سمجھنے
 اس پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے اور حق پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا
 فرمائے۔ آمین۔ اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

مورخ ابو یعقوب

تیسری صدی کا مورخ ابی یعقوب گورنر مدینہ

کی طرف یزیدی حکم نامے کا ذکر کرتا ہے۔ آپ بھی پڑھیں۔ مکتب یزید الی
 الولید وهو عامل المدینة اذا اتاك کتابی هذا فاحضر الحسين
 بن علی و عبد الله بن زبیر فخذهما یا لبيعة لی فان امتنعا
 فاضرب اعناقهما و ابعث لی برؤسهما رتا یخ یعقوبی ص ۳۷۱
 یعنی یزید نے حکومت سنبھالتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر ولید کو حکم بھیجا کہ جب میرا خط
 تجھے ملے تو فوراً حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) سے میری بیعت لو
 اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں مار دو اور ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔“

علامہ خوارزمی

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ بھی اس خط کا تذکرہ اپنے الفاظ

میں کرتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں معنی ایک ہی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ تحکمت صحیفة

الی الولید فخذ الحسین بالبيعة اخذ اشدید اعنیفا لیست
 فیہ رخصة فان ابی علیک فاضرب عنقه و ابعث الی برأسه (مقتل حسین)
 یعنی یزید نے ولید گورنر مدینہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کو سختی سے

میری بیعت پر مجبور کرو اور اس کام میں کوئی نرمی نہ کرنا اور اگر وہ میری بیعت سے انکار

کریں تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دو۔“ اور پڑھیں۔

علامہ شیبانی | علامہ شیبانی رحمہ اللہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔
فکتب الی الولید اما بعد فخذ حسینا و عبد اللہ بن عمرو ابن
الذریب بالبیعة اخذ اشديد الیس فیہ رخصة حتی یبایعوا۔

(تاریخ کامل ص ۱۷۱) چنانچہ یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف خط لکھا۔ اے ولید! حسین بن علی، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے بہت سختی کرو یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں اور اس کام میں بالکل نرمی نہ کی جائے۔“

نیز علامہ شیبانی شہادت کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
ولما وصل راس الحسين الی یزید حسن حال ابن زیاد عنده
وزاده و وصله و سره ما فعل ثم لم یلبث الا یسیرا حتی بلغه
بغض الناس له ولعتهم و سبهم فندم علی قتل الحسين۔
(تاریخ ابن اثیر ص ۱۷۱) یعنی جب امام پاک کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا اور وہ یزید کا مقرب خاص بن گیا اور یزید اس کے کام پر بہت خوش ہوا لیکن اس کی یہ خوشی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی کیونکہ جب اس کو معلوم ہوا کہ لوگ اس ظلم کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور اس پر لعنت اور سب و شتم کر رہے ہیں تو پھر اس کو اپنے اس فعل پر پچھتاوا ہونے لگا۔“

وہ سجدہ تو سجدہ ہوا ہی نہیں

کہ سر جھک گیا دل جھکا ہی نہیں

حافظ ابن کثیر | مفسر قرآن مولانا اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

اسی خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ وكتب يزيد الى الوليد نائب المدينة
اما بعد فخذ حسينا وعيد الله بن زبير وعبد الله بن عمر بالبيعة
اخذ اشد يد اليست فيه رخصة حتى يبايعوا الراية والنهاية (ص ۲۶)
یعنی یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف حکم لکھ کر بھیجا کہ حسین بن علی، عبد اللہ بن زبیر
اور عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے اتنی سختی کرو کہ وہ بیعت
کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کام میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہیے۔

نیز آپ واقعہ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقد تقدم انه قتل
الحسين واصحابه علي يد ابي عبيد الله بن زياد. (البدایہ والنہایہ
ص ۲۳۲) ترجمہ۔ اور اس سے پہلے یزید، ابن زیاد کے ہاتھوں جناب امام حسین
رضی اللہ عنہ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کروا چکا ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ لما قتل ابن زياد الحسين ومن معه بعث
برؤ وسهم الى يزيد فسر بقتله اولاً وحسنت بذالك منزلة
ابن زياد عندك. (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲) یعنی جب ابن زیاد نے امام
حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور ان کے سر یزید کے پاس بھیجے تو یزید
کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا۔

نیز لکھتے ہیں۔ ان يزيد فرح بقتل الحسين اول ما بلغه ثم ندم
على ذالك. (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲) یزید اولاً شہادت امام حسین
پر بہت خوش ہوا البتہ بعد میں (عوام کی لعنت ملاحت کی وجہ سے) اپنے اس
فعل پر پھینچا۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ ان الرأس له يزل في خزانة يزيد بن معاوية
حتى توفي. (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲) یعنی جناب امام حسین رضی اللہ

عنہ کا سر یزید کی موت تک اس کے شاہی خزانے میں پڑا ہوا تھا۔
 قارئین کرام! عذر فرمائیں اس عالم نے آپ کا سرمبارک تاحیات بطور کائنات
 کی یادگار اپنے پاس محفوظ رکھنا اس کو دفن کر یا نہ اہل بیت کے سپرد کیا کہ وہ ہی
 دفن کر دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

اکثر آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شکاری اگر کبھی شیر کا شکار کرے تو وہ تازندگی
 اس کی کھال کو اپنے کارندے کی یاد کے طور پر محفوظ رکھتا ہے۔ آپ کے سرمبارک
 کا خزانہ یزید میں ہونے کا ذکر چوتھے باب میں ردی قاصد کے حوالہ سے بھی گزر چکا
 ہے آگے بھی انشاء اللہ اس کے مزید حوالہ جات نذر قارئین کئے جائیں گے۔

یزید آپ نائب حسین جناب مسلم بن عقیل کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ
 فرماتے ہیں۔ ثم کتب الی ابن زیاد اذا قدمت الکوفة فاطلب
 مسلم بن عقیل فان قدرت علیہ فاقتله۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۲)
 یعنی یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ جب تم کو فہ پہنچو تو فوراً "مسلم بن عقیل کو طلب
 کرنا اور اگر بس چلے تو قتل کر دینا۔"

قارئین کرام! عذر فرمائیں جو شخص نائب امام کے قتل کا حکم دے رہا ہے وہ
 اصل صاحب بیعت جناب امام کے ساتھ کتنا بغض و عناد رکھتا ہوگا کیونکہ یزید کا
 جناب مسلم کے ساتھ اور تو کوئی تازہ نہیں تھا۔ آپ کا گناہ صرف یہ تھا کہ آپ لوگوں سے
 امام حسین کی بیعت لے رہے تھے تو جب آپ کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے تو جسکے
 لیے بیعت لی جا رہی ہے اور جو یزید کے لیے اصل خطرہ ہیں ان کے قتل کا تو وہ بدرجہ
 اولیٰ طالب و شائق ہوگا۔ فافہم۔

یزید آپ لکھتے ہیں۔ وارسلہما الی یزید فجمع ید ید صن کان
 بحضورہ من اهل الشام ثم دخلوا علیہ فہنوا بالقتل البدایہ ص ۱۵۶

یعنی جب اہل بیت کاٹا ہوا قافلہ شام میں یزید کے دربار میں پہنچا تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی۔ "خود فرمائیں۔

ابو حنیفہ دینوری | مفسر قرآن مورخ اسلام جناب ابو حنیفہ دینوری رحمہ اللہ یزید کے خط کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ فکتب یزید الی الولید یا مریۃ ان یاخذ بالبدیعة اخذ اشد ید الارخصة فیہ وعلیک بالحسین بن علی وعبدا لله بن زبیر فابعث الیہما الساعة فان بايعا والا فاضرب اعناقہما۔

(اخبار الطوال ص ۲۲۷) یعنی یزید نے والی مدینہ ولید کی طرف حکم بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے سختی کے ساتھ میری بیعت لو اور اس میں کوئی نرمی نہ کرنا اگر وہ بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو قتل کر دو۔

علامہ طبری وغیرہ | مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن کثیر، علامہ ابن حجر مکی اور علامہ مومن شبلنجی مہری رحمہم اللہ لکھتے ہیں۔

ثم اذن للناس قد خلوا علیہ والرأس بین یدیه ومعه قضیب وهو ینکت بہ ثم قال ان هذا وایا تا کما قال الحصبین بن ہمام ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت

قواضیت فی ایماننا تقطر الدماء یفلقن ہا من رجال اعزۃ

عینا وھما عق واطلما !

(تاریخ طبری ص ۱۲، تاریخ ابن اثیر ص ۳۵، تاریخ ابو الفداء ص ۱۹، صوائت محرقہ ص ۹، نور الابصار ص ۱۴) یعنی جب امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے دربار میں اس کے سامنے رکھا گیا تو لوگوں کو دربار میں آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ جب لوگ جمع ہو گئے تو یزید اپنے ہاتھ والی پھڑی کو امام پاک کے چہرہ پر لگا کر کہنے لگا

ابن زیاد نے بھی امام پاک کے چہرہ پر پھڑی ماری (بخاری ص ۱۲)

ہمارا اور ان کا حال ایسا ہی ہے جیسا کہ حصین بن ہمام نے کہا ہے کہ ہماری قوم نے ہمارا حق ماننے سے انکار کر دیا، اور ہمارے داہنے ہاتھوں کی تلواروں نے انھیں قتل کر دیا۔ ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ تلواروں نے عزت والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا کیونکہ وہ نہایت سرکش اور بہت ظالم تھے۔“

تیر آپ لکھتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے دربار میں پہنچے تو سر لانے والے محافظ سپاہی نے دربار میں جا کر سب لوگوں کے سامنے کہا.....!

بشر یا امیر المؤمنین بفتح اللہ ونصرہ (تاریخ طبری ۶ ص ۳۲) یعنی اسے بادشاہ سلامت اس فتح و نفرت پر مبارک باد وصول کریں۔“

تیر آپ نے یزید کا حکم امام مسلم کے متعلق بھی نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: کتب یزید الی ابن زیاد ان یطلب مسلم بن عقیل فیقتلہ ان وجدہ۔ تاریخ طبری ۵ ص ۳۲ یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم لکھ بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر مل جائیں تو ان کو فوراً قتل کر دو۔“ غالباً اب تو کوئی شک باقی نہیں رہا ہو گا۔

علامہ قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری علامہ ابن حجر

قسطلانی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارہ بذلك ما قاتل (ارشاد الساری شرح بخاری ۵ ص ۳۲)

علامہ ابن ہمام فقہ حنفیہ کے مقدمہ مصنف علامہ ابن ہمام بھی علامہ

قسطلانی کے ہم زبان ہیں۔ آپ بھی فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل

الحسین واستبشارہ بذلك۔ (شرح فقہ اکبر ۶ ص ۳۲)

علامہ علی قاری شارح مشکوٰۃ مقبر حنفی مصنف علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ

نے اپنی کتاب میں ابن ہمام کا یہی قول نقل کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ۶ ص ۳۲)

علامہ تفتازانی

تھانہ نسفیہ کے شارح علامہ سعد الدین تفتازانی

رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا یزید بقتل الحسين و استبشارہ بذلک رشرح عقائد نسفیؒ ترجمہ سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہوا اور اس واقع پر اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔

علامہ آلوسی

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔
والطامة الكبرى ما فعله باهل البيت و رضاہ بقتل الحسين و استبشارہ
(تفسیر روح المعانی ۲۶ ص ۲۷ طبع بیروت) یعنی یزید نے اہل بیت اطہار کے ساتھ جو کچھ کیا (وہ سب مسلمان جانتے ہیں) اور اس کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہونا اور اس موقع پر اس کا بہت خوشی کا اظہار کرنا یہ سب باتیں اس کے متعلق جواز لعن میں بہت پختہ دلیلیں ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ حیث قتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و من معه من اهل بیت النبوة و اهان عترتہ و افتخر بہ و قال هذا ایوم یوم یدر تفصیر مظہری ص ۵۵
ترجمہ:- جب یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور ان کے ساتھ جو اہل بیت النبی کے افراد تھے ان کو شہید کیا اور نبی کریم کی عترت طاہرہ کی توہین کی اور اس پر فخر کیا اور کہا کہ یہ وقوعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔ (یعنی بدر میں جو ہمارے اموی بزرگ ہاشمیوں نے قتل کئے تھے اس کے بدلہ میں آج ہم نے ہاشمی بزرگوں کو قتل کر کے اپنا پرانا بدلہ لے لیا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ)
ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں۔ وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلماً

و کفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتشد ایسا تاحین
قتل حسین رضی اللہ عنہ (تفسیر مظہری ص ۵ ص ۲ مطبوعہ دہلی)
اور یزید یوں نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم کے ساتھ شہید کیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دین کا انکار کر دیا حتیٰ کہ جب امام پاک شہید ہو گئے تو یزید نے کچھ اشعار
کہے (جن کا مضمون یہ تھا کہ واقعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔)

علامہ سبط ابن جوزی | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں
ان یزید لما حجی برأس الحسين سربہ (تذکرۃ الخواص ص ۲۶)
یعنی جب یزید کے دربار میں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش کیا گیا
تو یزید آپ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ "نیز آپ نے حضرت
امام مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یزید کا حکم نقل کیا ہے۔

فکتب یزید الی ابن زیاد قد ولیتک الکوفة مع البصرة... و
ان مسلم بن عقیل بالکوفة... فاقتلہ فقتلہ وبعث برأسه الی یزید
فکتب الیہ بشکرہ - (تذکرہ خواص الامم ص ۲۲۵) سانحہ کربلا اذ اکثر امر اراحم
ص ۲۷) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ میں نے تجھے بفرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ
کی گورنری بھی دے دی۔ اور مسلم بن عقیل کوفہ میں ہیں ان کو قتل کر دو.....!
پس ابن زیاد نے امام مسلم کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک یزید کے پاس بھیج دیا
تو یزید نے جوابی خط میں ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

نیز آپ نے امام پاک کے سر مبارک کا خزانہ یزید میں ہونے کا تذکرہ بھی
کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ رأس الحسين فی خزائن یزید (تذکرۃ الخواص ص ۲۶)
یعنی امام حسین کا سر اقدس یزید کے خزانہ میں رکھا ہوا تھا۔

حدیث بیستمی | محدث ابن حجر مکی بھی اس بات کو نقل فرماتے ہیں

آپ کہتے ہیں۔ رأس الحسین فی خزائن یزید۔ (صواعق محرقة ص ۱۹۹)
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

حضور غوث اعظم پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس

بات کی تائید فرماتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ واس الحسین ابن علی فی خزائن

یزید بن معاویہ۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۳۸، روضۃ الاصفیاء ص ۱۸۵)

شیخ صیان علامہ شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ کہتے ہیں !

فارسہ ومن معہ من اہل بیتہ الی یزید۔۔۔ فسر سہرور کثیرا ووقفہم

موقف السبی واہانہم وصار یضرب الرأس الشريف بققیب کان معہ

و یقول لقیقت یغیظک یا حسین ویا لعل فی القرح ثم یدم لما مقتہ المسلمون علی ذلک

وابن قیاض کا کہنا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔

یعنی جب ابن زیاد نے اہل بیت کرام کا لٹا ہوا قافلہ اور شہداء کرام کے سر ہٹے

مبارک یزید کے پاس بھیجے تو یزید انہیں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوا اور اہل بیت

کے افراد کو قیدیوں کی جگہ پر بٹھایا گیا اور ان کی توہین کی اور اپنی بھڑکی سے امام

پاک کے سر مبارک کو چھڑنے لگا اور کہنے لگا اے حسین تجھے تیری بغاوت کی سزا مل

گئی ہے۔ اس موقع پر وہ بہت زیادہ خوش ہو رہا تھا لیکن جب اسے لوگوں کے

غم و غصہ اور غیظ و غضب کا پتہ چلا تو پھر اسے اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی۔

نیز آپ نے بھی حضرت امام مسلم کے متعلق یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ

کہتے ہیں فارسہ الی عبید اللہ بن زیاد والیہ علی الکوفۃ یا صرہ

یطلب مسلح وقتلہ فظفر بہ فقتلہ (اساف الراغبین ص ۲۰۵) یعنی یزید نے

ابن زیاد کو کوثر کا گورنر بنایا تو اسے حکم دیا کہ وہاں مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور

اس کو فوراً قتل کر دو۔

علامہ عسقلانی

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے

بھی جناب امام مسلم کے متفق یزیدی حکم نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں فکنت یزید
الی عبید اللہ بن زیاد نہ قد اضاف الیہ الکوفۃ وامرہ ان یطلب
مسلم بن عقیل فان ظفر بہ فقتلہ۔ (الاصابہ)

فی تمیز الصحابہ ۱/ ص ۳۳۳، تہذیب التہذیب ۲/ ص ۴۹۹) یعنی یزید نے ابن زیاد کو
حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ تجھے کوفہ کی حکومت بھی دے دی گئی ہے لہذا تم وہاں جا کر
مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر تیرا بس چلے تو اسے فوراً قتل کر دو۔“

علامہ سیوطی

مفسر قرآن موزع اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

نقل فرماتے ہیں۔ ولما قتل الحسین وبنو ایمیہ بعث ابن زیاد
بروسہم الی یزید فسر بقتلہما ولا ثمتد ملما مقتلہ المسلمون علی زائد
(تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵ مطبوعہ دہلی) یعنی جب جناب امام حسین اور آپ کا خاندان
شہید ہو چکا تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سر ہائے مبارکہ یزید کے پاس بھیج دیئے
چنانچہ یزید ان کے قتل سے بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اسے اس فعل پر
ملامت کرنے لگے تو پھر اسے افسوس ہونے لگا (کہ ہائے میں نے یہ کیا کر دیا کہ
رہتی دنیا تک کی لعنت غزید لی) (تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۴۶)

تیرا آپ لکھتے ہیں جب امام حالی مقام کی کوفہ کی طرف روانگی کی خبر یزید کو پہنچی
تو....! فکنت یزید۔ الی والیہ بانعراق عبید اللہ بن زیاد بقتالہ۔
(تاریخ الخلفاء ص ۱۴۶) اس نے والی عراق ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ امام حسین سے جنگ کرو۔

اللہ رے ان کی مذمت جفا کے بعد

گردن ہے اعتراف میں خم بولتے نہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی | تحقق علی الاطلاق محدث بالاتفاق

شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ولما قتل الحسين وبتوابعيه بعث ابن زياد برؤسهم الى يزيد فسر يقتلهم اولا ثم نداه لما مقتله المسلمون على ذالك وابعضه الناس وحق لهما ان يبغضوه لما ثبت من السنة فكيف يني جب امام حسين رضي الله عنه اور آپ کے ساتھی شہید ہو چکے تو ابن زياد نے ان کے سر يزيد کے پاس بھیج دیئے چنانچہ يزيد پہلے تو ان سرہائے بریدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل پر ناراض ہوئے اور غم و غصہ کا اظہار کیا تو پھر اسے اپنے اس ظلم پر پشیمانی ہوئی اور درحقیقت مسلمانوں کا يزيد پر غم و غصہ بالکل صحیح تھا۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ و بعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرده ویدل راضی نبوده و بعد از قتل وے و اہل بیت وے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مسرور و مستبشر نشدہ ای سخن مردود و باطل است (تکمیل الایمان ص ۹۰) یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ يزيد نے جناب امام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا اور آپ کے اور آپ کے خاندان کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا، ہمارے نزدیک یہ بات بالکل غلط ہے۔

نیز آپ فرماتے ہیں! و عجب است ازیں قائل کہ يزيد را نگفت امر کنندہ ابن زياد بود (اشعة الملمات ص ۶۲) یعنی اس شخص پر تعجب ہے جو يزيد کو قتل امام کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابن زياد کو آپ کے قتل کا حکم يزيد نے ہی دیا تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں! و عجب است ازیں قائل کہ يزيد را نگفت کہ امیر عبد اللہ بن زياد بود و ہرچہ کرد با مروے و برضائے وے کرد (اشعة الملمات ص ۶۲) اور تعجب ہے اس شخص پر جو بنو امیہ کے برے لوگوں میں يزيد کو شمار نہیں کرتا

اور ابن زیاد کو برا کہتا ہے حالانکہ یزید ابن زیاد کا امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا ہے وہ یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا ہے۔“

نیز آپ لکھتے ہیں: یزید بن معاویہ و عبداللہ بن زیاد تحقیق صادر شد از ایشان از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یزید اور ابن زیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت پاک کا قتل واقع ہوا ہے۔“

ایک شہید کا ازالہ | یہ تمام دلائل و براہین دیکھنے اور پڑھنے کے بعد

بھی کسی کو رذہن میں یہ خیال آنے کہ شہدائے کربلا کے سر دیکھ کر یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی تھی جس سے یزید کا اس واقعہ سے لاتعلقی ہوتا ثابت ہوتا ہے تو جناب اس بات کا جواب علامہ ابن کثیر سے وصول کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں: ...! وقد لعن ابن زیاد علی فعله ذلک و شتمہ فیما یطہر و ید و ولكن لم یعزلہ علی ذالک ولا عاقبہ ولا ارسل یعیب علیہ ذالک واللہ اعلم۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۲ طبع بیروت)

ترجمہ: یزید نے ابن زیاد پر اس کے مظالم کی وجہ سے لعنت ملامت تو کی تھی لیکن نہ تو اس کو اس کے جہدے سے معزول کیا اور نہ ہی اسے کوئی سزا دی اور نہ ہی اس کو تنبیہ و سرزنش کا کوئی خط لکھا۔“

کیا یہ خاموشی اس کی رضا کی دلیل نہیں ہے اور کیا وہ بیان کردہ آنسو مگر چھ کے آنسو نہیں تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یزید نے زندہ حاضر کرنے کو کہا تھا تو کسی عدلیہ کے افسر سے معلوم کر لیں کہ جس شخص کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے ہوں اس کو قتل کر کے عدالت میں لے جانے والے پولیس افسر کے لئے کیا حکم ہوتا ہے، فاقہم۔ مولانا فہیم الدین فرماتے ہیں ”یزید کی عیاد بگڑ گئی اس پر اس ناپاک نے

اظہارِ ندامت کیا مگر یہ ندامت تو اپنی جماعت کو قبضہ میں رکھنے کے لئے تھی در نہ اس ناپاک کا دل تو اہل بیت کرام کے عناد سے بھرا ہوا تھا۔ (سوانح کربلا ص ۱۱۱)

علامہ قطب الدین خان | شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان

صاحب فرماتے ہیں۔ ”یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اللہ انہیں ذلیل کرے ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (مظاہر حق ص ۳۳)

نیز آپ فرماتے ہیں ”اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا اور جو کچھ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا“ (مظاہر حق ص ۶۴)

ان تمام اکابر نے نقل کیا ہے کہ
 جب محمد بن عسکرت دربار یزید
 میں پیش کی گئیں تو!

علامہ ابن اثیر، علامہ ابن جریر
علامہ سیوطی، علامہ ابن جوزی
علامہ ابن کثیر، علامہ عسقلانی

نظر رجل من اهل الشام الى فاطمة بنت الحسين روفي بعض الرواية سكينة فقال هب لي هذه الحجارية فانهم لنا حلال فصاحت الصبية واقعدت بثوب عمتها زينب فصاحت زينب ليس ذلك الى يزيد ولا كرامة فغضب يزيد فقال لو شئت لفعلت قالت كلا والله ما جعل الله ذلك لك الا ان تخرج من ملتنا او تدین بغير ديننا فغضب يزيد ثم قال اما خرج من دين ابوك واخوك فقالت زينب بدین الله ودين ابی ودين اخي وحیدی۔ (تاریخ کامل ص ۸۶، تاریخ البغداد ص ۱۹، تاریخ طبری ص ۵، تذکرہ خواص الامم ص ۲۶، صحیح بیات عارفات ص ۱۴، سوانح کربلا اثر المرحوم یزیدی ص ۸۸)

تہذیب التہذیب ۱: ۲۵۲) ترجمہ:۔ شامیوں میں سے ایک آدمی کی نظر سیدہ فاطمہ بنت حسین (اور بعض روایات کے مطابق سیدہ سکینہ) پر پڑی تو اس نے کہا بادشاہ سلامت یہ دو شیزہ مجھے دے دیں کیونکہ یہ (بطور مالِ غنیمت) ہم پر حلال ہیں۔ بچی نے جب سنا تو وہ چیخ کر اپنی پھوپھی سے چٹ گئی۔ سیدہ زینب نے گرج کر کہا ”نہ تو تیری اتنی حیثیت ہے اور نہ ہی یزید کو یہ حق حاصل ہے“ یزید نے غضب ناک ہو کر کہا تو بھوٹ کہتی ہے اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ سیدہ نے فرمایا ہرگز نہیں ہاں البتہ اگر تو ہماری ملت سے خارج ہو چکا ہے اور ہمارے دین کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کر چکا ہے تو پھر تو اتنی بڑی بے حیائی کر سکتا ہے، یزید نے غصہ میں کہا ہاں میں تیرے باپ اور بھائی کے دین سے نکل گیا ہوں۔ بنتِ ثمر خدا پھر گریں فرمایا ”بلکہ اللہ کے دین سے اور میرے ناناجان جناب محمد مصطفیٰ کے دین سے، میرے بایا جان جناب حیدر کرار کے دین سے اور میرے برادر جناب امام حسین کے دین سے تو نکل گیا ہے۔“ یزید خاموش ہو گیا اور انکو مدیر منورہ بھیجنے کے انتظامات کرنے لگا۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنة اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

قارئین کرام! کیا یہ واقعہ پڑھ لینے کے بعد کوئی صاحب بصیرت شخص یزید کی پاکدامنی کی گواہی دے سکے گا۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

یہ واقعہ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یزید اور یزید نے اس جنگ کو حق و باطل کی جنگ اور ان سید زادیوں کو بطور مالِ غنیمت اپنا حق سمجھتے تھے جیسا کہ ایک یزیدی فوجی ابنِ نمیر عیین نے کہا تھا وانی لارحوا ان یکون جہادی مع ابنِ بنت رسول اللہ ہوا لاء افضل من جہاد المشرکین

وایسر تو! با عند اللہ (البدایہ والنہایہ علیہ السلام) ترجمہ: اور بے شک میں اُمید کرتا ہوں کہ نواسہ رسول امام حسین کے ساتھ جہاد کرنا مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل اور زیادہ ثواب والا ہے۔“ (استغفر اللہ) ورنہ یزید ان گستاخوں کو جبرِ ناک سزا دیتا اور کہتا غلام یہ ساداتِ طہات ہیں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس گستاخ کی زبان کھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دی جاتی لیکن یہاں تو یزید الٹ سیدہ کو ڈانٹ رہا ہے وہ علیحدہ بات ہے کہ بنتِ اہل اللہ نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر یہ واضح کر دیا کہ.....!

جن کی نظروں پر عیاں ہے حق پرستی کا جلال
پیشِ باطل بھک نہیں سکتی کبھی ان کی جبین
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے
مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فیما ارتکبہ
من القبائح بعد هذه الغزوة من قتل الحسين وتحريب المدينة۔
(شرح تراجم بخاری ص ۳۷) یعنی جس (شاہ کی) جنگ سے یزید دوست ہوا
یزید کی مغفرت بیان کرتے ہیں اس جنگ کے بعد یزید نے جو برائیاں کیں ان میں
سے امام حسین کا قتل اور مدینہ منورہ کی تباہی بھی ہے۔

شیخ ابو علی قلندر | مشہور روحانی شخصیت جناب شیخ ابو علی شاہ قلندر
فرماتے ہیں!

بہر دنیا آں یزید نا خلف دین خود کردہ برائے اوتلف
زال دنیا چوں در آمد در نکاح کرد بر خود خون آں سید مباح
(مثنوی ابو علی شاہ قلندر ص ۷)

ترجمہ: اس یزید بد بخت نے دنیا کی خاطر اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بڑھئی

جب اس کے نکاح میں آئی (اسے حکومت ملی) تو اس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اپنے اوپر حلال کر لیا۔

فاضل بریلوی عصر حاضر کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”یزید نے رسول اللہ کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمارا ہیوں کے تیغ ظلم سے پایا ذبح کیا۔“ (عرفان شریعت ص ۲۷۴)

مولانا نعیم الدین مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ”یزید وہ بد نصیب، بد باطن، سیاہ دل، تنگ فاندان ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔“ (سوانح کربلا ص ۲۱)

نیز آپ فرماتے ہیں ”حضرت امام حسین کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محسب تھا اسی لیے حضرت امام کی شہادت یزید کیلئے باعثِ مسرت ہوئی (سوانح کربلا ص ۱۱) بڑا بدھ اسلحہ کے سامنے جب یزید نے سر امام پر چڑی داری مفتی محمد شفیع دیوبندی تو اپنے غضبناک ہو کر فرمایا اے یزید کل قیامت کو جب

تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے (یزید نے کہا اے بڑھے مجھے اگر تیرے بڑھاپے کا خیال نہ ہوتا تو تجھے قتل کرا دیتا۔ آپ نے فرمایا ظالم میرے بڑھاپے کا تو تجھے لحاظ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزتِ طاہرہ کا تجھے کچھ لحاظ نہیں ہے اس پر وہ خاموش ہو گیا) یہاں آپ یزید کو ابن زیاد کے ساتھ اور جناب حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ آپ کا نظریہ بالکل واضح ہے۔

مولوی عبد الرّب دیوبندی یزید نے والی مدینہ کو حکم بھیجا کہ

امام حسین اور ان کے رشتے داروں کو ذرا مہلت نہ دینا اگر مخالفت کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دینا (مرج البحرین ص ۲۸۳)

نیز لکھتے ہیں کہ ! اس وقت یزید سر مبارک کو جو طشت زریں میں رکھا تھا دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جو پھڑپی اس کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے (مرج البحرین ص ۳۵۹)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد | بزعم خود اہل حدیث حضرات کے مابین

حدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں . و امر یزید بن الک واستشارة به متى ان لا يمكن الانكار عنه وقد روى عن يزيد لعنه الله ليت اشيأني بعد رشدها... وعد لنا بعد رعا عندنا (حاشیہ ہدایۃ الہدی ص ۹۸) ترجمہ اور یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا اور آپ کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور یہ بات اتنے تواتر سے ثابت ہے کہ اس کا انکار ممکن ہی نہیں ہے . نیز یزید اللہ کی لعنت ہو اس پر . سے نقل کیا گیا ہے کہ (شہداء کو بلا کے سر ہائے مقدسہ دیکھ کر) یزید نے کہا تھا . کاش آج میرے بدر والے بزرگ (جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے) موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے ان سے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے . پس اب حساب برابر ہو گیا ہے .

نیز وہ لکھتے ہیں ” یزید نے خلیفہ بننے کے بعد وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا ، اہل بیت کی اہانت کی . جب سر مبارک امام کا آیا تو مردہ کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے . “ (تہذیبی ترجمہ نجاری ص ۹۷) کیوں جناب آیا کچھ سمجھ شریف میں ؟ اللہ تعالیٰ حق کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے . آمین

نواب صدیق حسن

بزعم خود اہلحدیث حضرات کے مابین ناز عالم نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ ”بعد قتل امام حسین لشکر تجزیب مدینہ منورہ فرستادہ و بقیہ صحابہ و تابعین را اسر قتل کرد و ہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ در جوع او کجاست (بقیۃ الرائد ص ۹۸) یعنی: یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور صحابہ کرام اور تابعین کے جم غفیر کے قتل کا حکم دیا اور اسی بری حالت میں دنیا سے کوچ کر گیا تو پھر اس کی توبہ اور رجوع کا خیال کیسے کیا جاسکتا ہے۔“ بزعم خود اہلحدیث حضرات سے مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ.....!

”میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن“

مولوی عبدالحئی لکھنوی | مشہور حنفی مصنف مولوی عبدالحئی صاحب

لکھنوی لکھتے ہیں۔ ”اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس امر پر وہ راضی تھا اور نہ قتل امام حسین اور اہل بیت کے بعد وہ خوش ہوا حالانکہ یہ قول باطل ہے (فتاویٰ عبدالحئی ص ۷۰)

مولوی اشرف علی تھانوی | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودہویں

صدی کے مجدد اور ان دوستوں کے نزدیک مستند شخصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ ”یزید کو اس قتل میں (واقعہ کربلا میں) معذور نہیں سمجھا جاسکتا۔ وہ جہتہ سے اپنی تقلید کیوں کرتا تھا۔“ بھگڑا تو بیعت ہی کا تھا نا۔ نہ وہ بیعت پر مجبور کرتا اور نہ واقعہ کربلا رونما ہوتا (امداد افتاویٰ ص ۷۷)

شاعر مشرق | شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون، شیر و یزید | ایں دو وقت از حیث آمد پدید

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود ، اسی طرح جناب امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید عنید۔ یہ دونوں (حق و باطل کی) قوتیں ہمیشہ سے کشمکش حیات میں آپس میں دست و گریبان ہوتی آئی ہیں۔

درویش لاہوری کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ واقعہ کربلا کے ساتھ یزید کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب یہ بات نہیں کہی جاسکتی تو پھر وہ بھی نہیں ہو سکتی۔ سبحان اللہ ، علامہ نے ایک ہی شعر میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ واقعی اقبال، اقبال ہی ہے۔

عمر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر
وائس پرنسپل و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ

پروفیسر سید حمید القادر
پروفیسر محمد شجاع الدین

کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین پروفیسر علم تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور رقمطراز ہیں ”ابن خنظلہ کا قول ہے کہ یزید نے سارے تین سال حکومت کی۔ پہلے سال اس نے جناب امام حسین کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا (تاریخ اسلام ص ۲۷۱)

ڈاکٹر حمید الدین
عمر حاضر کے مؤرخ ڈاکٹر حمید الدین۔ پی، ایچ ڈی لکھتے ہیں ”یزید نے حاکم مدینہ ولید بن عقبہ کو فرمان بھیجا کہ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے فوراً بیعت لے لو اور کسی کو لیت و لعل نہ ملے۔“ (تاریخ اسلام ص ۲۷۲)

تیر لکھتے ہیں ”واقعہ کربلا نے دنیا نے اسلام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے دردانہ قتل کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ پہلے ہی یزید کو اس کی بری عادتوں کی وجہ سے ناپسند

کرتے تھے لیکن اس جاں گداز سانحہ کے بعد اور زیادہ خلاف ہو گئے (تاریخ اسلام ص ۲۵۱)
 نیز لکھتے ہیں۔ ”یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ سانحہ کربلا ہے اور مدینۃ الرسول
 کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگباری یزید کا تیسرا سیاہ
 کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

حرم کا اقبال حرم | جب عوام اہل اسلام کو کربلا و دمشق کے
 ظلم و اہانت کا پتہ چلا تو تمام لوگ یزید کے مخالف ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر
 یزید کف افسوس ملنے لگا اس وقت اس نے کہا۔ فبعضی بقتله الی المسلمین،
 و زرعی فی قلوبہم العداوۃ، فابغضنی البر و الفاجر بما استعظم
 الناس من قتلی حسینا (تاریخ ابوالفداء ص ۱۸۸) امام حسین کے قتل سے مسلمان میرے
 دشمن ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں میں میری عداوت پیدا ہو گئی ہے اور ہر نیک
 اور بد (اچھا اور برا، شریف اور ذلیل) میرے حسین کے قتل کو اتنا برا ظلم سمجھ
 رہا ہے کہ اس کی وجہ سے سب ہی میرے دشمن بن گئے ہیں۔ ”کیوں جناب
 یہاں تو خود یزید صاحب بھی اقرار کر رہے ہیں کہ جناب حسین کو اس نے ہی قتل
 کیا (کرایا) ہے۔“

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
 خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
 نیز پچھلے باب میں یزید کے اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ بھی اس مسئلہ
 کو سمجھنے میں کافی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس باب
 کی مناسبت سے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ پڑھیں اور مطمئن ہوں۔

یا اسقنی شربة تروی فؤادی + ثم مل فاسق مثلہا ابن زیاد
 قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء والحساد

(تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) ترجمہ: اے ساتھی مجھے وہ ثمرت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔ یہ (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔

۲۔ لما بدت تلك الحمول واشرفت

تلك الرؤس على شفا جديرون

۳۔ نعب الغراب نقلت قل ولا تفعل

فقد اقتضيت من الرسول ديون

(تفسیر روح المعانی ص ۲۶، تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) ترجمہ: جب وہ سواریاں ظاہر ہوئیں اور ہیروں کے کنارے پر سر نظر آئے تو کو آچینا پس میں نے کہا تو بیچ یا نہ بیچ۔ میں نے رسول سے اپنے قرضے وصول کر لیے ہیں۔

۴۔ لیت اشیاخی ببدر شہدا جزع الخزعرج من وقع الاسل

۵۔ لا قد قتلنا القرن من ساداتهم وعدلنا قتل بدر فاعتدل

(اخبار الطوال ص ۲۶، تذکرہ خواص ص ۲۹، صواعق محرقہ ص ۲، تاریخ ابن کثیر ص ۲۲۴)

(تفسیر مظہری ص ۵۵، حاشیہ بدیۃ المہدی ص ۹۶ وغیرہم) ترجمہ: کاش

آج میرے بدر (میں محمد کے ہاتھوں قتل ہونے) والے بزرگ موجود ہوتے اور دیکھتے کہ ہم نے ان کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور اب بدر میں قتل ہوئیے (اموی کافروں) کا بدلہ ہو گیا پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۶۔ لست من خندق ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ص ۵۵، تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) ترجمہ: میں خندق میں غنیمت

دیا جذب، کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ نہ لوں۔“

قارئین کرام! اب تو یقیناً کسی کو کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ اول تو یزید بے دید نے خود اعتراف جرم کر لیا ہے ۱۔ اس کے معاصرین حضرات اس کو قاتلِ امام سمجھتے اور کہتے ہیں ۲۔ اس کے اپنے مصاحب خاص، ابن زیاد، شمر وغیرہ اس کے قتلِ امام کے حکم کی تصدیق کر رہے ہیں ۳۔ یزید کا سگا بیٹا اس کے اہل بیتِ کرام سے لڑنے کی تقدیر کو رہا ہے ۴۔ صحابہ کرام اس کے قتلِ اہل بیت کا اعلان کر رہے ہیں ۵۔ محدثین کرام، مفسرین کرام، مؤرخین اسلام اس بات کی توثیق کر رہے ہیں ۶۔ اکابرین اسلام واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی گردانتے ہیں ۷۔ سحر حاضر کے مؤرخ، مفسر اور محدث قتلِ حسین یزید کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں ۸۔ سنی بریلوی حنفی، دیوبندی، غیر مقلد، تمام مکاتب فکر کے پرانے اور سوچوڑہ معتبر علماء اسی نظریہ کے حامل ہیں۔ ۹۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، سب ہی یزید کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔

واقعہ حرہ اور یزید | ویسے تو اس موضوع کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مقدسہ کے باب میں کافی وضاحت سے لکھا جا چکا ہے لیکن یہاں یزید کا واقعہ حرہ سے تعلق، اس کے متعلق یزید کا حکم اور اس وقوعہ کے بعد یزید کی کیفیت کے متعلق اختصاراً چند باتیں ہدیہ قارئین کرتا ہوں انشاء اللہ ہر غیر متعصب قاری کے لیے تشفیٰ مزید کا باعث بنیں گی۔

وقال الشعبي اليمن قد رضي يزيدي

يدالك وامرأ به وشكر صروان على فعله

علامہ سبط ابن جوزی

علامہ شعبی

(تذکرہ خواص الامام ص ۲۹) علامہ سبط ابن جوزی، امام شعبی کا فرمان نقل کرتے ہیں

آپ نے فرمایا کیا یزید نے مدینہ منورہ کی تباہی اور اس میں قتل و غارت گری کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور کیا وہ اس واقعہ فاجعہ پر راضی نہیں ہوا تھا، اور کیا اس نے مروان کا یزیدی لشکر کو کامیابی دلوانے پر تشکر یہ ادا نہیں کیا تھا۔“

علامہ ابن کثیر مفسر قرآن موزع اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ان یزید لما بلغه خبر اهل المدينة وما جرى عليهم عند الحرة من مسلم بن عقبة وحيشه فرح بذلك فرحاشدیدا۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۲۲۵)

یزید آپ لکھتے ہیں۔ اباح المدينة ثلاثة ايام كما امره يزید -

(تاریخ البوصلة ص ۲۲۵) ترجمہ: یزید کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت، لوٹ مار اور زنا و عینہ کو جائز رکھا گیا اور جب یزید کو اپنے تعمیل حکم اور مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں کئے گئے مظالم کی خبر پہنچی تو وہ مسلم بن عقبہ کے اس ظلم و تشدد پر بہت زیادہ غور و خیر ہوا۔“

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحقیق علی الاطلاق محدث بالاتفاق شیخ

عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! ”سہ روز بموجب حکم کے وے کردہ بود اباحت حرم مدینہ منورہ و تہب اموال و قتل نفوس و فسق نساء شعار ایشان بود۔ (عذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۴) یعنی یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری کو جائز رکھا گیا۔“

یزید آپ لکھتے ہیں۔ نقل است کہ چون مروان بعد ازیں واقعہ پر یزید پلید قدم برداشتہ سنی او کہ دریں واقعہ نمودہ باصن طریق بجا آورد و اورا بخود مقرب گردانید (عذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۴) نقل کیا گیا ہے کہ جب مروان اس واقعہ کے بعد یزید پلید کے پاس گیا تو یزید نے مدینہ کی بڑائی میں اسکی

کوشش (سازش اور چال) کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا مقرب خاص بنالیا۔
 نیز اس جنگ کے متعلق یزیدی فوج کے جو نظریات تھے وہ ان کے سردار
 مسلم بن عتبہ کے ایک بیان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتا تھا.....!
 اللہم انا لہ عمل عمل قط بعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان
 محمد رسول اللہ احب الی من قتل اهل المدينة ۔

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۲) خدا گواہ ہے جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اس
 دن سے آج تک مدینہ والوں کو قتل کرنے سے زیادہ اچھا کام میں نے کوئی نہیں کیا۔
 تیروہ کہا کرتا تھا ”یقین دالم کہ حق سبحانہ تعالیٰ مرا بسبب قتل اس ناپاکوں
 از جمیع ذنوب و معاصی مطہر ساخت (عزب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۴) میں
 یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاک مدینہ والوں کو قتل کرنے کی وجہ سے
 مجھے تمام گنہوں سے پاک کر دیا ہے۔“

قارئین کرام! میں اب بات کو ختم کرتا ہوں آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ اہل
 بیت کرام و صحابہ کرام و تابعین عظام کو قتل کرنے کو اتنا کارِ ثواب سمجھنے والے لوگ
 کیا تھے اور کیسے مسلمان تھے۔ مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں (یتایع المودہ ص ۳۳،
 مطالب السؤل ص ۲۶، تاریخ خمیس ص ۲ ص ۲، تحفہ اثنا عشریہ ص ۶، شذرات الذہب
 ص ۶۹، شرح مقاصد ص ۲ ص ۲، مختار اسلام ص ۲۲، حیاۃ الامویان ص ۸۸، نوالابصار
 ص ۱۳۹) وغیرہم۔

کیا علامہ ابن جریر طبری شیعہ تھے | واقعہ کربلا درجہ سے متعلق یزید

عنید، ابن زبید، ابن سعد، مروان وغیرہم کے بعض حالات و واقعات جب تاریخ
 طبری کے حوالہ سے نقل کئے جاتے ہیں تو یزید دوست حضرات اکثر دھوکا دینے کی
 کوشش کرتے ہیں کہ جی ابن جریر تو شیعہ تھا، اُس نے تو اموی خلفاء کے خلاف

لکھنا ہی ہے اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہے.....! تو جناب گذارش یہ ہے کہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے اور الحمد للہ و بمنہ ہم اپنی اس بات کو بھی حسبِ عادت اور بطریق سابق انشاء اللہ تقاضے تحقیقی طور پر ہی ثابت کریں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ضد و عناد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے اور حق واضح ہو جانے کے بعد حق کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تو جناب آئیں ذرا اس بات کی تحقیق کریں۔

علامہ ابن کثیر | علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب کی آدھی عبارت نقل کر کے صاحب ”خلافت معاویہ و یزید“ جناب عباسی صاحب نے اپنے غلط مدعا کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ہم اسی محملہ کتاب کی اسی عبارت سے بات کی ابتدا کرتے ہیں۔ جب آپ پوری عبارت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت سے عباسی صاحب کا نہیں بلکہ الحمد للہ ہمارا مؤقف ثابت ہوتا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے.....!

ولقد ظلمت الحنابلة - ودفن فی داره لان بعض عوام الحنابلة و رعاءهم منعوا من دفنه نهار او تسبوعه الى الرقص ومن الجملة من رماه بالاحاد وحاشا من ذلك كله (البدایہ والنہایہ علامہ مطبع بیروت) اور علامہ ابن جریر رحمہ اللہ پر جناب نے ظلم کیا ہے اور آپ کو اپنے گھر میں ہی دفن کیا گیا کیونکہ بعض کم عقل حنبلیوں نے دن میں آپ کو دفن کرنے میں رکاوٹ ڈالی تھی اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے آپ کی نسبت شیعیت اور الحاد کی طرف کرتے تھے اور درحقیقت وہ ان تمام الزامات سے بالکل مبرا اور پاک تھے۔ عباسی صاحب کو یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے شرم آئی چاہیے تھی کیونکہ اس میں آپ کو شیعہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس میں تو آپ کے شیعہ ہونے کی تائید کی گئی ہے

آپ کا اور حنا بلہ کا اختلاف یہ تھا کہ آپ جناب احمد بن حنبل کو مجتہد نہیں مانتے تھے بلکہ دیگر علماء کی طرح ان کو بھی ایک عالم مانتے تھے اس لیے حضرت امام احمد کے ماننے والے آپ کے مخالف تھے۔ یہ صرف ذاتی قسم کا اختلاف تھا کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔ عن الشيخ ابی حامد احمد بن ابی طاهر الفقیہ الاسفراغینی انه قال لوسافر رحیل الی التین حتی ینظر فی کتاب تفسیر ابن جریر الطبری لم یکن ذالک کثیرا (البدایہ والنہایہ ص ۱۷۱) یعنی شیخ ابی حامد احمد بن ابی طاهر الفقیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی آدمی علامہ ابن جریر کی کتاب تفسیر ابن جریر کو دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی کرے تو یہ سفر کچھ زیادہ نہیں ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ کان احد ائمة الاسلام علما وعلماء کتاب اللہ وسنة رسولہ (البدایہ والنہایہ ص ۱۷۱) آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور عمل میں ائمہ اسلام میں سے ایک امام تھے۔

نیز فرماتے ہیں۔ وقال خطیب بغدادی وله التفسیر الکامل الذی لا یوحید له نظیر... وکان من اکابر ائمة العلماء ویحکم بقوله ویرجع الی معرفته وفضله وقد کان جمع من العلوم مالحد یشارکہ فیہ احد من اهل عصره وکتابه اجل التفسیر واعظمها ابن جریر الطبری

نیز فرماتے ہیں! ما علم علی اديم الارض اعلم من ابن جریر (البدایہ والنہایہ ص ۱۷۱) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علامہ ابن جریر کی تفسیر وہ کامل تفسیر ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ

اکابر ائمہ علماء میں سے تھے اور آپ کے قول پر فیصلہ کیا جاتا تھا اور آپ کی معرفت اور آپ کے علم و فضل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور آپ نے اپنی تصانیف میں اتنے علوم جمع فرما دیے ہیں کہ ان کے زمانہ کے علماء میں سے کوئی بھی اتنے علوم جمع نہ کر سکا اور ان کی کتاب تفسیر ابن جریر، تفسیروں میں بہت بلند اور اعلیٰ درجے کی تفسیر ہے اور میں روئے زمین پر ابن جریر سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں۔ فان قلت فاي التفاسير ترشد اليه وتأمرون الناظرين ان يعول عليه، قلت تفسير الامام ابى جعفر بن جرير الطبري الذي اجمع العلماء المعتبرون على انه لم يؤولت في التفسير مثله قال النووي في تهذيبه۔

علامہ نووی | کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یضعف

احد مشہدہ۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۱۹ طبع مری)

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کون سی ایسی تفسیر ہے جس سے استفادہ کرنے کا آپ مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اس کی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جس کے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی شارح مسلم نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس بات پر

تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهذا رجم بالنظر الكاذب بل ابن

جریر من کبار ائمہ الاسلام المعتمدین..... ولا یجل لنا ان نعوذ به
 بالباطل والہویٰ (میزان الاعتدال ص ۳۹۵) یعنی یہ محض گمان کی بناء پر الزام لگایا گیا
 ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن جریر کبار معتمد ائمہ اسلام میں سے ہیں اور ہمارے
 لیے جائز نہیں ہے کہ ہم انہیں محض بھوٹ اور غلط افواہ کی وجہ سے ایذا دیں۔
 نیز آپ لکھتے ہیں۔ الامام العبد الفرد الحافظ ابو جعفر الطبری۔
 (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۷۷) یعنی حافظ (المحبوث) ابو جعفر طبری اپنے دور کے وہ
 امام ہیں کہ ان جیسا عالم اور کوئی نہیں ہے۔

علامہ ابن اثیر | مورخ اسلام علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔۔۔!

وانما اعتقدت علیہ من بین المؤرخین اذ هو الامام الممتنع حقاً
 الجامع علماً وصحة اعتقاداً وصدقاً۔ (تاریخ کاس ص ۱۷۷) اور میں
 نے مؤرخین میں سے علامہ ابن جریر پر اعتماد کیا ہے کیونکہ وہ یقینی طور پر قابل
 اعتماد امام ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں بہت سچے اور عمدہ تھنید سے والے ہیں۔
ابن خلدون | مورخ اسلام علامہ ابن خلدون تیرھویں صدی کے
 معتمد مورخ لکھتے ہیں۔ اعتدنا لثبوتہ ولسلامتہ من الہوا ع
 الموجودة فی کتب ابن قتیبہ وغیرہ من المؤرخین۔ (تاریخ ابن خلدون
 ص ۲ اردو ص ۳۸۳ نفیس اکیڈمی) ہم نے بنو امیہ کے حالات و واقعات
 میں علامہ طبری پر بھروسہ کیا ہے کیونکہ وہ ان کوتاہیوں اور غرابیوں سے محفوظ
 ہے جو قتیبہ وغیرہ کی کتابوں میں ہیں۔

شیخ دباغ | معروف روحانی شخصیت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ نے
 اپنی مشہور تصنیف میں علامہ طبری کو "امام ابو جعفر طبری" لکھا ہے۔ (الابیر ص ۱۶۸)
ڈاکٹر صبحی صالح | بیروت کے عالم ڈاکٹر صبحی صالح نے متعلقات

قرآن پر تحقیق کی اور تفاسیر کے باب میں لکھتے ہیں۔

”روایات و آثار کی مدد سے جو تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر ابن جریر کی تفسیر ہے اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحابہ اور تابعین (یہ لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے) کے اقوال مع اسانید تحریر کئے ہیں (علوم القرآن ص ۳۱) ہٹ دھرمی کی حد ہے کہ جو شخص اپنا ماخذ صحابہ کرام اور تابعین کے فرامین کو بنا رہا ہے یا ہوگ اسے شیعہ کہہ رہے ہیں۔
فاختبر وایا اولی الابصار !.....

علامہ حقیقی

مفسر قرآن علامہ عبدالحق حقانی لکھتے ہیں۔ ”جو تھے

طبقات کے مشاہیر میں سے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں۔ شیعہ اور کرامیہ میں بھی ایک شخص ابن جریر طبری گزرا ہے۔ بعض لوگ کبھی اس نام سے بھی دھوکا دے دیا کرتے ہیں ان کی (علامہ طبری) کی وفات ۲۲۰ھ میں ہوئی (البيان فی علوم القرآن ص ۳۸) **عبد الصمد صاوم** ابو جعفر ابن جریر نام ۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے ان سے

طبرانی نے روایت کی ہے (ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی مشہور محدث ہیں ان کی تصنیف طبرانی شریف مشہور حدیث کی کتاب ہے) مجتہد تھے ان کی تفسیر ضخیم کے اقوال کے علاوہ عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے کثیر الانتصاف ہیں صاحب تفسیر و تاریخ ہیں۔ ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے دونوں میں صرف سن ولادت و وفات کا فرق ہے۔ بعض لوگ اس نام سے دھوکہ دیتے ہیں ان کا وصال ۲۲۰ھ میں ہوا (تاریخ التفسیر ص ۹۰)

ایک ابن ماجہ جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ ان میں صرف سین ولادت و وفات میں فرق ہے (تاریخ القرآن ص ۲۱۸)

ایک جریر طبری شیبی بھی گزرا ہے ان کے نام ولایت لقب اور وطن وغیرہ سب ایک ہیں، دونوں صاحب تاریخ و تفسیر ہیں صرف سنین ولادت اور وفات میں فرق ہے (تاریخ الحديث ص ۲۲۳)

علامہ شبلی نعمانی | عمر حاضر کے مؤرخ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں ”ابو جعفر محمد بن جریر طبری

متوفی ۳۲۰ھ کے معتبر اور مستند ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔“ (میزان النبی ص ۲۲۴)

ابن تیمیہ | تمام یزید دوست حضرات کے معتقد محدث ابن تیمیہ علامہ

ابو جعفر محمد بن جریر طبری کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں ”ولیس فیہ بدعت“ (فتاویٰ

ابن تیمیہ ۲ ص ۱۹ طبع مصری) یعنی علامہ ابن جریر طبری میں بدعتیوں والی کوئی بات

نہیں تھی۔“ ابن تیمیہ کے متعلق تو یقیناً دیگر دوست حضرات بڑے محتاط فقیہ اور

عالی شان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کریں گے اور یہ بات بھی ضرور تسلیم

کریں گے کہ ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ان کی کتاب

مہاج السنۃ اس بات کا بین ثبوت ہے وہ بھی علامہ ابن جریر کے حسن عقیدہ کی

گواہی دے رہے ہیں اگر ابن جریر رافضی ہوتے تو ان میں رافضیوں والی وہ سب بدعتیں بھی ضرور

موجود ہوتیں لیکن ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ پر

رافضیت کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ محض اس لیے کہ آپ نے یزید اور یزیدیوں

کے تمام حالات نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں اور وہ تمام واقعات یزیدیوں

کے لیے نوک سناں کی طرح خطرناک ہیں۔ حالانکہ یزید دوست حضرات کے معتقد مفسر

و مؤرخ علامہ حافظ ابن کثیر حنبلہ کا یہ الزام نقل فرما کر اس کی پر زور تردید فرما چکے

ہیں اور ان الزام لگانے والوں کو آپ جاہل اور بے وقوف کھچکے ہیں فن رجال

کے امام علامہ ذہبی اس الزام کو تاحق ایذا اور باطل و توہم پرستی کہہ کر اس کی

پر زور تردید فرما چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے عقیدہ میں کوئی خرابی ہوتی تو علامہ ابن کثیر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن خلدون، علامہ ذہبی، علامہ ابن خزیمہ، علامہ خطیب بغدادی، علامہ سیوطی، علامہ نووی، شیخ اسفرائینی، شیخ عبدالعزیز دباغ، علامہ حنفی، ڈاکٹر صبحی صالح بیروتی، عبدالصمد صادم عصر حاضر کے مفکر اور یزید دوست حضرات کی معتمد شخصیت شبل لغانی، سید سلیمان ندوی اور ابن تیمیہ وغیرہم کبھی بھی آپ کے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم مفسر محدث، فقیہ، مؤرخ، مفتی، مرجع علماء، یکے از اکابر ائمہ اسلام، منفق امام، جامع العلوم، خوش عقیدہ، سچے، محفوظ عن لاهواء اور یکے از مشاہیر اسلام ہونے کی گواہی نہ دیتے اور آپ کی تفسیر کو اتنا بلند پایہ درجہ دینا کہ جس کو صرف ایک نظر دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی معمولی شمار کرتا۔ تمام تفسیروں میں سے بہترین تفسیر سمجھنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ اس جیسی یا اس پایہ کی تفسیر اور کوئی نہیں لکھی گئی اور اس تفسیر میں اتنے علوم جمع کر دئے گئے ہیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی وغیرہ یہ سب باتیں اس چیز پر حروف آخر ہیں کہ یہ اکابرین اسلام اتنی تعریف کسی بد مذہب بد عقیدہ رافقی مصنف اور اس کی تصنیف کی نہیں کر رہے بلکہ حافظ الحدیث امام المنفق، بحر العلوم، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ واقعی اس مرتبہ کے تھے جو اکابرین اسلام ان کے منعلق بیان کر رہے ہیں اور آپ پر الزام تراشی کرنے والے وہی کچھ ہیں جو عباسی صاحب کی محولہ ادھی عبارت کے باقی حصہ میں انہیں علامہ ابن کثیر نے کہا ہے (بے وقوف اور جاہل)

الحمد لله وبمنه ہماری اس محقر مگر جامع تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہر غیر متعصب، سلیم الفطرت اور حق بین شخص ضرور اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہوگا کہ یہ یار لوگوں کا محض ایک ڈرامہ ہے جو کہ انہوں نے محبت یزید

اور بغضِ اہل بیت کے پیش نظر کھیلا ہے لیکن شائید انہیں یہ یاد نہ رہا کہ ساری دنیا اندھی نہیں ہے جو بغیر تحقیق کئے ان کے ہر اقتراء پر آنکھیں بند کئے آمین پکار اٹھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو ہٹ دھرمی اور تعصب کی لعنت سے محفوظ رکھے اور حق کو سمجھنے، ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام حسن کا قاتل یزید

تقریباً "تمام معتبر تواریخ" سے ثابت ہے کہ سبط النبی شہید رسول جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی یزید بے دید نے زہر دوا کر شہید کر لیا تھا۔ چند حوالہ جات ہدیہ قارئین کوتاہوں پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں۔

علامہ ہبیشی | علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں.....!

وكان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث دس اليها يزيد ان تسعه ويتزوجها وبذل لها مائة الف درهم ففعلت فمرض اربعين يوما قلما مات بعثت الي يزيد تسأله الوفا بما وعدھا فقال لها ان لم تر ضا لك للحسن اقترضاك لا نفسا رصواعق محرقه ص ۱۲۱

علامہ سبط ابن جوزی | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان

فرماتے ہیں۔ دس اليها يزيد بن معاوية ان سمى الحسن واتزوجك قسمته قلما مات ارسلت الي يزيد تسأله الوفاء بما وعد فقال انا والله ما ارضاك للحسن اقترضاك لا نفسا (مذكرة خواص الامم ص ۲۱)

علامہ عسقلانی | فن رجال کے امام شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان جعدۃ بنت الاشعث سقت الحسن السم فاشتکی منه شکاة فكان یوضع تحتہ طست و ترقر اخری نحو امن اربعین یوما۔ (تہذیب التہذیب ۲ ص ۳)

علامہ ابن کثیر | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان یزید بن معاویۃ بعث الی جعدۃ بنت الاشعث ان سمی الحسن وانا اتزوجک بعدہ ففعلت فلما مات الحسن بعثت الیہ فقال انا والله لم ترضاک للحسن افترضاک لا نفسنا (البدایہ والنہایہ ۵ ص ۴۳)۔

علامہ سیوطی | قائم الحفاظ مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ بلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ سمته زوجته جعدۃ بنت الاشعث بن قیس دس الیہا یزید بن معاویۃ ان تسمہ فیتزوجہا ففعلت فلما مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لم نرضاک للحسن افترضاک لا نفسنا (تاریخ الخلفاء ص ۱۳)۔

شیخ مومن شلبینی | علامہ شیخ سید مومن مہری شلبینی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ وسقته زوجته جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی السم فبقی مریضاً ربین یوما وکان قد سألہا ید فی ذالک ویدل لہا مائة الف درهم وان یتزوجہا بعد الحسن ففعلت ولما مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لن نرضاک للحسن افترضاک لا نفسنا (نور الابصار ص ۴۱)۔

علامہ الصبیان | علامہ شیخ محمد بن علی الصبیان رحمہ اللہ اس واقعہ کا

تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ وکان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی دس ایہا یزید ان تسمہ و یتزوجها ویبذل لها مائة الف درهم لیكون الامر له بعد الیه معاویة ویبطل شرط ان یكون للحسن بعد معاویة ففعلت فمرض اربعین یوماً فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدھا فقال انالمن نرضک للحسن افترضاک لا^{نفسنا} (اسانف الراغبین برعاشیہ نور الابصار ص ۱۹۹) یعنی یزید سید نے آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو ایک لاکھ درہم بھیجا اور خیر پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دے دے تو ان کی وفات کے بعد میں تجھ سے شادی کروں گا، اور وہ اس لیے آپ کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا کہ امیر معاویہ امام حسن کو لکھ کر دے چکے تھے کہ میرے بعد خلیفہ امام حسن ہوں گے لہذا وعدے کے مطابق ولیعہد جناب امام حسن تھے اور یزید نے آپکو امیر معاویہ کی زندگی میں ہی ختم کر دینا چاہا تاکہ امام حسن کی وفات کے بعد ولیعہد میں بنوں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) وہ بد قسمت یزید کے دھوکے میں آگئی اور آپ کو زہر دے دیا چنانچہ زہر اتنا سخت تھا کہ بگڑ اور انٹریاں کٹ کٹ کرتے کے ساتھ آرہی تھیں آپ کے سامنے ایک برتن رکھا جاتا جب وہ خون سے بھر جاتا تو اُسے اٹھا لیا جاتا اور دوسرا رکھ دیا جاتا اسی طرح آپ چالیس دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کرو یزید نے جواب دیا میں نے حسن کے نکاح میں حیرا رہنا گوارہ نہ کیا تو مجھے اپنے نکاح میں رکھنا میں کب گوارہ کروں گا۔ اس طرح وہ کہیں کی بھی نہ رہی۔

نیز مطالعہ کے شوقین حضرات درج ذیل حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائیں !

تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۸۲، شواہد النبوة اردو ص ۲۱۶، نزیہۃ المجالس اردو ص ۲۵۸

روضۃ الاصفاء اردو ص ۱۷۱ ، سفینۃ الاولیاء دار اشکوہ ص ۳۷۱ ، تشریف البشر از نواب
صدیق حسن ص ۲۲۰ ، اسد الغابہ ص ۱۱۵ ، تاریخ کامل ص ۱۸۲ ، مروج الذهب
ص ۶۵۵ ، سر الشہادتین ص ۱۷ ، شمس التواریخ ص ۱۳۳۵)

قاتلین حسین کے چند عبرت آموز واقعات

حدیث شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الی
محمد انی قد قتلتم یحییٰ بن زکریا سبعین الفاً وانی قاتل بائین
بنتک سبعین الفاً و سابعین الفاً۔ (مسند رک حاکم ص ۱۷۱ ، تہذیب التہذیب
ص ۳۵۵ ، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۳۱۲ ، خصائص کبریٰ ص ۲۸۳ ،
سیرۃ النبی از شبلی ص ۱۷۱ ، سوانح کربلا ص ۱۱۹ ، تشریف البشر از نواب صدیق حسن بغیر
مقلد ص ۵۳) وغیرہم ۔ ترجمہ :- جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم علیہ النجۃ والتسلیم کی طرف وحی نازل
فرمائی کہ میں نے جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بدلہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰)
جانیں لی ہیں اور اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نواسے کی
شہادت کے بدلہ میں میں ستر ہزار اور ستر ہزار (۱۴۰۰۰۰) جانیں لوں گا۔

دنیا پر ستارانِ سیاہ باطن اور مغرورانِ تاریک دروں کی کیا امیدیں باندھ
رہے تھے جناب امام کی شہادت سے ان دشمنان حق کو کیسی کیسی توقعات تھیں
شکر یوں کو گراں قدر انعاموں کے دے دیئے گئے۔ سرداروں کو جہدے اور
حکومت کا لالچ دیا گیا۔ یزید اور ابن زیاد و غیرہ کے دماغوں میں سلطنت اور ہائیگری

کے نقشے کھینچے ہوئے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام کا ہی وجود ہمارے لئے
 عیش دنیا سے مانع ہے یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر ہماری ہی سلطنت ہوگی
 اور ہزاروں برس تک ہماری حکومت کا جھنڈا اڑا رہے گا، مگر وہ ظالم کے انجام
 اور قہر الہی کی تباہ کن بجلیوں اور ستم رسیدہ اہل بیت کرام کی جہاں برہم کن آہوں
 سے بے خبر تھے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ خون شہیدان رنگ لائے گا اور انکی
 سلطنت کے پڑے ارجحانیں گے ایک ایک شخص جو قتلِ امام میں شریک ہوا تھا
 طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا۔ وہی فرات کا کنارہ ہوگا وہی ماحشرہ
 کا دن اور وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے ان بد بختوں کو روند رہے
 ہوں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے، گھر لوٹے جائیں گے، انہیں
 سویلوں پر لٹکایا جائے گا اور ان کی لاشیں گندے گرہوں میں پڑی سر رہی
 ہوں گی۔ دنیا کا ہر شخص ان پر طاعت کرے گا اور ان کی ہلاکت و بربادی پر خوشیاں
 منائی جائیں گی (سوانح کربلا ص ۱۱) ابن سعد کو مختار کے دربار میں طلب کیا
 گیا بیٹے نے کہا وہ گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ مختار نے کہا امام پاک کی شہادت
 کے دن کیوں گوشہ نشین نہ ہوا۔ چنانچہ بلا کر پہلے اس کے بیٹے کو اس کے
 سامنے قتل کیا گیا اور کہا گیا ظالم دیکھ جب سامنے جوان میا قتل ہو تو باپ کی
 کیا کیفیت ہوتی ہے۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر شر کو تلاش کر کے قتل
 کیا گیا اور ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے اور ان کے سر کاٹ کر جناب
 محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دئے اس وقت امام زین العابدین دو پہر کا
 کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فوراً ”سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا جب امام پاک
 کا سر ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا تھا اس وقت وہ بھی دو پہر کا کھانا کھا رہا تھا۔
 آج اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و خوار کر کے جب ہمارے پاس بھیجا ہے تو ہم

بھی دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں علامہ زہری بیان فرماتے ہیں۔ انہ لم یسبق
احد ممن قتل الحسين إلا عوقب في الدنيا قبل الآخرة اماما بالقتل
ادسواد الوجه او تغير الحلقة او زوال الملك في مدة يسيرة (نور الابصار)
کے قاتبین حسین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے آخرت کے عذاب سے
پہلے دنیا ہی میں عذاب و عقاب نہ مل گیا ہو۔ یا تو انہیں ذیل و غوار کے قتل
کر دیا گیا یا ان کے چہرے سیاہ ہو گئے، یا ان کی شکلیں بگڑ گئیں (انسان کے
بجائے کوئی اور شکل ہو گئی) یا ان کی حکومت تقوڑی ہی مدت میں ختم ہو گئی۔

چنانچہ مختار نے اعلان عام کر دیا تھا۔ اطلبوا الى قسلة الحسين فانه لا
يسوغ لي الطعام والشراب حتى اطهر الارض منه (تاریخ طبری ص ۱۷۸)
یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرو کیونکہ میں نے عہد کیا ہے کہ
اس وقت تک نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا اور نہ سیر ہو کر پانی پیوں گا جب تک
زمین کو ان بد بختوں کے ناپاک وجودوں سے پاک نہ کر لوں۔

ابن زیاد | چنانچہ واقعہ کربلا کے سب سے بڑے ہیرو عبید اللہ
بن زیاد کا سر جب مختار ثقفی کے دربار میں پیش کیا گیا تو اچانک شور اٹھا کہ
وہ آیا، وہ آیا۔ سب لوگ سروں سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھنے
لگے۔ فاذا حية قد جاءت تخلل الركوس حتى دخلت في مغر ي

عبید اللہ بن زیاد فمکت ہنہمة ثم خرجت قد هبت حتى تغيب ثم
قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت ذالك مرتين او ثلاثا. هذا حديث حسن صحيح
(ترمذی شریف ص ۲۱۸، البدایہ والنبایہ ص ۸۹، ماثبت من السنہ ص ۳۲
تذکرہ خواص الامم ص ۲۸۶، نور الابصار ص ۱۵۱، تنویر الازہار ص ۵۲۸، اسعاف المؤمنین
ص ۲۰۹، سوانح کربلا ص ۱۱۸ ح ترجمہ: پس ایک سانپ آیا اور ان سروں

میں سے ابن زیاد کے سر کو ڈھونڈ کر اس کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور
تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا پھر نکل کر چلا گیا۔ پھر شور بلند ہوا وہ آیا وہ آیا
پھر وہ آیا اور اس نے پھر اسی طرح کیا۔ اس طرح اس نے دو یا تین بار
کیا۔ محدث ترمذی فرماتے ہیں یہ بیٹ من صحیح ہے۔ "تام لوگ کھڑے دشمن
اہل بیت کا دنیا میں یہ انجام دیکھ رہے تھے اور توبہ استغفار کر رہے تھے اللہ تعالیٰ
ہر کسی کو اپنی گرفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

شمر لعین جناب امام حسین کو شہید کرنے والے شمر لعین کو مختار ثقفی

نے قتل کر لیا اس کا سر مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن صفیہ کے پاس بھیج دیا
اور اس کی لاش کتوں کے آگے پھینک دی (تاریخ طبری ص ۴۲۱، البدایہ
والنہایہ ص ۴۲۱، تاریخ کامل ص ۴۲۱، تاریخ ابن خلدون اردو ص ۴۲۱)

نخولی بن یزید نخولی وہ نجدی ہے جس نے حضرت امام عالی مقام

کا سر اقدس تن نازنین سے جدا کیا تھا یہ روسیہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس
لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے، پھر سولی پر چڑھایا اور آٹھ کو
آگ میں بھونک دیا۔ چھ ہزار کو فی جو حضرت امام حسین کے قتل میں شریک تھے
مختار نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ "سوانح کربلا ص ۱۱،

تاریخ طبری ص ۴۲۱، تاریخ ابن کثیر ص ۴۲۱، تاریخ ابن اثیر ص ۴۲۱)

حرم سلمہ راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہداء کربلا کے سروں کو

لے کر یزیدی فوج کو فہ میں یزید کی طرف جا رہی تھی تو ان میں ایک بہت
خوبصورت نوجوان تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے گھوڑے کے گلے میں
ایک چاند جیسے خوبصورت آدمی کا سر لٹکایا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا
یہ سر کس کا ہے؟ گھوڑا سوار نے جواب دیا "یہ اس عمار کا" میں نے پوچھا تو

کون ہے اس نے کہا میں حرمم ہوں۔ راوی کہتا ہے کچھ دن بعد میں نے حرمم کو دیکھا اس کا چہرہ بالکل سیاہ (مُجَلَسا ہوا) تھا میں نے پوچھا اے حرمم تجھے کیا ہو گیا ہے تو تو بہت خوبصورت تھا اور آج تو سب سے زیادہ بدصورت ہو گیا ہے۔ فبکی حرملة وقال والله منذ حملت الرأس والى اليوم ما تمر على ليلة واثنان ياخذ ان بضبعي ثم ينتهيان بي الى تارناج فيه قيد فعاني فيهما وانا انكص فتسعنني كما ترى ثم مات على اقيم حال۔ (تذكرة الخواص ص ۲۸، صواعق محرقہ ص ۱۹)

نور الابرار ص ۱۴، تنوير الازهار ص ۵۲، اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۸) حرمم رونے لگا اور کہا خدا کی قسم جس دن میں سر اٹھائے ہوئے تھا۔ اُس دن سے آج تک کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے بکڑ کر لے جاتے ہیں۔ وہ مجھے آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں مگر آگ کے شعلے مجھے بھلسا دیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسا کر دیا ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے چنانچہ وہ اسی بُری حالت میں ہی مر گیا۔“

بیزیر یہ جل گیا | شیخ سدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کربلا میں مٹھرا رات کو ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا کہ جو بھی امام پاک کے قتل میں شامل ہوا وہ ضرور بری موت مرا۔ وہاں کا ایک آدمی کہنے لگا تم جھوٹ کہتے ہو میں قاتل حسین میں شریک تھا لیکن مجھے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ فلما کان آخر الليل فقام الرجل بصلح المصباح فاحترق قال السدي فانا والله رأيته كانه حممة۔ (تذکرہ خواص الامم ص ۲۸، صواعق محرقہ ص ۱۹، نور الابرار ص ۱۴، تنوير الازهار ص ۵۲، اسعاف الراغبین ص ۲۱۳،

تہذیب التہذیب ص ۲۵۵، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۸، تشریف البشر ص ۴۹)

چنانچہ اسی رات کو سوئی کے وقت وہ اٹھا اور چراغ کو درست کرنے لگا کہ چانک شعلہ بھڑکا اور اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ شیخ سدی کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا خدا کی قسم وہ جل کر اس طرح ہو گیا تھا جیسا کہ وہ کوئلہ ہو۔“

یزیدیہ اندھا ہو گیا | علامہ واقدی نے ابن الدماج سے نقل کیا

ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی جو کہ شہادت حسین کے وقت (یزیدی فوج میں) موجود تھا اندھا ہو گیا ہم نے اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ہم دس آدمی تھے (جو کہ یزیدی فوج میں شامل تھے) نہ میں نے تنوار چلائی نہ نیزہ مارا اور نہ تیر چلایا۔ جب امام حسین شہید ہو چکے تو ان کا سر نیزہ پر بلند کر دیا گیا تو میں واپس آ گیا۔ اس وقت تک میری آنکھیں بالکل صمغ تھیں..... !

قنبت تلك الليلة فاتاني آت في المنام وقال اجب رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت مالي ودر رسول الله فاخذ بيدي وانتهدني ولزم تلجاني وانطلق بي الى مكان فيه جماعة ورسول الله جالس وهو معتم متحير حاسر عن راعيه وبداه سيف و بين يديه نطع واذا اصحابي العشرة من قاتلي الحسين مذبحين بين يديه فسلمت عليه فقال (سلم الله عليك ولا حياك يا عدو الله الملعون اما استحييت مني تهتك حرمتي وتقتل عترتي ولم ترع حقى قلت يا رسول الله ما قاتلت قال نعم ولكنك كثرة السواد واذا ابضت عن يمينه فيه دم الحسين فقال اقعد فجتوت بين يديه فاخذ مردوا واحماة ثم كحل به عيني ثم لعنه وسبه بكثير و سوادهم فاجت اعى كما ترون -

(تذکرہ خواص الامم ص ۲۸۱، صواعق محرقة ص ۱۹۵، نور الابصار ص ۱۴۴، تنوير الانوار ص ۲۲۵،

اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۵۴، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۹،
 تشریف البشر ص ۴۹) اسی رات جب میں سویا تو خواب میں کوئی شخص آیا اور
 کہنے لگا چل تجھے رسول اللہ بلا تے ہیں۔ میں نے کہا مجھے رسول اللہ سے کیا
 مطلب۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور غصہ سے مجھے گھسیٹ کر ایک جگہ لے گیا وہاں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک جماعت اور بھی حاضر تھی۔ حضور
 حیران و پریشان بیٹھے تھے اور نہایت مضمون نظر آرہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں
 تلوار تھی اور میرے دس ساتھی جو قتل امام میں شریک تھے وہ آپ کے سامنے
 ایک چمڑے پر قتل ہوئے پڑے تھے۔ میں نے جاکر حضور کو سلام کیا تو آپ نے
 فرمایا اے اللہ کے دشمن، خدا تجھ کو سلامتی نہ دے اور نہ تجھے زندہ رکھے
 اے لعنتی کیا تو نے میرا جی بھی نہیں کیا کہ تو نے میری اہل بیت کی توہین کی
 اور انہیں قتل کیا۔ ظالم کچھ میرا ہی لحاظ کر لیتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 میں نے تو امام حسین کو شہید نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن تو ذہیزیدی
 فوج میں شامل ہوا اور ان کی کثرت کا سبب تو بنا تھا۔ آپ کے دانیس
 طرف ایک برتن میں امام حسین علیہ السلام کا خون پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا
 بیٹھ جا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے ہوسے کی ایک سلائی لی، اسے
 آگ میں گرم کیا اور وہ گرم گرم سلائی میری آنکھوں میں پھیر دی۔ پس صبح
 کو میں اندھا اُٹھا۔ جیسا کہ تو اب مجھے دیکھ رہا ہے۔“